خیالستانِ خالدؔ

تعلیمِ عرفان

(تعلیماتِ خالدؔ وجودیؒ)

	منظوم	اشعار
1- تعلیم عرفان (شریعت وطریقت ۔فنائے افعال وصفات)	61	672
2- کلامِ عرفانی مثنوی خالدؔؒ (معرفت وحقیقت ۔فنائے صفات وذات)	25	380
3-غزلیاتِ عرفانی (فناو بقا۔انسانِ کامل وکمالِ عبدیت)	49	585
Total	135	1637

سلسلہ اشاعت لطیف اکیڈیمی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اسم تصنیف	خیالستانِ خالدؔ......(باب سوم) مجموعہ تعلیم عرفان (مثنوی خالدؔ)
اسم مصنف	مولانا ابوالفیض شاہ محمد خالد وجودیؒ المعروف خالد بن جانثار یار جنگ خالدؒؔ
موضوع	شعر و سخن
تاریخ اشاعت	طبع اول جمادی الثانی 1432ھ م مئی 2011ء
ترتیب واہتمام	سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری
رسمِ اجراء	بہ موقعہ عرس شریف مرشدی ومولائی حضرت خالدؔ وجودی علیہ الرحمۃ
	بہ دست مبارک حضرت خواجہ معین الدین خالدی القادری
	سجادہ نشین ومتولی درگار حضرت خالدؒؔ وجودیؒ
باراول	200 (دوسو)
صفحات	217
ہدیہ	Rs. 65/-
ناشر	لطیف اکیڈیمی اینڈ پبلشرز

ٹولی چوکی، حیدرباد (انڈیا) ۔فون: 040-23568160

کمپیوٹر کتابت ٹرائی اسٹار گرافکس۔16-3-992/5/A چنچل گوڑہ حیدرآباد فون 9247890253

ملنے کا پتہ

1 Lateef Academy
Quadri Manzil, 9-4-135/A/5, Toli Chowki,Hyderabad
Ph: 040-23568160- Cell 9490754160

2 Aastan-e-Khalid, Barkas, Hyderabad
Ph: 9885781786

3 Hyder & Sons,Publishers, Machli Kaman, Hyderabad
Ph: 24578494

ویب سائیٹ http://www.Lateefacademy.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد! ہمارے پیرومرشد حضرت خالد وجودی القادری علیہ الرحمۃ المعروف خالد بن جانثار یار جنگ کا کلامِ بلاغت نظم'' خیالستانِ خالدؔ '' کے نام سے موسوم ہے۔ یہ ایک ضخیم کلام ہے جو تقریباً (800) آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے، جس کو حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کی ہدایت کے مطابق انتخاب، اشعار اور ترتیب وتزئین کے ساتھ طباعت واشاعت کے متبرک کام کو ہمارے والدِ بزرگوار حضرت سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری مدظلہ عالی نے تکمیل فرمایا ہے۔

'' خیالستانِ خالدؔ'' کے اشعار کی تعداد (4500) تک پہنچتی ہے اور جس کا ہر شعر عشق کی وارفتگی، مئے الست کا کیف اور علمی وادبی چاشنی کو اپنے میں سموئے ہوئے ہے۔ یہ سامعین وقارئین کے مشامِ جاں کو معطر اور روح کو معنبر کردیتی ہے۔اور اکثر اشعار فنائیت وبقائیت کی گتھیاں سلجھاتے ہیں۔

اس کلام کو چار جلدوں میں: (۱) حمد ونعتِ شریف (۲) مناقب اہل اللہ (۳) تعلیماتِ خالدؔ (۴) غزلیات ورباعیات کا رسمِ اجراء مصنف حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے 22 ویں عرسِ مبارک کے موقع پر درگاہ شریف بارکس میں بفضل تعالیٰ عمل میں آرہا ہے جو ہماری دیرینہ تمنا تھی۔

کلام میں مشکل ذومعنی الفاظ کے لفظی اور مرادی معنی کی تشریح صفحات کے حاشیہ میں درج کردی گئی ہیں تاکہ قارئین کو اصل مفہوم سمجھنے میں سہولت ہوسکے۔

آخر میں لطیف اکیڈیمی کی جانب سے ہم جناب میر رفیق علی خان صاحب کے ممنون ومشکور ہیں جنہوں نے کمپیوٹر کتابت کے مشکل کام کو بخوبی انجام دیا۔

لطیف اکیڈیمی	معتمدین لطیف اکیڈیمی
ٹولی چوکی۔حیدرآباد-8	1- میر رحیم اللہ شاہ قادری (اقبال پاشاہ)
جمادی الثانی 1432ھ م 2011ء	2- میر کریم اللہ شاہ قادری (خواجہ پاشاہ)

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سعی وکوشش کو !

☆ والدی ومرشدی خواجہ ابوالخیر ڈاکٹر
حضرت میر مومن علی شاہ قادری علیہ الرحمۃ والرضوان

☆ مرشدی ومولائی خواجہ ابوالفیض
حضرت شاہ محمد خالد وجودی القادی علیہ الرحمۃ الرضوان

☆ دادا پیر خواجہ ابوالرضا
حضرت سید محمد بادشاہ محی الدین شمسی القادری وجودیؔ علیہ الرحمۃ والرضوان

کی خدمت بابرکت میں پیش کرتا ہوں ۔جن کے خرمنِ علم وعرفان کی خوشہ چینی نے مجھے دانش وآگہی کا فیضان بخشا۔

خاکپائے حضرت خالد وجودیؒ

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادریؔ کان اللہ لہٗ

فہرست

S.No	عنوان	Page
	عرضِ ناشر	3
	انتساب	4
	فہرست	5
	تعارف	13
	تعلیمِ عرفان	24
01	سمجھ کا پھیر ہے اُن کی جو ہر شئے کو خدا سمجھے (تمہید)	25
02	فہم تخیلات میں اللہ کے سوا کیا ہے	26
03	نقاب تعین اٹھائے چلا جا	28
04	یار کا جلوہ جو ہے وہ خود سراپا ہے تیرا	29
05	تمیز جو کچھ ظہور کی ہے حقیقت اس سے ہے خود منزہ	30
06	ہم ہیں مولا کے لئے اور ہے مولا اپنا	31
07	بننا اگر ہے زندۂ جاوید اپنی خودی کو نذرِ خدا کر	32
08	آپ کی عینیت ہے جب' غیروں سے مجھکو کیا غرض	34
09	تو خیالی اور سب کچھ ہے خیال	35
10	وہ یار جب کہ نظر آتا ہے خدا کی قسم	36
11	ذرے ہیں آفتاب کو شرمارہے ہیں ہم	37
12	نظروں سے پی رہا ہوں میں میخانہ جا کے کیا کروں	39
13	نفی کر کے میں اپنی خود خدا کو دیکھ لیتا ہوں	41
14	نہ بھولو مجھے گو گنہگار میں ہوں	43
15	نازاں ہوں مفخر ہوں کہ تو میرا خدا ہے میں بندہ تیرا ہوں	44

S.No	عنوان	Page
16	میں انا العبد کہکر سرِ طُور رہوں	45
17	میں لفظ ہوں معنی نما میں غیر ہوں میں عین ہوں	46
18	آپ کو اپنے میں جب پاتا ہوں کھو جاتا ہوں میں	47
19	اپنی نفی کیا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں میں	49
20	ہر امتیازِ حُسن کا دل پر اثر نہیں	52
21	رہ کے خودی میں جو کرے سجدہ وہ سجدہ ہی نہیں	53
22	ہم اپنے خدا کو خدا جانتے ہیں	55
23	خدا شاہد ہے جب ہم آپ کو مشہود پاتے ہیں	56
24	ہم نفی جو کرتے ہیں اپنی، اپنے میں ہی انکو پاتے ہیں	58
25	ہم انا الحق یا انا العبد کہا کرتے ہیں	59
26	کسی کے راز کا پردہ اُٹھا خاموش بیٹھے ہیں	61
27	محمدؐ دونوں عالم کا جو جلوہ بن کے آئے ہیں	62
28	ہوا کون ہے کس سے پیدا نہ پوچھو	63
29	نظر میں کس کا ہے جلوہ نہ پوچھو	64
30	پردہ خودی کا جب اُٹھا کیا پوچھتے ہو دوستو	65
31	میں اپنی ہی خودی میں پا رہا ہوں اپنی ہستی کو	66
32	جب ذاتِ محمدؐ میں خدا خود ہی چھپا ہو	67
33	جب یار کو ہم اپنے میں پا جاینگے دیکھو	68
34	کبھی بندہ کو اپنے بندہ پرور بندہ گر دیکھو	69

S.No	عنوان	page
35	میری صورت بنی تیرا پردہ	74
36	عروجِ عوالم ہیں ہم اللہ اللہ	75
37	ہمارے عشق کی دنیا میں ہے آشفتگی اُلٹی	76
38	غفلت رہے خدا سے تو آفت ہے زندگی	78
39	تمہارے ہی کرم کی اک نظر سے بن گئی اپنی	79
40	وِرد تیرا ہی نام ہے پیارے	82
41	خدا کو دیکھو اُو اللہ والے	83
42	اُن کی رحمت اثر نہ ہو جائے	86
43	جو شانِ تنزیہہ تھی ہم آشکار دیکھ لئے	87
44	تیرا جو فضل وکرم ہے نیاز ہو جائے	88
45	وہم مٹ جائے خودی کا تو خدا ملتا ہے	89
46	خیالِ غیر میں غیرِ خدا ہے	91
47	غفلت حق سے ہوئی تو دنیا ہے	92
48	جب تو ہی عیاں ذات میں خود میری ہوا ہے پھر پوچھتا کیا ہے	93
49	انسان کی شکل وصورت رب غفور ہے	95
50	خدا کی دید ہی سے زندگانی مجھ کو حاصل ہے	96
51	حضوری یار کی حاصل ہر آن ہر دم ہے	97
52	میرے دل میں تو مری آنکھوں میں تو ہے	98

S.No	عنوان	Page
53	اُس کا سارا ہے یہ نظارہ نہ تم میں کچھ ہے نہ ہم میں کچھ ہے	100
54	ہے چہرہ سے ظاہر مرے تیرا نقشہ جو تو ہے وہ میں ہوں جو میں ہو وہ تو ہے	101
55	نورِ حق جلوۂ خواجہ نظر آیا مجھے	102
56	من کا منکا پھیر دے بابُو	103
	خمسہ	104
57	میں ہوں کیا جان جاں نہیں معلوم	105
58	جامِ وحدت پیا نہیں معلوم	107
59	عینیت حق سے ثابت کر کے غیریت اپنی مٹاؤ نارے	109
60	یہ جذبۂ کیفِ محبت ہے مدہوش جو ہم ہو جائیں	111
61	ہم دل کی زباں سے جب اپنی اُن کو پکارا کرتے ہیں	112
62	متفرق اشعار	113
	کلامِ عرفانی (مثنوی خالدؔ وجودیؒ)	114
01	نُور ہوں نُور ہوں سراپا نُور	115
02	سچ اگر پوچھو عیاں سب میں ہے جلوہ میرا	122
03	ذرہ ذرہ میں نُور ہے میرا	123
04	جہاں کے ذرہ ذرہ میں ہوا پیدا جمال اپنا	124
05	جلوہ گاہِ عالم تھا حُسنِ لامکاں اپنا	125
06	نفی کے ساتھ اپنی مٹ گیا وہم وگمان اپنا	126
07	مکینِ ہر مکاں ہو کر مقیمِ لامکاں ہیں ہم	128

S.No	عنوان	Page
08	نہ پوچھو مجھے کون ہوں اور کیا ہوں	130
09	اک رازِ نہفتہ میں ہو کر پھر بھی ہوں نمایاں عالَم میں	131
10	ادائے بے نیازی کی تو شرح و داستاں ہوں میں	132
11	لاتعین ہوں اصلِ ذات ہوں میں	133
12	میں خود ہوں پردہ در اپنا میں خود پردہ میں حاضر ہوں	134
13	نورِ انوارِ قدم خاک کا پُتلہ میں ہوں	135
14	کون ہوں کس پر فدا کس کی ادا ہوں کیا ہوں	137
15	روئے پاک شمس الدین پیا ہوں	139
16	پیدا ہے مجھ میں جب تو موجود میں نہیں ہوں	141
17	میں وہم و گمان ہوں میں علم ہوں یقین ہوں	142
18	جو سمجھ لے گا مجھے اس کے لئے موجود ہوں	143
19	سراپا نورِ احمد مصطفیٰ صلِّ علیٰ ہوں میں	144
20	بر زمیں ہوں نہ آسماں ہوں میں	146
21	اپنی ہستی کے سوا بندہ خدا کچھ بھی نہیں	147
22	بہ صورتِ سایہ ہوں میں جُدا، تو اور نہیں میں اور نہیں	148
23	میں اپنی ہی خودی میں پا رہا ہوں اپنی ہستی کو	149
24	کمالِ عشق حاصل ہے تمہارے حسنِ یکتا کو	150
25	سب سے مبرہ سب سے منزہ ذات ہے میری ذات ہے میری	151
26	جانِ انوار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے	152

S.No	عنوان	Page
27	متفرق اشعار	154
	غزلیاتِ عرفانی (انسانِ کامل: کمالِ عبدیت)	155
01	کر دیا بس اک اشارہ ہی میں دل اور جان فدا	156
02	سرِ کون و مکان جلال تیرا	157
03	تجھے دیکھ لیا ہر پردے میں اے پردہ نشیں پردہ کیسا	159
04	گو عاصی پُر خطا بندہ ہوں مُولا	160
05	طالبِ دیدار ہوں میں آپ کی سرکار کا	161
06	تماشہ دیدنی ہے حال اب بیتابئ دل کا	162
07	وہ اک جامِ وحدت پلانا کسی کا	163
08	عشق کا راز جو تھا حُسن کا جلوہ نکلا	164
09	کیا تلاش ہر اک جا کہیں پتہ نہ ملا	165
10	فلک چکر میں آ جائے فغاں میں ہو اثر اتنا	166
11	آنکھ لڑا کر ہوش اُڑانا تیرا کیا کہنا تیرا کیا کہنا	169
12	جلوۂ حُسن یار کیا کہنا	170
13	میرے دل میں بھی تو میری چشم میں صورت، تیری جلوہ گری کا کیا کہنا	173
14	بے وفاؤں سے وفا کیا کہنا	175
15	ماسوا اللہ کا' دل اپنا کبھی خواہاں نہ ہوا	176
16	اک نظر پڑتے ہی اُن کی کون تھا میں کیا ہوا	177
17	رُوئے احمدؐ کو جا بجا دیکھا	178

S.No	عنوان	Page
18	کون ہے مظہرِ حق مرشدِ والا سمجھا	179
19	لاتعین ہر تعین سے ہویدا ہوگیا	181
20	شانِ اَحدی تیرا سراپا نظر آیا	182
21	میری حیرت کی بھی کچھ انتہا ہے دیکھ کر اُس کو	183
22	پالیا بھید جب سے وحدت کا	185
23	بڑا احسان ہے مجھ پہ عصیاں کو پایا ہوں رحمت گنہگار ہو کر	186
24	بندہ کو اپنے اپنا ہی غرقِ جمال کر	187
25	میں نا ہوتا تو نہ ہوتا تیرا پردہ ہرگز	188
26	نظر میری ہے اُس میں گُم تو میں حدِ نظر میں گُم	190
27	ظُہورِ مصطفیٰ تُو ہے کہ میں ہوں	192
28	کرتا وہی تھا میں جو تھا اُم الکتاب میں	193
29	اللہ اللہ کیا تجلی ہے رُخِ پُرنُور میں	195
30	چٹکیوں میں وہ فتنوں کو جگا دیتے ہیں	196
31	بشر کی شکل میں وہ کبریائی کرتے ہیں	197
32	اُس کے در پہ جبیں میرے اے خدا ہونا	198
33	تیرا بندہ ہوں میں میرا مُولا ہے تُو	199
34	پلا کر اک جامِ مستانہ مجھکو	200
35	حشر کیا ہوگا مرا کچھ تو کہو	202

S.No	عنوان	Page
36	کسی کے رُوئے زیبا سے نقابِ رُخ اُٹھا دیکھو	203
37	ہے کیا خوب تیری یہ کونین سازی	204
38	میرے مُردہ دل کو جِلاتے بنے گی	205
39	لکھی ہو جب مقدر میں مصیبت کیا کرے کوئی	206
40	مجھے تُو مخزنِ رنج والم کرب وبلا کر دے	207
41	ابھی دیکھئے ہم بھی کیا کیا کرینگے	208
42	میری دنیا میں اک ہل چل مچادی تیری رحمت نے	209
43	کیا عشق کی دنیا عقبیٰ نہیں یہ دنیا والے کیا جانے	210
44	جو کچھ تھیں حسرتیں دل میں ہم اُن کو خود مٹا بیٹھے	212
45	سر گریباں میں ڈالے ہوئے بیٹھا کیا ہے	213
46	تیرے دستِ کرم ہی کی یہ ساری کارسازی ہے	214
47	میری اور کُلفت وافلاس کی یکجائی ہے	215
48	یہ کس رشکِ گلستاں نے رُخِ روشن دکھایا ہے	216
49	در ہو تیرا سر میرا بس یہ تمنا دل میں ہے	217
50	خدا شاہد ہے جب ہم آپ کو مشہود پاتے ہیں	218
51	ادائے بے نیازی کا مرقع بن گیا ہوں میں	219
52	چشمِ میگوں کا گردش میں رہا پیمانہ آج	220

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''خیالستانِ خالدؔ''

(مختصر تعارف)

از: شاہ محمد خواجہ معین الدین خالدی چشتی القادری۔ خلیفہ و جانشین حضرت خالد وجودیؒ
متولی: بارگاہ خالدؔ وجودیؒ۔ بارکس، حیدرآباد۔ صفر ۱۴۳۲ھ مطابق جنوری ۲۰۱۱ء

الحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ سیدنا محمدؐ المصطفیٰ و علیٰ الہٖ واصحابہ علیٰ اولیاء امتہٖ اجمعین . امابعد!

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے ''الشرعتة اقوالی والطرقة افعالی والحقیقة احوالی'' یعنی شریعت میرے اقوال ہیں، طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرے احوال ہیں۔ لہذا خلوص اور استقامت کے ساتھ شریعت پر عمل پیرا رہنے سے تزکیۂ نفس (نفس کی پاکیزگی) اور طریقت کی راہِ سلوک سے تصفیۂ قلب (دل کی صفائی) اور حقیقت کے مشاہدہ سے تجلیۂ روح (روح کی لطافت اور معرفتِ الٰہی) کا حصول ممکن ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا انسان کی پیدائش کا اصل مقصد عبادتِ الٰہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا !

خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (ذاریات-56) یعنی جن اور انسان کو محض عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ عبادتِ الٰہی بغیر معرفتِ حق (پہچان حق تعالیٰ) کے ممکن نہیں۔ لیکن اس دولتِ سرمدی کا حصول ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لئے ایک ہادی و پیرو مرشد یا شیخ کامل کا وسیلہ ضروری ہے۔ جس کے بغیر خدا شناسی ممکن نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ''وابتغو الیہ الوسیلة'' میں اسی وسیلہ کی تلاش کا حُکم دیا گیا ہے۔ جس کی صحبت و فیضان برکات سے تزکیہ نفس (شریعت)، تصفیہ قلب (طریقت) اور تجلیۂ روح (حقیقت) کے منازل طے ہوسکیں اور خدا کے فضل و کرم سے معرفتِ حق کے سمندر سے کچھ بوند چکھ سکیں اور صحیح معنی میں

عابد و عارف کہلائیں۔

دیکھو! اہل اللہ کے قلب عشقِ رسول ﷺ میں اِس قدر صاف شفاف ہو جاتے ہیں کہ وہ سراپا حق کا آئینہ ہوتے ہیں۔ تجلیاتِ حق ان سے نمایاں ہوتے رہتے ہیں۔

مصنف ''خیالستانِ خالدؒ'' میرے پیرِ کامل مرشدی و مولائی ذرہ نواز حضرت خواجہ ابو الفیض شاہ محمد خالد وجودی علیہ الرحمۃ المعروف خالد بن جانثار یار جنگؒ کا شمار اُن اہل اللہ دکن میں ہوتا ہے جن کا مرتبہ و مقام اللہ اور رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔ اپنی دانش سے اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ آپؒ میدانِ شریعت کے شہسوار اور آسمانِ طریقت کے شہباز ہیں۔ آپؒ اپنی حیاتِ پاکیزہ میں ہزاروں مریدین و معتقدین کو اپنے علمی و روحانی فیوض و برکات سے مالا مال فرمایا اور بعد وصال بھی آستانہ و بارگاہِ خالدؒ سے روحانی فیض کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ آپؒ کا کلام صاحبانِ ذوق کے لئے آج بھی سرچشمۂ وجدان و ہدایت ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے مجھ ناچیز کو حضرت قبلہ خالد وجودی علیہ الرحمۃ کے نواسہ کی حیثیت سے آپؒ کے گود و گھوارے میں آپؒ کی خاص نگرانی میں پروان چڑھنے کی سعادت سے مشرف فرمایا اور زندگی کے ہر موڑ پر آپؒ کی رہنمائی اور اِمداد آج بھی حاصل ہے۔

الحمد اللہ میرے برادرِ طریقت مکرمی سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری خالدی قابلِ تحسین و مبارک باد ہیں جنہوں نے بہ اجازت پیر خالد علیہ الرحمۃ آپؒ ہی کے منشے کے مطابق ''خیالستانِ خالدؒ'' کی جدید انداز میں ترتیب و تزئین کے ساتھ بفضلِ تعالیٰ اشاعت کے متبرک کام کو سرانجام دیا۔ اِس سے قبل آپ ہی کے چھوٹے بھائی مکرمی میر اسد اللہ شاہ قادری خالدی نے ''خیالستانِ خالدؒ'' کو اپنے طور پر ترتیب دے کر مخطوطے کی شکل میں تیار کر کے مجھے دیا تھا۔

بہرحال اِن دونوں بھائیوں کی خدمات پیر خالد علیہ الرحمۃ سے نسبت بہ درجہ عشق ہونے کا اور خود پیر کی توجہ خاص کا آئینہ دار ہے۔ قارئین اِس کلام کو ویب سائیٹ www.Lateefacademy.com پر بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

صاحبِ تصنیف ''خیالستانِ خالدؔ '' کا تعارف مجھ ہیچمدان کے دائرہ امکان سے بالاتر ہے۔قلم عاجز ہے اور میں حیران ہوں کہ اس مقدس شخصیت کا تعارف کن الفاظ میں بیان کروں،بس یہ اشعار وردِ زبان ہیں ۔

آ قا کہوں یا مالک و مولا کہوں تمہیں
یا باغِ وجودیؒ کا گُلِ زیبا کہوں تمہیں
گلزارِ شمسؔ کا گُلِ رنگیں ادا کہوں
یا خواجگانِ چشت کا سہرا کہوں تمہیں
اللہ رے یہ حُسن تخیل کی رفعتیں
حیران ہوں میرے شاہ کیا کیا کہوں تمہیں

لطیفؔ قادری

نام و نسب:۔

مرشدی و مولائی حضرت قبلہ کا اسمِ گرامی خالد ابی اللّیل المعروف خالد بن جانثار یار جنگ ہے۔آپ کو سلطان الاسرار،شیخ الکامل ذرہ نواز محبوبِ رحمانی بدرالدین،خواجہ ابوالفیض شاہ محمد خالد وجودی قادری الچشتی علیہ الرحمۃ جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔اور آپؒ کے والدِ بزرگوار حضرت عوض ابی اللّیلؒ نواب جانثار یار جنگؒ ہیں۔آپؒ کے والدِ ماجد ملک یمن (جزیرۃ العرب) سے حیدرآباد دکن تشریف لائے اور بادشاہِ وقت آصف جاہ ششم نواب میر محبوب علی خان نے اپنے اے۔ڈی۔سی کے باوقار عہدہ پر فائز فرمایا۔حُسنِ خدمات کی بناء پر آپ کو جانثار یار جنگ کے خطاب سے بھی سرفراز کیا گیا۔حضرت خالدؒ بن جانثار یار جنگ کی ولادت 6/ رجب 1297ھ مطابق 6/ڈسمبر 1879ء حیدرآباد دکن میں ہوئی۔آپ شافعی المسلک، قادری،چشتی،سہروردی،رفاعی مشرف وحدت الوجود مذہب کے حامل تھے۔آپؒ کا نسبی سلسلہ پدری عرب کے مشہور امراء قبیلہ ابی اللّیل الہاشمی سے ہے اور سلسلہ مادری سید جلال

الدین بخاری جہانیان جہاں گشت بخاریؒ سے ہوتا ہوا حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ سے جاملتا ہے۔

مقام و مرتبہ:۔

حضرت خالد میاں قبلہ علیہ الرحمۃ کو اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ ابو رضا سید بادشاہ محی الدین حسینی وجودیؔ القادری علیہ الرحمۃ اور دادا پیر حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ اورنگ آبادی سے راست تربیت اور فیضان و توجہ خاص حاصل رہی۔ جو آپؒ کو ایک امیر سے فقیرِ کامل بنادیا آپؒ کو اپنے پیرؒ سے نسبت اور فنائیت کا اندازہ خود آپؒ کے اس شعر سے ہوتا ہے۔

نام کو بھی نہیں رہا خالدؔ ہیں وجودی پیا وجودی پیاؒ

آپؒ کی پیر پرستی اور خود پیرؒ کی توجہ خاص نے آپؒ کو فنا فی الرسول و فنا فی اللہ کی منزلیں طے کرادیں۔ آپؒ اپنے کلام میں اِس جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ۔

گو خالدؔ نام ہے میرا مگر بندے کا بندہ ہوں محمد مصطفیٰ کے فضل سے میں سب میں دائرہوں
کچھ ایسا مرتبہ فضل کرم سے ہوگیا حاصل نہ ہم اپنے کو پاتے ہیں نہ اب اُن کو پاتے ہیں

بخدا ! مجھ خادم کا وجدان کہتا ہے کہ آپؒ ولایت کے درجہ کمال پر محمدی مشرف ہوکر احدیت کے مکیں و تمکین ہیں واللہ اعلم ورسولہ۔ اس کے باوجود آپؒ کی عاجز مزاجی اور خوش خلقی کا یہ عالم ہے کہ ایک جگہ فرماتے ہیں!

دھوکا مت کھا تو رب کو رب ہی سمجھ خالدؔ انساں نہیں تو پھر کیا ہے
حضرت خالدؔ وجودیؒ

بیسیوں خلفاء اور سالکانِ راہِ خدا آپؒ کے فیضِ بابرکت سے بہرہ مند ہوئے اور ولایت کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے۔ آپؒ کے ہزاروں مریدین ملک و بیرونِ ممالک میں موجود ہیں۔ آپؒ کا کلام میرے پیر بھائی حضرت محمد اشرف خالدی صاحب نے ایک رجسٹر میں محفوظ کرلیا تھا، جس کو حضرت قبلہؒ ہفتہ وارانہ مجلس میں ہر اتوار کو خود پڑھ کر تعلیم دیا کرتے تھے یہ مجلس شام تک جاری رہتی اور دوپہر کے کھانے کا اہتمام فرماتے یہ سلسلہ تاحیات چلتا رہا۔

مجھ سگِ در پر خاص نظر کرم ہوا کرتی اور آپؒ اپنی علالت میں وصال مبارک سے ایک ماہ قبل رات دن اپنی خدمت میں رہنے کا شرف عطا فرمایا۔فدوی اُس آفتابِ ولایت کی کیفیات کے پُرسوز اثر سے حیران سا رہتا تھا اور خدمت میں مشغول رہتا تھا بالآخر آپؒ نے بعمر 111 سال 11/جمادی الثانی 1408ھ مطابق 30/جنوری 1988ء کو بوقت فجر رحلت فرمائی۔رحمۃ اللہ علیہ۔

آپؒ کا مزارِ مبارک بارکس حیدرآباد میں آپؒ کے پیرو مرشد حضرت ابورضا سید بادشاہ محی الدین وجودیؔ القادری علیہ الرحمۃ کی گنبدِ مبارک کے جوار میں زیارتِ گاہ خاص و عام ہے۔آپؒ کے وصال کے بعد حضرت پیرانی ماں صاحبہ کے منشے اور مریدین کی اتفاقِ رائے سے آپؒ کے نواسے حضرت خواجہ معین الدین خالدی القادری کو آپؒ کا جانشین وسجادہ نشین مقرر کیا گیا۔آج بھی ہر ماہ 11/تاریخ کو محفلِ سماع، تناولِ طعام، سالانہ اعراس کی تقاریب آستانہ خالدؔؒ پر اُسی طرح جاری ہیں جیسے آپؒ کے حینِ حیات میں تھے اور حضرت وجودیؔ پیا علیہ الرحمۃ کی گنبدِ مبارک کی تعمیر کا اہم کام حضرت خالد میاں علیہ الرحمۃ کے منشے کے مطابق حضرت معین پاشاہ سجادہ نشین کی نگرانی میں حال ہی میں تکمیل پایا۔اللہ تعالیٰ حضرت معین پاشاہ سجادہ نشین کو سلامت وباکرامت رکھے۔آمین۔

خوش نصیبی سے مجھ مرید و خادم کو حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کی صحبت بابرکت اور فیضان خاص کی سعادت ایک طویل عرصہ تک حاصل رہی اور آج بھی جاری وساری ہے۔

علم وفضل:۔

حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کو قرآن وحدیث پر گہری بصیرت حاصل تھی۔اصولِ فقہ، ادب اور تصوف پر خاص دسترس کے حامل رہے ہیں۔ آپؒ استادِ سخن اور باصلاحیت شاعر بھی رہے ہیں۔آپؒ کا کلام ''خیالستانِ خالدؔ'' حمدِ باری تعالیٰ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ، مناقبِ اولیاء کرام، غزلیات ورباعیات علوم عرفانی وتصوف، عشقِ رسول ﷺ سے بھرا ہوا اُردو و فارسی زبان میں 800 صفحات پر مشتمل ضخیم مجموعہ کلام ہے۔

حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کو زبان و بیان پر غیر معمولی قدرت حاصل تھی چنانچہ آپؒ کے کلام میں فن کی پختگی، طرزِ ادا کی شگفتگی، اظہار میں بے ساختگی، لب ولہجہ کی پُر اثر آفرینی، تشبیہات واستعارات کی بوقلمونی جا بجا نمایاں ہے اور اشعار کی تلفیظ کا دائرہ بہت وسیع ہے جس کی ترکیبیں متنوع اور منفرد ہیں۔ اکثر مترنم اور نغمہ ریزی، بحروں کا انتخاب کلام کو سماع کے لئے نہایت موزوں بنا دیتا ہے۔

اہل قال شعراء کا کلام جو صرف زبان سے واہ واہ نکلوادے معتبر نہیں اہل حال حضرات کا کلام جو روح کو گرمادے' دل پر اثر انداز ہو اور جس سے عشقِ رسول ﷺ میں آفرینی ہو اور آنکھ نم ہو جائے اور قلب مضطرب ہو جائے وہ کلام معتبر ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے کلام میں یہ خصوصیت صاف نمایاں ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ شعری مجموعہ (خیالستانِ خالدؒ) سخن وادب کا ایک بحرِ بیکراں ہے جس کی غواصی کرنے والے ہر بار معرفت وحقیقت کے آبدار موتیوں سے اپنے دامنِ مقصود کو بھر لیتے رہیں گے۔ بلاشبہ یہ کلامِ نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔

خیالستانِ خالدؒ (640) منظومات اور (70) رباعیات پر مشتمل ہے۔ جس میں متعدد مسدس، مثلث اور خمسہ بھی شامل ہیں۔ جملہ اشعار کی تعداد (4500) تک پہنچ جاتی ہے۔

سببِ اشاعتِ کلام:۔

حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نے اپنے حینِ حیات کے آخری سال 1987ء دادا پیر حضرت خواجہ شمس پیاؒ کے عرس کے موقع پر اورنگ آباد شریف میں مجھ خادم سے فرمائے کہ ''بیٹا میرے اس کلام (خیالستانِ خالدؒ) کے منظومات میں ہر منظوم کے کم از کم گیارہ اشعار کو اور اگر منظوم طویل ہو تو زیادہ مناسب اشعار کا انتخاب کر کے اس کی طبع واشاعت کر دینا''۔ چنانچہ دوسرے ہی سال آپؒ کے وصال کے بعد میں اس اہم کام میں جُٹ گیا اور اشعار کے انتخاب اور اصنافِ سخن کے لحاظ سے ترتیب دینے کا اہم کام طویل عرصہ تک جاری رہا۔ بالآخر بفضل تعالیٰ ''خیالستانِ خالدؒ'' کو حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے منشے کے مطابق چار ابواب (حصوں) میں تقسیم

کیا گیا۔ پہلا باب حمد ونعتِ شریف۔دوسرا باب مناقب اہل اللہ۔تیسرا باب تعلیماتِ خالدؔ۔چوتھا باب غزلیات ورباعیات پر مشتمل قارئین کے پیشِ خدمت ہے۔ ہر باب تقریباً 200 صفحات پر مشتمل ہے۔

زیرِ مطالعہ کلام "خیالستان خالدؒ" (تعلیمات خالدؔ) کا باب سوم (135) منظومات پر مشتمل ہے معزز قارئین اس کلامِ عشق ومعرفت کو قلبی سکون وتسکین کا مظہر پائینگے انشاءاللہ۔

میں اپنی اس ادنیٰ سعی کو مرشدی ومولائی حضرت ابوالفیض شاہ محمد خالدؒ وجودی القادری علیہ الرحمۃ کی نذر کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔آمین۔

قارئین کے استفادہ کے لئے حضرت قبلہ خالدؔ وجودی علیہ الرحمۃ کے چندارشادات جن کا آپؒ اکثر تذکرہ فرمایا کرتے تھے پیشِ خدمت ہے۔

چندارشادات وخطاب
حضرت خالدوجودی علیہ الرحمۃ

1- آپؒ کی نگاہ حقیقت میں دنیوی زندگی کی اہمیت نہ تھی۔آپ اکثر فرمایا کرتے "میگزرد" (یہ دنیا ہے گزر جاتی)۔

2- اسلام صرف سادہ زندگی کی تعلیم دیتا ہے' کسی لہو ولعب میں مبتلا ہونے نہیں دیتا۔صرف اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات پر چلاتا ہے۔

3- غور کرو! "لا" سے "اِلٰــہ" کی نفی ہورہی ہے۔الّا سے "اللہ" کا ثبوت ملتا ہے۔جو ثابت ہوتی وہی چیز قائم رہے گی۔جس کی نفی کی جاتی ہے وہ باقی نہیں رہتی۔جیسے میں نے کہا "آپ نہیں ہیں آدمؑ ہیں"۔کیا میں جھوٹ بولا؟ نہیں! میں نے آپ کی نفی کردی تو آپ کے تقید (شخصیت) کی نفی ہوگی اور آپ کی حقیقت سامنے آگئی۔ویسا ہی یہاں،تقیداتِ کائنات کی نفی کی جاتی ہے تو حقیقتِ کائنات

سامنے آتی ہے۔حقیقتِ کائنات سامنے آنے کے بعداب آپ اس حقیقت کو نہ دیکھیں، نہ مشاہدہ کریں، نہ پہچانے تو یہ آپ کی غفلت ہے۔

اثباتِ حق کے ساتھ ہی کردے جو سب کی نفی
باقی خدا ہی رہ گیا' تیری خودی رہی نہیں

حضرت خالدؔ وجودیؒ

4- کوئی تقید اپنے منشے کے موافق صورت میں آ نہیں سکتا۔نفی کے بعد وہ تقید اسی صورت میں رہے گا،صرف اس کی حقیقت (حق تعالیٰ) سامنے آجائے گی۔تقیدات کثیر ہیں۔انسان ایک کی نفی کرتا ہے تو دوسری صورت سامنے آجاتی ہے اور بولتی ''میں ہوں نا'' گویا ہر تقید اپنے کو منواتا ہے یہ اس کی ''انانیت'' ہے۔اس کی انانیت ''مقیدہ'' ہے۔جب اَناء مقیدہ کی نفی کی جاتی ہے تو اَناء ''مطلقہ'' سامنے آجاتی ہے۔وہ کون ہے؟ ''اللہ'' ہے۔جب ''اللہ'' ہی باقی رہنے والا ہے تو اس کو ہی باقی رکھو۔''میں نہیں ہوں حق موجود ہے''۔نفیٔ شئے کے بعد شئے معدوم نہیں ہوتی صرف آپ کا خیال معدوم (ختم) ہوتا ہے۔مثلاً میں نے کہا ''آپ نہیں ہیں آدمؑ ہیں'' تو آپ معدوم نہیں ہوئے، بلکہ موجود ہیں، بجائے آپ کے میں آدمؑ کو دیکھ رہا ہوں۔

نہ کر ترکِ صورت' ترکِ رویت کر ہر اک شئے کی
وہی بے صورتی تجھ کو نظر آجائے گی اپنی

5- جو اول و آخر' ظاہر و باطن، حاضر و ناظر ہے۔آپ سمجھے بھی تو آپ کا ظاہر ''اللہ'' ہے آپ کا باطن بھی ''اللہ'' ہے۔اگر نہیں سمجھے تو آپ خسارے میں ہیں، جو کچھ ہے ''فہم'' ہے!
مَنْ فَهِمَ فَهِمَ (جو سمجھا سمجھا)۔مَنْ فَهِمَ سَكَتَ (جو سمجھا وہ خاموش ہوگیا)۔مَنْ سَكَتَ سَلِيمَ (جو خاموش ہوگیا وہ سلامتی میں آگیا)۔مَنْ سَلِيمَ نَجَاتَ (جو سلامتی میں آگیا وہ نجات پالیا)۔ارے بھائی سمجھے بھی تو اللہ ہے نہ سمجھے بھی تو اللہ ہی ہے تو پھر اللہ ہی کو دیکھو نا رے۔

نظر اپنی تقید سے ہٹالے   خدا کو دیکھ وہ اللہ والے

سراپا اپنا ہی اس کو بنا کر خاموش بیٹھے ہیں   جمالِ یار پیشِ نظر اور اُس میں گم ہیں ہم

حضرت خالدؔ وجودیؒ

6- اللہ کے مظہرِ اتم کون ہیں؟ سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ رب العزت کا مرتبہ ''احدیت'' ہے وہ تنزل فرما کر مرتبہ ''وحدت'' میں آ کر جو مرتبہٗ اجمال یعنی حقیقت محمدی ہے، حقائق اشیائے کائنات کو جو مرتبہ ''واحدیت'' میں نمایاں ہیں ''حُکمِ کُـن'' فرماتا ہے تو تمام چیزیں کائینات میں پیدا ہو جاتی ہیں یعنی ظہور میں آتی ہیں۔

محمدؐ کو نورِ خدا جانتے ہیں   منور ہوا جن کے نور سے عالم

7- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللہ نُورُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ یعنی زمین و آسمان (کائنات) کا نور اللہ تعالیٰ ہے۔ اب ظہورِ اول کون ہے، مظہرِ اتم (مجتمع جامع صفات الٰہیہ) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر کوئی سرکارِ دو عالم ﷺ کو اور اُن کی عظمت و مرتبہ کو نہ مانے تو وہ مسلمان ہی کب ہے۔ (صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے مسلمان نہیں ہوتا)۔

تو پھر ''محمد رسول اللہ ﷺ کہہ کر ہی مان لو۔ محمد رسول اللہ ﷺ ہی دل سے بولو اور زبان سے تصدیق بھی کرو''۔

میمِ احمدؐ کا پڑ گیا پردہ   کوئی کیا راز جانے وحدت کا

8- دیکھو اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْ (آپ ﷺ فرما دیجئے اے میرے بندو) اِسْرِفُوْ فِیْ اَنْفُسِکُمْ (اسراف کروا پنے نفسوں پر) لَا تَقْنَطُوْ مِنْ رَّحْمَتِ اللہِ (اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو)۔ اللہ کی رحمت کون ہیں؟ رحمت اللعالمین سرکارِ دو عالم ﷺ ہیں۔ اِنَّ اللہ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعَ (تحقیق کہ اللہ تعالیٰ جملہ گناہوں کو بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہی ہے)۔

بخش دیگا خدا انکا اشارہ ہو جدھر دیکھو   شفاعت جب کریں گے ہم گنہگاروں کی محشر میں

دیکھو! امتیازِ رسالت کے لحاظ سے آپ ﷺ یہاں پر اُمّی آئے اور حقیقت کے لحاظ سے وہاں ''عبد'' ہیں۔تمام کائنات کی تخلیق جو ہوئی ہے وہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے نور سے۔(اَنَا مِنْ نُوْرِ اللہِ وَ کُلِّ مِنْ نُّوْرِ)۔(حدیث)

نبی کریم کے اشارہ کو ہم خدا کی صدا و ندا جانتے ہیں

اب جب کہ اِسْـــــرِفُــوْا کہا گیا یعنی (میرے بندو) اپنے نفسوں کو ایسا اسراف (نفی) کرو کہ اپنی اَنا باقی نہ رہے۔جب اپنے کو اسراف کریں گے اسرفو علی النور تو ہم باقی نہیں،اب اِلَّا اللہ کا مفہوم پورا ہوا۔

9- یادرکھو!عطا،قابلیت کونہیں دیکھتی بلکہ نسبت کودیکھتی ہے۔قابلیت توعطا کی جاتی ہے۔

10- نظر کے دو جہتیں ہیں،ایک ہے ''بصارت'' جسے ظاہری نظر کہتے ہیں اور دوسری ہے ''بصیرت'' جسے باطنی نظر یا دل کی آنکھ کہتے ہیں۔انسان اپنی بصارت سے اللہ کے مظاہر کو یعنی تقیدات (مخلوق) کو دیکھتا ہے اور بصیرت سے اُن کی حقیقت کو یعنی اللہ کو دیکھتا ہے۔(مشاہدہ کرتا ہے) جب تک صرف ظہور پر نظر رہتی ہے،اللہ سے غفلت ہوتی رہتی ہے اور جب حقیقت پر نظر ہوتی ہے تو غفلت ہٹ جاتی ہے۔ اور حضوری رہتی ہے۔لہذا نظر ایک ہے اس کی دو جہتیں ہیں۔اب آپ چاہے بصارت سے دیکھیں،چاہے تو بصیرت سے دیکھیں۔

خالدؔ کی پڑی جس پہ نظر حق نظر آیا اِن جملہ نظریات میں اللہ کے سوا کیا ہے

11- بصارت کے لئے ظاہری آنکھ کی ضرورت ہوتی ہے بصیرت کے لئے نہیں۔بصیرت والا اللہ کا رازداں ہوتا ہے اور راز الٰہی (اپنے احوال و انکشافات) کو اس طرح چُھپاتا ہے جس طرح ایک عورت اپنے آپ کو چھپاتی ہے۔بعض اوقات بصارت اور بصیرت کی لکیر (حد) اس قدر باریک ہوجاتی ہے کہ آدمی سمجھ نہیں پاتا کہ آیا وہ بصارت سے دیکھ رہا ہے یا بصیرت سے۔خلط ملط

ہوتا ہے۔ یہ مقامِ جذب یعنی مقامِ فنا ہے۔

12- انسان اپنے فہم سے، خیال سے استفادہ کرتا ہے۔ اگر فہم میں اللہ ہے تو اس کے ہر عمل میں اللہ ہے اور خیال میں اللہ نہیں تو عمل میں بھی اللہ نہیں۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتُ (حدیث)۔ مثلاً اگر سامنے کھانا ہو اور صرف منہ سے ''کھانا، کھانا'' کہے جاؤ تو پیٹ نہیں بھرتا، کھانے کو دیکھ کر، سمجھ کر، ملا کر ہاتھ سے، پھر چبا کر کھانے سے پیٹ بھرتا ہے، اور کھانے سے استفادہ ہوتا ہے۔ اُسی طرح صرف ''اللہ اللہ'' کہنے سے استفادہ نہیں ہوتا۔ اللہ کے فہم کے ساتھ عمل ہو تو استفادہ (فائدہ) ہوتا ہے۔

13- ارشادِ حق تعالیٰ ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی ''ہم نے جن اور انس کو نہیں پیدا کیا مگر اپنی عبادت کے لئے''۔ جب ہماری تخلیق مختص بہ عبادات (صرف عبادت ہی کے لئے) ہو تو پھر ہم سے غیر عبادت ہو نہیں سکتا۔

14- غور کریں، اللہ کہنے میں ایک حرکت اور ایک سکون ہے۔ اسی طرح ہمارے ہر عمل میں بھی ایک حرکت ایک سکون ہوتا ہے۔ خواہ ہم چلیں، ہاتھ اُٹھائیں، پاؤں ڈالیں، زبان چلائیں وغیرہ گویا اس طرح ہم سرتاپا ''عابد'' ہیں، شرط صرف یہ کہ اُس (اللہ) کا خیال رہے ورنہ غافل ہیں یعنی ''غیر عابد'' ہیں۔ مقصدِ حیات کے خلاف ہیں۔

15- یاد رکھو! اللہ کے خیال میں، اُس کی حضوری میں گزارا کرو۔ غفلت سے بچو اللہ کا فضل ہو جائے تو یہ سب کچھ آسان ہے۔ ہمیشہ اُس کے فضل کے طالب رہا کرو تو پھر خیر ہی خیر ہے۔ انشاء اللہ۔

آخر الدعوانا الحمد للہ رب العلمین، واصلوۃ والسلام علی رسولہٖ و الہٖ و اصحابہ اجمعین

اُسی وقت فضلِ حق ہو جائے گا دیکھو تو جس دم اپنے کو عاجز بنالے

از خاکپائے خالدؒ

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری خالدی

سابق مہتمم۔ پولس حیدر آباد

تعلیماتِ خالدؔ وجودیؒ

تعلیمِ عرفان

(شریعت و طریقت۔فنائے افعال و صفات)

1

تمہید

سمجھ کا پھیر ہے اُن کی جو ہر شئے کو خدا سمجھے
وہی انسانِ کامل ہے خدا کو جو خدا سمجھے

خدا کی ذات ہے اعلیٰ منزہ[1] اسکی ہستی ہے
یہہ ہے غفلت ہماری جو ہر اک شئے کو خدا سمجھے

نفئ ہر تقید[2] ہی سے ثابت ہے ظہور[3] اس کا
یہہ عینِ شرک ہوگا شئے کو جو غیرِ خدا سمجھے

خدا بندہ نہیں ہوتا نہ ہے بندہ خدا ہرگز
جو تم اب بھی نہ سمجھو تو تمہارے کو خدا سمجھے

کوئی سمجھے نہ سمجھے اپنا تو خالؔد یہ مسلک[4] ہے
کہ ہم بندے کو بندہ اور خدا ہی کو خدا سمجھے

[1] بےعیب(آزاد) [2] شئے(مخلوق،بندہ) [3] ظاہر **(Manifestation)** [4] مذہب

2

فہمِ تخیلات میں اللہ کے سوا کیا ہے
نفسِ تصورات میں اللہ کے سوا کیا ہے

دیکھو تو شش جہات[1] میں اللہ کے سوا کیا ہے
یہ ساری کائنات میں اللہ کے سوا کیا ہے

وہ نور ہی ہے صورتِ اعیان[2] میں جلوہ گر
اس ارض و سمٰوٰت میں اللہ کے سوا کیا ہے

وہ ذاتِ بے نیاز[3] ہی ہے ہر نیاز[4] میں
ان سب تجلیات میں اللہ کے سوا کیا ہے

وہ خود ہی ہے حقیقت دونوں جہان جب
پھر سب تقیدات[5] میں اللہ کے سوا کیا ہے

اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن
سارے تعینات[6] میں اللہ کے سوا کیا ہے

[1] چھ سمتوں (ہر طرف) [2] حقیقت اشیاء (معلوم الٰہی) [3] اللہ تعالیٰ [4] بندہ [5] مخلوق [6] ممکنات

اُس کا ہی ہے وجود بہ اعیانِ مختلف
دنیا کی موجودات میں اللہ کے سوا کیا ہے

مظہر[1] وہی ہے جملہ مظاہر اُسی کے ہیں
اس ذات اور صفات میں اللہ کے سوا کیا ہے

نقاشِ ازل[2] خود ہیں تو آیا نقوش[3] میں
اِن سارے نقشہ جات[4] میں اللہ کے سوا کیا ہے

موت وصل[5] ہے حبیب کا اپنے حبیب سے
اِس دائمی حیات میں اللہ کے سوا کیا ہے

خالؔد کی نظر جس پہ پڑی حق نظر آیا
ان جملہ نظریات[6] میں اللہ کے سوا کیا ہے

۱ ظاہر ۲ خالق ۳ مخلوق ۴ مخلوقات (اشیاء) ۵ ملاقات ۶ مشاہدات

3

نقابِ تعین[1] اُٹھائے چلا جا خدا کو خودی میں توپائے چلا جا
حجابِ[2] دوئی کو مٹائے چلا جا تو کثرت میں وحدت کو پائے چلا جا
مسیحائی کی شان دکھائے چلا جا لگا کر تو ٹھوکر جِلائے چلا جا
رہِ معرفت تجھ کو مل جائے گی خود خیالِ خودی کو مٹائے چلا جا
یہ ممکن نہیں اُف بھی نکلے زباں سے تو خنجر پہ خنجر چلائے چلا جا
رہے فکرِ دارین دل میں نہ باقی تواک جام ایسا پلائے چلا جا
نکرین پوچھیں ہے رب کون تیرا رسولِ خدا کو بتائے چلا جا
یہ اتنی سی مجھ کو پلانے سے کیا ہو مجھے خُم پہ خُم تو پلائے چلا جا
مریضِ محبت ابھی ہووے اچھا دَوا کے عوض رُخ دکھائے چلا جا
بجیں تیری ہمت کے ڈنکے جہاں میں تو میخانہ ساقی لٹائے چلا جا
کھڑا ہوں تیرے دَر پہ مدت سے ساقی ذرا جامِ وحدت پلائے چلا جا
رہے فکرِ دوزخ نہ جنت کی خواہش تومستانہ ایسا بنائے چلا جا
عیاں[3] ہے ہر اک شئے میں نورِ محمدؐ تصور میں جلوہ جمائے چلا جا
تیری مشکلیں جملہ ہوینگی آساں محمدؐ سے تو لَو[4] لگائے چلا جا
نہیں با وفا اُن سوا کوئی واللہ محمدؐ سے دل کو لگائے چلا جا

محبت میں اپنی میرے پیارے خواجہ
توخالؔد کو اپنے مٹائے چلا جا

[1] بندگی [2] پردہ [3] نمایاں (ظاہر) [4] تصور (دل لگانا)

4

یار کا جلوہ جو ہے وہ خود سراپا[1] ہے تیرا
ہے اُس کا خود رُخِ زیبا جو چہرہ ہے تیرا

ہوگیا وہ تجھ میں پیدا کہہ کے **نحن اقرب**
غور کر ہے مظہرِ حق[2] جو کہ نقشہ ہے تیرا

کوئی تجھ کو کیا بتائے کون ہے کیا ہے کہاں
یہ تعین یہ تقید ایک پردہ ہے تیرا

گو کہ ہے مجرم و عاصی لیک ہے یہ اُمتی
ناز ہے اس کو بخش دے بندہ مولا ہے تیرا

محوِ حیرت بن گیا آئینہ سا، کر رحم تو
جبکہ دیکھا ایک اک شئے میں تماشہ[3] ہے تیرا

[1] ہوبہو [2] ظاہرہ (Manifestation) [3] جلوہ

5

تمیز[۱] جو کچھ ظہور[۲] کی ہے حقیقت[۳] اس سے ہے خود منزہ[۴]
رہے نہ باقی جو یافت میں پھر بتا تو اس شئے کا کیا ہے کہنا

منزہ ہے ذاتِ اعلیٰ جس کی ہر اک تقیید سے فی الحقیقت
بتا پھر وہ ربِّ لاتعین تعینوں میں ہو قید کیسا

خودی کو نذرِ خدا تو کردے تو حق ہی باقی رہے گا خالدؔ
مٹا دے غفلت کو جب تو اپنی حضوریِ حق میں تو رہے گا

[۱] صورت (Stipulation) [۲] ظاہر [۳] اللہ (حق) [۴] آزاد (لاتعین)

6

ہم ہیں مولا[1] کے لئے اور ہے مولا اپنا
اپنی دنیا ہی نہیں پھر کہاں عقبٰی[2] اپنا

جب خودی[3] اپنی مٹی پالیا اپنے میں خدا[4]
کون ہیں کیا ہیں ہم کس کا ہے سراپا اپنا

غرقِ دریائے محبت کو ملا خوب سکون
مٹ کے جو باقی رہا بن گیا کیا کیا اپنا

دل میں اپنے ہیں مکیں جو ہیں نہاں آنکھوں میں
ہیں تصور میں وہی اپنے کو پایا اپنا

نورِ انوارِ ازل ہی کے ہیں سارے جلوے
جلوہ گاہِ ابدی حُسن ہے یکتا اپنا

یہی نقشہ جو ہمارا ہے وہ بے نقشہ تھا
اپنے نقشہ ہی میں نقاش تھا پیدا اپنا

احدیت[5] سے وہ تنزل جو کیا وحدت[6] میں
آ کے کثرت[7] میں کِیا راز وہ افشا اپنا

دَور چلتا رہے جب تک کہ مئے وحدت کا
وہ قدیم خود ہی حوادث ہی میں آیا اپنا

تیرا خالدؔ تیرا محتاجِ کرم ہے مولا
فضل کر رحم کر دے اُس کو تو صدقہ اپنا

[1] حقیقی دوست و مددگار (اللہ رسولؐ) [2] آخرت [3] اناء ناقصہ [4] اناء مطلقہ
[5] حقیقت الٰہی (نورالٰہی) [6] حقیقت محمدی (نورمحمدی) [7] مخلوق (عالم شہادت)

(7)

بننا اگر ہے زندۂ جاوید، اپنی خودی کو نذرِ خدا کر
موت سے پہلے مر کر اُس میں، باقی رہ اور مست رہا کر

جان تو اُسکو ہر اک شئے میں، پالے تو اُسکو دونوں جہاں میں
اپنی نفی کر اپنے میں پالے، اپنے میں اُسکو دیکھ لیا کر

دین میں وہ ہے دنیا میں ہے، اول ہے وہ آخر ہے وہ
جملہ مظاہر کا مرکز بن، اپنے ظہور کو اُسکا خِفا کر

حُسن و ادا کا کیا کہنا ہے، نورِ خدا خود جلوہ نما ہے
ذاتِ محمدؐ کا مظہر[1] بن، اپنا تعین[2] اُس پہ فِدا کر

دیکھ کے جلوہ اپنے میں اُسکا، مست تو ہوجا بیخود بنجا
پالے تو اسکو اپنے میں آکر، دید میں اُسکی غرق رہا کر

لاج ہے تیری جس کے ہاتھوں، دونوں جہاں کا وہ ہے مالک
اُس سے ہی تو ہر وقت وفا کر، جان بھی جائے کچھ نہ گِلا کر

ناز تو جس پر کرتا ہے ہر دم' زینتِ اکوان[3] شان ہے اُسکی
فکر تجھے کیا کون و مکاں[4] کی' ذات پہ اُسکی فخر کیا کر

تیرے مقدر سب سے ہیں اچھے' اپنی خودی میں پالیا اُس کو
قسمت سے تجھکو وہ مل گیا ہے' اُس پہ ہمیشہ ناز کیا کر

[1] عاشق [2] اپنے آپ کو [3] دونوں جہاں [4] کائنات (صفاتِ الٰہی)

نسبت یہ تیری کیسی ہے اُس سے' تو جو رکھا ہے اپنے کو باقی
اپنی نفی کر رکھ تو اُسی کو، عمل سے اپنے شرم و حیا کر

اپنا بنا کر بھول نہ جانا' اپنے سگِ دربار کو خواجہ
کوئی نہیں ہے اُس کا جہاں میں، تیرے سوا تو لطف و عطا کر

چشمِ حقیقت بیں کو تو اپنی' دید میں اسکی کر کے محو اب
دل کو تو اُسی کا نذرانہ کر، جان کو اپنی اُس پہ فدا کر

جب تو فدا ہوجائے گا اُس پر' ساری خدائی تیری ہوگی
بن جائے گی قدرت تیری اُسی کی، اپنی خودی کو جلد فنا کر

جانتا ہے یہ آپ کو سب میں خوب ہے واقف آپ سے دیکھو
دھوکا نہ دو خالؔد کو خدارا پردۂ غیر میں جلوہ دکھا کر

8

آپ کی عینیت[1] ہے جب، غیروں[2] سے مجھ کو کیا غرض
آپ سے مجھ کو کام ہے، اوروں سے مجھ کو کیا غرض

دریا ہی دریا آپ[3] ہیں ، امواج ساری کائینات
پانی سے مجھ کو کام ہے، لہروں سے مجھ کو کیا غرض

آنکھوں سے اُٹھ گیا حجاب،[4] دیکھتا ہوں عیاں بیاں اُسے
باقی نہیں رہا کوئی، پردوں سے مجھ کو کیا غرض

جادو[5] تھا نظرِ یار میں، بیہوش مجھ کو کردیا
اثرِ سحر سے دُور ہوں، سحروں سے مجھ کو کیا غرض

کوچۂ یار رُوبرو، جلوۂ یار چار سُو
مسجد سے مجھ کو کام کیا،مندروں سے مجھ کو کیا غرض

میں ہوں مقیمِ آستاں، سایہ ہے جس کا دو جہاں
سارے یہ کفر و دین کے، جھگڑوں سے مجھ کو کیا غرض

بزمِ قِدم[6] سے خالدؔ، آیا حوادثات[7] میں
رُوبرو ہے آفتاب، [8] ذروں سے مجھ کو کیا غرض

[1] ربطِ حقیقی [2] ربطِ مجازی [3] اللہ و رسولؐ [4] پردہ [5] معجزہ (کرامت)
[6] علمِ الٰہی [7] عالمِ شہادت (دنیا) [8] چہرہ یار

9

تو خیالی اور سب کچھ ہے خیال[1] کر کسب[2] ہوویگا طاری تجھ پہ حال
وہم ہے ہستیِ[3] جملہ کائینات ایک ہی سب کھیل ہے، ہے ایک چال
رنج وغم راحت خوشی جب ایک ہے پھر تجھے کس کی خوشی کیسا ملال
میں نہیں ہوں مجھ سے ظاہر تو ہی تو ہے تو ہی تو ہے مجھ میں پیدا[4] ذوالجلال
ہے خوشی اچھی ہو جسکی انتہا غم وہ اچھا جس کا اچھا ہو مآل[5]
عشق کا دعویٰ کرے خالؔد تیرے
اوسکی کیا ہستی ہے کیا اُسکی مجال

[1] تصورحق [2] اپنی نفی [3] موجودات [4] ظاہر [5] نتیجہ

⑩

وہ یار جب کہ نظر آتا ہے خدا کی قسم
یہ سر سجود میں جُھک جاتا ہے خدا کی قسم

خدا[1] کو غیرِ خدا دیکھ ہی نہیں سکتا
خدا خدا کو نظر آتا ہے خدا کی قسم

عجیب طرفہ تماشہ ہے کہ سراپا[2] میرا
سراپا اُس کا بنا جاتا ہے خدا کی قسم

فدائی آپ[3] کا ہوں آپ کے سوا کوئی
زمانہ بھر میں نہیں بھاتا ہے خدا کی قسم

جمالِ یار تصورمیں جم گیا اتنا
وہی وہ مجھ کو نظر آتا ہے خدا کی قسم

میں اپنے یار کو دل میں چھپا کے بیٹھا ہوں
اسی میں مجھ کو مزا آتا ہے خدا کی قسم

خدارا ایک نگاہِ کرم ہو خالدؔ پر
ازل سے تم پہ مٹا جاتا ہے خدا کی قسم

[1] حق تعالیٰ [2] قالب (ظہورہ) [3] یار (مرشد مظہرِ رسولؐ)

11

ذرے ہیں آفتاب کو شرما رہے ہیں ہم
نورِ محمدیؐ سے ضیا[1] پا رہے ہیں ہم
ترکِ لباس[2] کیوں کریں جب ہر لباس میں
ملبوس یار ہی کو سدا پا رہے ہیں ہم
جب نذر خود ہی ہو چکے باقی کہاں رہے
پاکر پھر اپنے آپ کو شرما رہے ہیں ہم
جب تک کہ ہم تھے اُس کا نہ وہم و گمان تھا
اپنی نفی کے ساتھ اُسے پا رہے ہیں ہم
اپنی خودی حجابِ حقیقت جو بن گئی
اس واسطے خدا کو نہیں پا رہے ہیں ہم
دل اُسکی فکر میں ہے زباں اُس کے ذکر میں
روح جس کے شغل میں ہے اُسے پا رہے ہیں ہم
چشمِ کرم کچھ ایسی پڑی حالِ زار پر
غفلت مٹادی حق ہی کو حق پا رہے ہیں ہم

[1] روشنی [2] صورت

یہ آپ ہی کا صدقہ ہے یہ آپ کی عطا
ہر ایک شئے میں آپ ہی کو پا رہے ہیں ہم
غیرِ وجود[1] کوئی نہیں ہے جہان میں
کونین میں تو خود ہی سما جا رہے ہیں ہم
مشرق میں اک قدم ہے تو مغرب میں اک قدم
نیچے قدم کے ارض و فلک پا رہے ہیں ہم
الآن[2] فرش پر بھی ہیں اور عرش پر بھی ہیں
عبدِ محض[3] ہیں حق ہی بنے جا رہے ہیں ہم
معراج بس وصالِ حقیقت[4] کا نام ہے
ہر وقت بس خدا ہی میں کھو جا رہے ہیں ہم
خاؔلد ہمارا کوئی نہیں ہے جہان میں
اِس واسطے وجودیؔ پہ مٹ جا رہے ہیں ہم

1. ماسوااللہ 2. اس لمحہ (ایک وقت میں) 3. مظہرِ رسولؐ 4. فنافی اللہ

(12)

''کیا کروں''

نظروں سے پی رہا ہوں[1] میں میخانہ جا کے کیا کروں
مستی[2] میں ہیں وہ رُوبرو ہوش میں آ کے کیا کروں

ایسی پلائی یار نے مجھکو شرابِ معرفت
اُس کا سراپا[3] بن گیا اپنے کو پا کے کیا کروں

چشمِ حقیقت آشنا مصروفِ دید ہے میری
ہر شئے میں ہے وہ پردہ در پردے[4] ہٹا کے کیا کروں

مجھ ہی میں خود ہیں وہ نہاں[5] جسکا ظہور دو جہاں
باطنِ کائینات کا راز بتا کے کیا کروں

خدمتِ[6] یار بندگی نسبتِ[7] یار زندگی
اس سے زیادہ اور کچھ کہہ کے سنا کے کیا کروں

اپنے میں اُس کو پالیا جسکی تلاش تھی مجھے
دیر و حرم سے کام کیا طُور پہ جا کے کیا کروں

[1] شرابِ معرفت [2] سرور (بےخودی) [3] ہوبہو (جیسا) [4] پردہ نشین (حق) [5] چھپا
[6] اطاعت [7] ربط وادب

آخر تو جان ہی لیا کہتے ہیں مسکرا کے وہ
مجھ سے وہ خود ہوئے عیاں[1] خود کو چھپا کے کیا کروں

اُن سے وصال ہوتے ہی معراج ہوگئی میری
فرش ہی عرش بن گیا عرش پہ جا کے کیا کروں

غرقِ خیالِ یار ہوں محوِ[2] جمالِ یار ہوں
نظریں کچھ ایسی لڑ گیں نظریں بچا کے کیا کروں

بخشش اِسی سے ہے میری اِس سے میری نجات ہے
دیکھ کے نقشِ پائے یار سر نہ جھکا کے کیا کروں

نام ہے خاؔلد آپ کا لیکن حقیقت اور ہے
حق ہے نمایاں آپ سے غیر کو پا کے کیا کروں

[1] ظاہر (جلوہ نما) [2] فنائے

13

نفی کر کے میں اپنی خود خدا کو دیکھ لیتا ہوں
خدا کیسا ہے محمدؐ مصطفیٰ کو دیکھ لیتا ہوں
مکینِ لا مکاں ہو کر اُٹھا کر آنکھ سے پردے
بصیرت کی نگاہوں سے خدا کو دیکھ لیتا ہوں
نظر میں میری کوئی بھی حَسیں باقی نہیں رہتا
جب آنکھوں سے حبیبِ کبریا کو دیکھ لیتا ہوں
محمدؐ مصطفیٰ ہی جلوہ گاہِ دونوں عالم ہیں
خدائی میں میرے بندہ نما کو دیکھ لیتا ہوں
نظر اُٹھتی ہے جس جانب وہ آتے ہیں نظر مجھ کو
ہر اک شئے میں میرے جلوہ نما کو دیکھ لیتا ہوں
مزا ملتا ہے مجھکو اُس جبیں سائی[1] میں سجدے کا
جہاں بھی آپ کے میں نقشِ پا کو دیکھ لیتا ہوں
حَسیں[2] یوں تو ہزاروں اب بھی ہیں موجود دُنیا میں
مگر ہر حُسن میں اُنکی[3] ادا کو دیکھ لیتا ہوں

[1] سر جھکانے (زمین بوسی) [2] صاحب حُسن (پاکبازاں، اللہ والے) [3] یار کی یا پیارے کی

گرفتارِ دو گیسو پا رہا ہوں دونوں عالم کو
میں جب بھی آپ[1] کی زلفِ دوتا کو دیکھ لیتا ہوں
تماشہ[2] ہر تماشائی[3] میں ہے اُس بے تماشے[4] کا
تماشہ بن کے میں جلوہ نما کو دیکھ لیتا ہوں
ازل سے تا ابد جو ہیں سریرِ آرائے[5] دو عالم
میں ہر لمحہ اُسی کافر[6] ادا کو دیکھ لیتا ہوں
تصدق میں شہہِ جیلاں کے صدقے میں وجودیؔ کے
میں خالدؔ خود[7] میں پوشیدہ خدا کو دیکھ لیتا ہوں

۱ یار (محبوب حق) ۲ جلوۂ حق ۳ جلوہ نما (بندے) ۴ بے عیب (سبحانہ تعالیٰ)
۵ اول و آخر (محبوبِ خدا) ۶ دل فریب (محبوب) ۷ حجاب خودی

14

نہ بھولو مجھے گو گنہگار میں ہوں
مگر تیری اُمت میں سرکار میں ہوں
نظر ہی نہیں آتا جز تیرے کوئی
حقیقت میں یوں محوِ[1] دیدار میں ہوں
خطا وار ٹھیرا ہوں دل دے کے تجھ کو
جو چاہو سزا دو سزاوار میں ہوں
اَنَا خواجہ کہہ کر تیری عاشقی میں
یہ نوبت ہوئی کہ سرِ دار[2] میں ہوں
بھروسہ پہ رحمت کے عاصی[3] ہوا ہوں
مجھے بخش دے گو گنہگار میں ہوں
میں محشر میں یہ کہہ کے دوڑوں گا آگے
محمدؐ کی اُمت میں؛ غفار[4] میں ہوں
کبھی تو ہو خالدؔ پہ چشمِ عنایت
پریشاں و مضطر میرے یار میں ہوں

[1] غرقِ دید [2] پھانسی پر لٹکنا (موردِ الزام) [3] خطاکار [4] اے اللہ (اے غفار)

15

نازاں ہوں مفخر ہوں کہ تو میرا خدا[1] ہے میں بندہ[2] تیرا ہوں
کیا فکر مجھے جبکہ تو مختار میرا ہے میں بندہ تیرا ہوں

مجھ کو تو بجز تیرے نہیں دوسرا کوئی' تیرا ہے وسیلہ
کافی تیری نسبت ہے سہارا بھی تیرا ہے میں بندہ تیرا ہوں

کیا شان ہے تیری مری رکھ لیتا ہے تو لاج ہر ایک میں ہر جا
مجھکو ہے مدد تیری' میرا زعم بجا ہے میں بندہ تیرا ہوں

میں کون ہوں میں کیا ہوں کہاں ہوں نہیں معلوم یہ تیرا اثر ہے
تو اپنے ہی ہاتھوں سے مجھے جام دیا ہے میں بندہ تیرا ہوں

کیوں خوفِ جہنم ہو مجھے خواہشِ جنت عاشق ہوں میں تیرا
میں تجھ ہی سے بس تجھ ہی کو چاہتا ہوں روا ہے میں بندہ تیرا ہوں

میں خادمِ ادنیٰ ہوں تیرا، تیرا گدا ہوں اور تجھ پہ فدا ہوں
میں کون ہوں خالؔد ہوں سگِ در یہ تیرا ہے میں بندہ تیرا ہوں

[1] آقا [2] غلام

16

میں انا العبد کہکر سرِ طُور ہوں — میں تو اپنے زمانے کا منصور ہوں
دیکھتا ہوں جدھر دِکھ رہا ہوں میں خود — خود ہی میں نظر و ناظر و منظور ہوں
جامِ وحدت[1] پلایا میرے پیر نے — مست و سرشار[2] دیوانہ مخمور ہوں
گر نہ دیکھوں اُسے میری غفلت ہے یہ — ہر حجابِ[3] تقید سے مہجور[4] ہوں
بے دُوئی کے تکلم ہے اُس یار سے — میں ہی جلوہ ہوں موسیٰ بھی ہوں طُور ہوں
یاد کے ساتھ ملتا ہے جرعہ[5] مجھے — میں تو ساقئ کوثر سے کب دُور ہوں
عشق کی داستاں ہے وصال[6] و فراق[7] — خود ہی شاداں میں خود ہی رنجور ہوں
گر نہ سمجھوں اُسے فاش غلطی ہے یہ — اُس سے نزدیک ہوں میں نہ کچھ دُور ہوں
رحمتِ عالم کے صدقے میں اب — میں ہی مرحوم[8] ہوں میں ہی مغفور[9] ہوں
ہیں تصرف میں میرے کون و مکاں — اس طرح امر[10] و آمر[11] و مامور[12] ہوں
بیخودی میں بھی سر اُن کے قدموں پہ ہے — ناز کرتا ہوں مستی میں، میں چُور ہوں

ہر طرف ہے تجلی مری خالدؔا
نورِ حق نورِ احمد کا میں نُور ہوں

۱ توحید ۲ بےخود ۳ حجاب بندگی ۴ آزاد (مانع نہیں) ۵ جامِ وحدت ۶ کیف فنا
۷ کیف تفرقہ ۸ رحم یافتہ ۹ مغفرت یافتہ ۱۰ حُکم ۱۱ حاکم ۱۲ مکلّف

17

توحید

میں لفظ[1] ہوں معنی نما[2] میں غیر ہوں میں عین ہوں
ظل[3] و مظل[4] اور آئینہ میں غیر ہوں میں عین ہوں

ہستی[5] میری ہے نیستی[6]، ہے نیستی ہستی میری
یہ ہے فنا یہ ہے بقا میں غیر ہوں میں عین ہوں

کثرت میں ہوں وحدت نما،[7] وحدت میں ہوں کثرت نما[8]
اک جا عیاں ایک جا چھپا میں غیر ہوں میں عین ہوں

دریا ہوں میں قطرہ ہوں میں، میں شخص ہوں سایہ ہوں میں
سب میں مِلا سب سے جُدا میں غیر ہوں میں عین ہوں

میں ذات ہوں اوصاف ہوں میں فعل ہوں آثار ہوں
اک جا فنا اک جا بقا میں غیر ہوں میں عین ہوں

میں نور ہوں میں نار ہوں اغیار ہوں میں یار ہوں
میں اصل میں اَنْتَ اَنَا[9] میں غیر ہوں میں عین ہوں

[1] تعین (بندہ) [2] حق نما [3] سایہ (عکس) [4] ادنیٰ [5] وجود [6] عدم
[7] سب میں ایک ہی کو پانا (توحید حکمی) [8] ایک میں سب کو پانا [9] آپ اور میں (وجودِ اضافی)

(18)

آپ[1] کو اپنے میں جب پاتا ہوں کھو جاتا ہوں میں
امتیازِ دو جہاں سے خود ہی ہٹ جاتا ہوں میں

اپنے کو اپنے تخیل میں نہیں پاتا ہوں جب
آپ ہی کا خود سراپا بن کے رہ جاتا ہوں میں

محوِ دیدِ یار ہوکر اتنی حیرت بڑھ گئی
چشمِ ظاہر بیں میں بھی اسکو سدا پاتا ہوں میں

ربط ان سے ہوگیا اتنا تصور کو میرے
یا تو خود آتے ہیں وہ یا کھینچ کر لاتا ہوں میں

جامِ وحدت پیتے ہی مدہوش و بیخود بن گیا
نشۂ حق میں فنا ہو کر بقا پاتا ہوں میں

کیفِ جذبِ عشق میرا ہے کمالِ اُوج پر
ہوکے عاشق اپنا خود معشوق بن جاتا ہوں میں

ہر حجابِ غیریت آنکھوں سے اُٹھ جاتا ہے جب
جلوہ گاہِ ذات میں گم ہو کے رہ جاتا ہوں میں

سر جھکاتے ہی نظارہ ہوگیا اُس یار کا
مرأتِ[2] دل میں بھی اُسکو جلوہ گر پاتا ہوں میں

[1] یار (محبوب) [2] آئینہ

نازِ زیبا[1] جب نیازِ[2] عشق میں پاتا ہوں میں
ہوکے مستغنی سراپا حُسن بن جاتا ہوں میں
عشق کی گہرائیوں میں ڈوب جاتا ہوں تو پھر
حُسن کی رنگینیوں میں اپنے کو پاتا ہوں میں
دل کے ہر ٹکڑے میں دردِ عشق کو پاتا ہوں جب
دل کے بدلے درد کو پاکر درد بن جاتا ہوں میں
رُوئے انور پر سے اپنے اُس نے جب الٹا نقاب
نظر اُن پر پڑتے ہی اپنے کو کب پاتا ہوں میں
تیری چشمِ مست کی جادو نظر کا ہے اثر
بن کے دیوانہ تیرا جو مست[3] ہوجاتا ہوں میں
غرقِ ہستی ہوں جو میں خاموش ہوں خالدؔ سمجھ
کیا بتاؤں کون ہوں کیا ہوں کسے پاتا ہوں میں

[1] واجب الوجود (حق تعالیٰ) [2] بندگی [3] سرشار (سرفراز)

19

اپنی نفی کیا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں
حق ہی کو پا رہا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

بندہ ہوں رابطہ ہے مرا رب ہی سے سدا[1]
ایسا بندھا ہوا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

کونین میں نگارِ حقیقت ہے جلوہ گر
جلوہ دکھا رہا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

ہے کیف میرا کیفِ تقید سے خود بری
بے کیف ہو رہا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

مستِ شرابِ عشق ہوں کچھ جانتا نہیں
بیخود بنا ہوا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

ہوں رازدارِ معرفتِ حق خدا گواہ
کچھ ایسا کھو گیا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

باقی خدا ہی رہ گیا سب کچھ کہاں رہا
حق میں فنا ہوا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

نقاش ہوں نقوشِ جہاں بھی ہوں سر بسر
بے نقشہ بن گیا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

محتاج بھی ہوں اور غنی ہستی ہے میری
حق ہی سے مانگتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں میں

[1] ہمیشہ

خورشید ہے تو ذرۂ ناچیز پھر کہاں
اُس سے چمک رہا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں میں

عالم نگارِ حق ہے سراپا نگارِ حق
جلوہ دکھا رہا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

ذاتِ قِدم حدوث کے جلوؤں کا نام ہے
پھر کیا کہوں کہ کیا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں میں

ہے نور جملہ ارض وسمٰوٰت کا وہی
پُر نُور بن گیا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

اس کے سوا میں رازِ دل اظہار کیا کروں
اتنا میں جانتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

مسجودِ ملائک ہوں میں اللہ کی قسم
سجدے بھی لے رہا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں میں

دیدار میں محو ہوں میں خود ہوں سراپا دید
حق ہی کو دیکھتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

ہوش و حواس و عقل و خرد کو دخل ہی کیا
دیوانہ بن گیا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہو ں میں

ہوں کاروانِ عالم و ہر منزلِ قیام
ہر جرس[1] کی صدا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں میں

ہوں محوِ دیدِ یار میں ہر وقت صبح و شام
یہہ ذکر کر رہا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں میں

میں تو نیاز مند ہوں اُس بے نیاز کا
ناز اس پہ کر رہا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں میں

کچھ بھی نہیں ہوں اور ہوں سب کچھ بتاؤں کیا
سب کی نفی کیا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں میں

خالؔد خدا کا غیر بھلا ہوں میں کس طرح
عینِ خدا[2] بنا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوں میں

[1] گھنٹہ (Bell) [2] خدانما

(20)

ہر امتیازِ حُسن کا دل پر اثر نہیں
ہستی[2] کی یافت[3] میں ہوں تو اپنی خبر نہیں

اغیار[4] کی تو دل میں ہمارے گزر نہیں
جز یار کے کسی پہ تو پڑتی نظر نہیں

دل کو فریبِ حُسن کی زد سے بچا لیا
دیکھا کہ کہ حق ہی عیاں ہے دیگر نہیں

نسبت ہے اس کا نام جو قائم رہے مدام[5]
انسان نہیں جو بندۂ[6] خیر البشر نہیں

اس چشمِ حق شناس کو دونوں جہان میں
اُسکے سوا تو کوئی بھی آتا نظر نہیں

غرقِ شرابِ عشق کو دنیا سے کیا غرض
معشوق اپنا آپ ہے اپنی خبر نہیں

ہے بے نیازِ ساغر و مینا یہ میکشی
آنکھوں سے پی رہا ہوں کسی کو خبر نہیں

کیا شان ہے سکوت کی گویائی بن گئی
وہ رازدار ہی رہا جو پردہ در نہیں

ضبطِ فراقِ[7] یار کی خاموشیاں نہ پوچھ
ہے لاکھ اضطراب[8] مگر چشم تر نہیں

دل میں اُتر گئے ہیں وہ آنکھوں کی راہ سے
جب وہ مقیم ہیں تو کسی کا گزر نہیں

ہاں کیا کوئی سمجھ سکے میرے مقام کو
میں ہوں وہاں جہاں پہ کسی کا گزر نہیں

خالدؔ عیاں ہے نورِ خدا حُسنِ یار سے
دیکھے گا کس طرح سے جو تابِ نظر نہیں

۱ تعین ۲ حق تعالیٰ ۳ دُھن ۴ ماسوا ۵ ہر حال میں ۶ غلام (وابستہ) ۷ جدائی
۸ بے چینی (تڑپ)

(21)

رہ کے خودی[1] میں جو کرے سجدہ وہ سجدہ ہی نہیں
غیریت[2] کی بندگی شرک ہے بندگی نہیں

ہو کے سراپا محوِ دید[3] یافت میں اس کی رہ سدا
باقی رہے تمیزِ[4] غیر، بندے یہ بندگی نہیں

زاہدِ خشک جانے کیا، لذتِ جامِ من الست
جس نے شرابِ معرفت،[5] ہائے کبھی چکھی نہیں

اپنے میں رکھ کے چار سُو، کرتا ہے کیوں تلاش تُو
ناحنِ ہوش لے ذرا، بات یہ ہوش کی نہیں

مانا کہ سب سے دُور ہوں، مستی[6] میں اپنی چُور ہوں
غفلت ہو مجھ کو آپ سے، ایسی تو بیخودی نہیں

موجود گو جہاں میں ہوں، اِحساسِ این و آں[7] نہیں
ہوں حد قید میں مگر، یہ قید قید ہی نہیں

جلوہ دکھا کہ غیر کا، دھوکہ نہ دیجئے مجھے
غیر میں سمجھوں آپ کو، یہ تو سمجھ رہی نہیں

دیکھیں گی غیر کو وہ کیوں، چشمِ حقیقت آشنا
جز تیرے اُس کو دوسرا، آتا نظر کوئی نہیں

[1] بغیر استحضارِ حق (بغیر حضوری) [2] غفلت (اللہ سے غیریت کے حساس کے ساتھ)
[3] احساسِ عینیتِ حق [4] احساسِ غیریتِ حق [5] رب کی پہچان [6] خیالِ یار [7] غیر

کرتا ہے جو کہ ہر گھڑی' ہر لحظہ سب پہ اعتراض
اُس کو حقیقتِ حال کی، کچھ بھی ہوا لگی نہیں

جب سے کہ اس جہان سے، آپ نے پردہ کرلیا
نام کو جی رہا ہوں میں، پُر لطف زندگی نہیں

عزت میری جو کچھ بھی ہے، ہے یہ تصدق آپ کا
آپ کے ہاتھ لاج ہے، مجھ سا بُرا کوئی نہیں

مجھ کو تو سب کچھ آپ نے، دستِ عطا سے دیدیا
فضل و کرم سے آپ کے، کون سی شئے ملی نہیں

زندگی اُس کی زندگی، جس کو وصالِ یار ہو
ہجر و فراقِ یار کی، زندگی زندگی نہیں

سب سوز و ساز چھوڑ دے، ہنس بول کر گزار دے
اُس کی رضا پہ راضی رہ، اپنی خوشی خوشی نہیں

اِثباتِ حق کی ساتھ ہی، کردے جو سب کی تو نفی
باقی خدا ہی رہ گیا، تیری خودی رہی نہیں

دستِ عطا کی شان ہے، دینا بلا مطالبہ
اس سگِ در کے واسطے، تیرے یہاں کمی نہیں

فیض عام ہے تیرا' کچھ اپنا صدقہ کر عطا
خالؔد کا تو کریم ہے، تیرے یہاں کمی نہیں

22

هم اپنے خدا کو خدا جانتے ہیں نہیں کچھ بھی اس کے سوا جانتے ہیں
رسولِ خدا کو، خدا جانتے ہیں خدا کو، رسولِ خدا جانتے ہیں
منور ہوا نور سے جن کے عالم محمدؐ کو نورِ خدا جانتے ہیں
ظہور اُن کا جو ہے محمدؐ نما ہے حقیقت کو اُن کی خدا جانتے ہیں
نبی کریم کے ارشاد کو ہم خدا کی صدا و نِدا جانتے ہیں
ظہور[1] و بطونِ[2] محمدؐ کو ہم تو خدا کا ظہور[3] و خفی[4] جانتے ہیں

مقامِ سجودِ عوالم کو خالؔد
محمدؐ ہی کا نقشِ پا جانتے ہیں

۱ ظاہر (Explicit) ۲ باطن (Implicit)

۳ مظہرِ اتم (مجتمع جامع صفاتِ الٰہیہ) (Manifestative Authority)

۴ ذاتِ حق (الوہیت) (Ultimate Authority)

23

خدا شاہد ہے جب ہم آپ کو مشہود[1] پاتے ہیں
نمازِ بیخودی پڑھتے ہوئے سجدے میں جاتے ہیں

جدھر ہم دیکھتے ہیں وہ نظر آتے ہیں ہر اک میں
تخیل میں تصور میں وہ تو خود ہی سماتے ہیں

کبھی ہم دیکھتے ہیں اپنے کو پاتے ہیں بس اُنکو
کبھی ہم دیکھتے ہیں اُنکو تو اُنکو ہی پاتے ہیں

خیال اپنا جمالِ یار بنکر رہ گیا خود ہی
تصور اُس کا اتنا جم گیا اُسکو ہی پاتے ہیں

ہماری بے ثباتی[2] سے ثبوت اُسکا ہی ملتا ہے
یہ اُسکی بے مثالی ہے کہ ہم ہر اک میں پاتے ہیں

تخیل کو بنا کر پاک سب سے اُس میں ہی گم ہیں
جمالِ یار کا نقشہ اب اپنے میں جماتے ہیں

دلِ مضطر خیالِ غیر سے جب پاک ہوتا ہے
تو ذراتِ دو عالم جلوہ گر اس میں ہی پاتے ہیں

ہماری بیخودی سب سے بنادی بے نیاز ہم کو
اب اُس کی شانِ تنزیہہ[3] حُسنِ تشبیہہ[4] ہی میں پاتے ہیں

[1] حاضروناظر [2] عدمِ ذاتی (وجودِ اضافی) [3] احدیت [4] واحدیت (حقیقتِ اشیاء)

یہ پروازِ خیالِ یار کی اعلیٰ رسائی ہے
جو سارے فرش والے عرش والے ہی کو پاتے ہیں
نظر خیرہ[1] ہے اتنی دیدِ حق بیں میں کہ اب ہر دم
سوائے حق ہی کے اسکو نظر کب کوئی آتے ہیں
جب ہٹ جاتی ہے آنکھوں سے تمیزِ ایں و آں[2] سب کچھ
اُسی کو دیکھ لیتے ہیں کسی کو ہم جو پاتے ہیں
یہ ساری زندگی اپنی اک امواجِ تلاطم[3] ہے
خدا کا شکر ہر ہر موج میں پانی کو پاتے ہیں
ہماری نا مرادی مطمئن کردی بس اب ہم کو
کہ ہر دم ہر مرادِ زندگی میں حق کو پاتے ہیں
حضوری میں ہمیشہ یار کی مصروف رہتے ہیں
کہ ہم غفلت ہمارے دل سے اسطرح مٹاتے ہیں
ہمارا سر ہے اور اُن کے قدومِ پاک کیا کہنا
ہم اپنی بیخودی پر آپ ہی قربان جاتے ہیں
نہ اُٹھیں گے کبھی ہم یاد رکھنا تیرے کوچہ سے
کہ بس اب در پہ تیرے بسترہ اپنا لگاتے ہیں
کچھ ایسا مرتبہ فضل و کرم سے ہوگیا حاصل
نہ ہم اپنے کو پاتے ہیں نہ ہم اب اُن کو پاتے ہیں
تصدقِ ہے وجودیؔ پیر کے نعلینِ اقدس کا
کہ خاؔلد اپنے کو جو غرقِ ہستی آپ پاتے ہیں

[1] بےحجاب [2] احساسِ غیریت [3] طوفانی لہریں (گردشِ ایام)

(24)

ہم نفی جو کرتے ہیں اپنی، اپنے میں ہی اُن کو پاتے ہیں
اب اپنی نظر پڑتی ہے جدھر، وہ جلوہ گری فرماتے ہیں
وہ مرتبۂ احدیت سے، نکلے تو محمدؐ کہلائے
وہ مرتبۂ وحدت سے خود ہی واحدیت میں آتے ہیں
وہ راز کہاں کا راز رہا، جس راز کو اُس نے فاش کیا
اظہار نہ اپنا کر کے پھر کیوں پردوں میں چھپ جاتے ہیں
خود میرا تخیل بڑھ بڑھ کر، اُن کا ہی تصور بنتا ہے
وہ سامنے خود آ جاتے ہیں، مدہوش مجھے کر جاتے ہیں
دل میں وہ ہمیشہ بستے ہیں، آنکھوں میں میری جو رہتے ہیں
خود پردہ دری کر کے اپنی، بے پردہ نظر آ جاتے ہیں
میں اُن پہ فدا ہو کر جو رہوں، باقی تو خیانت[1] ہے اس میں
میری تو امانت[2] ہیں وہ خود، باقی جو خود ہی رہ جاتے ہیں
آزاد ہے ہر اک بندش سے، اور قیدِ دوئی سے دُور بھی ہے
رہ کر بھی تعین[3] میں خالدؔ، اطلاق[4] میں اُس کو پاتے ہیں

[1] غیر دیانت داری (بےوفائی) [2] دولتِ ایمان (کمالِ احسان) [3] ممکن (بندہ)
[4] واجب (حق تعالیٰ)

25

ہم انا الحق[1] یا انا العبد[2] کہا کرتے ہیں
مست و مصروف ہم الآن رہا کرتے ہیں

ہر عطا اُس کی منزہ[3] ہے تقید[4] سے تمام
ہر خطا پر وہ عطاؤں پہ عطا کرتے ہیں

سامنے رہتے ہیں وہ سجدے میں سر رہتا ہے
ہر نماز اپنی تخیل سے ادا کرتے ہیں

دل میں مسکن[5] ہے اُس کا اُسے پاکر ہر دم
رہ کے مشغول اُسے یاد کیا کرتے ہیں

بندۂ عشق ہیں ہم اپنے نسب سے کیا کام
ہم کبھی اس پہ نہیں زعم کیا کرتے ہیں

فضلِ حق ہوتا ہے جب حالِ زبوں پر اپنے
حال ہوجاتا ہے اچھا نہ گِلا کرتے ہیں

ہے کسی کا درِ اقدس جو ہمارے آگے
دل و جاں ہر گھڑی ہم اُس پہ فدا کرتے ہیں

ناز بردار ہمارا جو ہے خواجہ اپنا
ناز ہر وقت ہم بس اُس پہ کیا کرتے ہیں

1 مرتبہ فنا 2 مرتبہ بقا 3 آزاد (بالاتر) 4 پراگندئی بندہ 5 گھر

فخر ہے بیعتِ رضواں ہوئی حاصل ہم کو
ہاتھ پر ہاتھ جو ہم اُس کے رکھا کرتے ہیں
مقصدِ زیست و تخلیقِ عبادت اُس کی
دائمی اُس کا ہی ہم ذکر کیا کرتے ہیں
دل شکستہ نہیں ہوتا کبھی خالؔد دیکھو
کہ مدد اُس کی مصیبت میں لیا کرتے ہیں

(26)

کسی کے راز کا پردہ اُٹھا خاموش بیٹھے ہیں
کسی کو اپنے میں پاکر سدا خاموش بیٹھے ہیں

کسی میں جذب ہوکر ہم خودی کو اپنی کھو بیٹھے
حقیقت کو ہم اپنے ہی میں پا خاموش بیٹھے ہیں

کسی کی مست آنکھوں نے پلادی ساغرِ مستی
سراپا مست ہو کر برملا خاموش بیٹھے ہیں

کسی کا سوزِ پنہاں پھونک ڈالا جامۂ ہستی
ہر اک پردہ کو نظروں سے گرا خاموش بیٹھے ہیں

کسی کے ہم جفا جور وستم پر ہر گھڑی خوش ہیں
کسی کے شکوہ کو لب پر نہ لا خاموش بیٹھے ہیں

کسی کے لا و بالی پن[1] نے بیگانہ کیا سب سے
ہم اُن کے آستاں پر سر جُھکا خاموش بیٹھے ہیں

دلِ درد آشنا کو ڈھونڈنا بے سود ہے اپنا
کبھی بھی اُس کو پہلو میں نا پا خاموش بیٹھے ہیں

جمالِ یار ہے پیشِ نظر اور اس میں گم ہیں ہم
سراپا اپنا ہی اُس کو بنا خاموش بیٹھے ہیں

کمالِ زیست[2] پاکر کس قدر ہیں مطمئن ہر دم
فِدا ہوکر خودی کھو دے کے کیا خاموش بیٹھے ہیں

چلے آئیں گے اک دن دیکھنا وہ خانۂ دل میں
ہم اُن کی راہ میں آنکھیں بچھا خاموش بیٹھے ہیں

بتاو کیا وجہ خالدؔ چھپاتے ہو جو اپنے کو
کسی کی ذات میں گم ہوکے کیا خاموش بیٹھے ہیں

[1] اندازِ تغافل [2] معرفتِ حق

27

محمدؐ دونوں عالم کا جوجلوہ بن کے آئے ہیں
وہی اس دل کی دنیا میں تمنا بن کے آئے ہیں
کہیں کچھ ہیں کہیں کچھ ہیں وہ کیا کیا بن کے آئے ہیں
زمانے میں زمانے کا تماشا بن کے آئے ہیں
حقیقت ہی حقیقت ہے نمایاں چشمِ باطن سے
ذرا دیکھو تو یہ کس کا سراپا بن کے آئے ہیں
میری چشمِ حقیقت آشنا پا جاتی ہے جن کو
نظر میں چشمِ ظاہر کے وہ پردہ بن کے آئے ہیں
جو معبودِ حقیقی تھے منزّہ جن کی ہستی تھی
پرستش اپنی کرنے خود وہ بندہ بن کے آئے ہیں
کرم ہے یہ وجودیؒ کا عنایت شمسِ دیں کی ہے
جنہیں خالدؔ سمجھتے ہیں وہ خواجہ بن کے آئے ہیں

28

ہوا کون ہے کس سے پیدا نہ پوچھو بنا کون عالم کا جلوہ نہ پوچھو
ہوا نورِ اطہر ہی ہر اک سے ظاہر وہ خود ہی تھا نورِ منزّہ نہ پوچھو
ہٹا کر دو عالم سے ظلمت کے پردے کیا کون جگ میں اُجالا نہ پوچھو
نفئ تقید سے اثباتِ حق ہے یہ رازِ سراسر خدارا نہ پوچھو
یہ میرا تعین کسی کا تھا پردہ ہٹا جب یہ پردہ رہا کیا نہ پوچھو
تماشائے عالم کا بن کے تماشہ تماشائی خود ہے تماشہ نہ پوچھو
نہ پوچھو میرے دردِ الفت کی لذت یہ ہے زندگی کا سہارا نہ پوچھو
وہ اپنی محبت کا ضبط آزمانے کیا درد میں جو اضافہ نہ پوچھو
میرا دل مری جاں کیا دین و ایماں تصدق ہے اُن پر سراپا نہ پوچھو
ہوا جب سے دل میں کسی کا جو مسکن رہا دل نہ دل کا ارادہ نہ پوچھو
کمالِ محبت کا انجام دیکھو بنا ہوں میں معشوق اپنا نہ پوچھو
ہزاروں ہیں غم پھر بھی دل مطمئن ہے یہ سب کچھ تصدق ہے کسی کا نہ پوچھو
میری چشمِ ظاہر میں ان کے کرم سے رہا کوئی اپنا پرایا نہ پوچھو

کسی کی نشانِ کفِ پا پہ خالؔد
میں کیوں ہوگیا سر بسجدہ نہ پوچھو

(29)

نظر میں کس کا ہے جلوہ نہ پوچھو مرا دل کس کا ہے شیدا نہ پوچھو
کسی پہلو نہیں آرام مجھ کو تڑپنے کا مرے منشا نہ پوچھو
سناؤں آپ کو تو رُو ہی دیں گے نہ پوچھو حالِ دل میرا نہ پوچھو
بھلا پھر کون ہے مجھ کو جو پوچھے اگر مجھ کو جو تم خواجہ نہ پوچھو
دلِ درد آشنا ہے اور میں ہوں ہے لذتِ درد میں کیا کیا نہ پوچھو
ازل کے دن سے مانوسِ [1] اَلَم ہوں سکونِ زندگی ہے کیا نہ پوچھو

ہے راضی آپ جس حالت میں رکھیں
ہے خالؔد آپ کا بندہ نہ پوچھو

[1] آشنا (عادی)

(30)

پردہ خودی کا جب اُٹھا کیا پوچھتے ہو دوستو
بس حق ہی حق باقی رہا کیا پوچھتے ہو دوستو

جب وہ ہی وہ تھا کچھ نہ تھا، جب سب ہوا تو وہ ہوا
پھر لا و اِلاَّ کی بِنا[1]، کیا پوچھتے ہو دوستو

دیکھو جدہر آے نظر، جلوہ ہے اُس کا سر بسر
وہ ہے نمایاں جابجا، کیا پوچھتے ہو دوستو

اول ہے وہ آخر ہے وہ حاضر ہے وہ ناظر[2] ہے وہ
وہ ہے نہاں وہ ظاہرہ کیا پوچھتے ہو دوستو

جلوہ ہے آنکھوں میں عیاں، دل میں ہیں میرے وہ نہاں
ہے مجھ میں وہ سرتا بہ پا کیا پوچھتے ہو دوستو

جب غور میں خود میں کیا معلوم یہ مجھ کو ہوا
مجھ میں ہے جلوہ یار کا کیا پوچھتے ہو دوستو

وہ لفظ ہے معنی ہے وہ، وہ شخص ہے سایہ ہے وہ
سب سے مِلا سب سے جُدا، کیا پوچھتے ہو دوستو

میں ہوں نہیں واللہ ہے وہ، اللہ ہے وہ بندہ ہے وہ
خالدؔ سے یہ اَنـــــتَ اَنـــــا[3] کیا پوچھتے ہو دوستو

[1] اصل [2] دیکھتا (شاہد) [3] میں اور تُو

31

میں اپنی ہی خودی میں پارہا ہوں اپنی ہستی[1] کو
کوئی کیا خاک سمجھے گا میرے اندازِ مستی کو

مشبہ[2] بن کے عالم میں ہر اک سے ہوگیا ظاہر
منزّہ[3] سب سے ہوں کیا کوئی جانے میری ہستی کو

ہو تم ہی تم مقیم اسمیں نہیں اغیار اب کوئی
بنایا جب سے تم نے اپنا مسکن دل کی بستی کو

یہ میری عاجزی[4] مجھ کو بنادی ارفع و اعلیٰ
بلندی پر رسائی ہوگئی ہے میری پستی کو

میں خالدؔ چشمِ ساقی ہی سے چپکے جام[5] پیتا ہوں
سمجھ سکتا نہیں کوئی بھی میری مئے پرستی[6] کو

[1] حقیقت (رب) [2] تعین (بندہ) [3] لاتعین (فنائے ذات) [4] احساسِ عدمِ ذاتی
[5] جامِ وحدت [6] کیفِ دیدِ یار

32

جب ذاتِ محمدؐ میں خدا خود ہی چھپا ہو
پھر کیسے میرے منہ سے ادا شانِ خدا ہو

جب یار ہو پہلو[1] میں تو پھر کیوں نہ مزہ ہو
سب رنج و الم ہجر کا غم دل سے جُدا ہو

جیسا کہ نہیں قطرہ رہا مل کے بحر میں
باقی نہ رہے بندہ اگر حق میں فنا ہو

وہ کام کا دل ہے رہے جس میں تیری اُلفت
اچھا ہے وہ سر جس کو تیرا سودا[2] عطا ہو

جب تک کے خودی اپنی نہ کھوئے کوئی انسان
ممکن نہیں بندہ کبھی واصل بہ خدا ہو

اک آہ کروں گا جو میں جل جائینگے افلاک[3]
گر رُوئے میری چشم تو طوفان بپا ہو

مٹ جائے گا دل سے میرے نقشۂ کثرت[4]
گر ایک نظر آپ کی گر شیرِ خدا[5] ہو

اُس شخص کی قسمت پہ نا کیوں رشک ہو مجھ کو
جو یار کے قدموں میں تڑپ جان دیا ہو

سمجھوں گا کہ رُتبہ یہ شہادت کا مِلا ہے
گر ہاتھ سے دلدار کے سر میرا جُدا ہو

کر غور ذرا ہستی[6] پہ اپنی نظر آئے
شاید کہ بشر[7] تجھ میں ہی وہ یار چھپا ہو

ہوجائینگی خالد تیری سب مشکلیں آسان
گر حال پر تیرے نظرِ شمس پیا ہو

[1] معیت (ساتھ) [2] دیوانگی (عشق) [3] کائنات [4] خیال دوئی [5] حضرت علی مرتضیٰ
[6] حقیقت [7] اے بندہ

33

جب یار کو ہم اپنے میں پاجائیں گے دیکھو
معلوم نہیں کیا سے کیا ہوجائیں گے دیکھو

آنکھوں میں رہتے ہوئے خود دل میں مکیں ہیں
اس ربط سے ہم جانِ جاں بن جائیں گے دیکھو

کونین کے ہر گوشہ میں رہتے ہیں جو چُھپ کر
ہر ایک سے ظاہر وہ اب ہو جائیں گے دیکھو

ہر ایک تجلی سے عیاں جلوہ ہے اس کا
ہم اس میں فنا ہوکے اُسے پائیں گے دیکھو

ہرایک تعین کی نفی سے ہے وہ ثابت
اغیارکے پردوں میں اسے پائیں گے دیکھو

ہم اُس کی ہی نظروں سے نظر اپنی ملا کر
پیمانوں پہ پیمانے پیئے جائیں گے دیکھو

اپنی ہی تجلی تھی ہوا طُور جو سُرمہ
آنکھوں میں ہم ہراک کے سما جائیں گے دیکھو

بے ہوش نہ ہونگے کبھی دیکھ کے جلوے
خالدؔ ہم اب اپنے میں انہیں پائیں گے دیکھو

34

کبھی بندہ کو اپنے بندہ پرور بندہ گر دیکھو
ذرا بندہ نوازی کی اِدھر بھی اک نظر دیکھو
تیری جادو نظر نے کردیا کیسا سحر دیکھو
میں بھولے سے بھی اپنے کو نہیں آتا نظر دیکھو
وہ رہتے ہیں ہمیشہ چھپکے پردوں میں مگر دیکھو
اُسی کو دیکھ لیتے ہیں جو ہیں اہلِ نظر دیکھو
جمالِ مصطفیٰ رہنے لگا پیشِ نظر دیکھو
اُسی میں غرق رہتی ہے میری دیدِ بصر دیکھو
کسی کے ساغرِ وحدت پلانے کا اثر دیکھو
اُڑا کر ہوش مجھکو لے گیا ہے عرش پر دیکھو
نبیؐ کے نُور سے ہے ذرہ ذرہ بہرہ ور دیکھو
بشر کوئی نہیں ہے جس میں نہ ہوں خیر البشر دیکھو
نہ دیکھیں اُسکو تو اپنی ہے غلطی سر بسر دیکھو
تجلی ریز ہر اک میں وہ ہے شام و سحر دیکھو
مٹا ڈالے گی سب کچھ یافت ہو اُسکی اگر دیکھو
نہیں پاتے جو خود کو اُسکو پاتے ہیں مگر دیکھو

تری نظرِ غلط انداز کا ہے کیا اثر دیکھو
میری غفلت کی دنیا ہوگئی زیر و زبر دیکھو

ہے اُسکی دید حاصل دیکھنے جسکو ترٹپتے ہیں
میری ہمت میرا دل اور میری حدِ نظر دیکھو

اُٹھا کر ہر حجابِ دید اُسکو دیکھتا ہوں میں
کہ جذبِ عشق میں اتنا بڑھا ذوقِ نظر دیکھو

میرے پہلو میں دل ہے اور دل میں آپ کا مسکن
ذرا تو سوچ کر برسائے تیرِ نظر دیکھو

نہ دیکھو تم تو میری عمر ساری رائیگاں جائے
تمہاری اک نظر کافی ہے مجھکو عمر بھر دیکھو

نہیں آتا ہے کوئی بھی تخیل میں تصور میں
رہا کرتے ہیں وہ آنکھوں میں دل میں جلوہ گر دیکھو

ہوا جب وصل تو ہر امتیاز زیست سے گزرا
کہاں کا غم خوشی کیسی ہوئی ایسی بسر دیکھو

فقط غفلت کے باعث اُس سے تھی محجوب دید اپنی
عیاں اب دیکھتا ہوں اُسکو جو تھا مُستتر[1] دیکھو

تمہارے دم قدم سے ہے ہماری زندگی قایم
تصدق میں تمہارے ہے تمنا بارور دیکھو

میں اُنکو پا کے اپنے ہی میں سب کچھ کھو دیا اپنا
متاعِ زندگی ہوگئی اُنکے نذر دیکھو

[1] حجاب میں (چھپا ہوا)

میں مستغنی ہوں ہر اک سے کچھ ایسا مست و بیخود ہوں
کسی کی بے نیازی کا ہوا کتنا اثر دیکھو

کسی کو پا رہا ہوں میں نہ خود کو پا رہا ہوں میں
میری ہستی[1] نے مجھکو کر دی سب سے بے خبر دیکھو

رہے گا کس طرح اب امتیازِ ایں و آں باقی
ہوا ہے اب مقامِ ناز میں اپنا گزر دیکھو

بڑھاؤ تم نہ میرے اضطرابِ دل کو چھپ چھپ کر
جلادے گی حجاباتِ جہاں آہِ شرر دیکھو

کچھ اس انداز سے وہ ہوگئے ہیں جلوہ گر دیکھو
نظر پر ناز کرتی ہے ہماری بھی نظر دیکھو

تیری ناز آفریں تقویٰ شکن صورت بتِ کافر[2]
بنالی دل میں اپنا گھر جو تھا اللہ کا گھر دیکھو

میں نازاں کیوں نہ ہوں اِس بیخودی کی سجدہ ریزی پر
خوشا قسمت قدوم پاک پر ہو اپنا سر دیکھو

بُرا ہوں سب سے میں لیکن بُروں کی لاج ہے تم کو
تمہارا ہوں میں محتاجِ کرم شاہا اِدھر دیکھو

درِ اقدس جو قسمت سے مِلا سب کچھ مِلا مجھ کو
وگرنہ مارے مارے پھرنا پڑتا در بہ در دیکھو

عجب انداز کے حامل ہیں وہ اِظہار ناممکن
کہ ہیں الآن ساکن فرش پر اور عرش پر دیکھو

[1] کمالِ فنائے ذات [2] محبوب

جنونِ عشق میں بھی میری نسبت تجھ سے قائم ہے
تیرا دیوانہ تجھ سے کس قدر ہے با خبر دیکھو
نہ چھوڑے گا کبھی مر کر بھی تیرے آستانے کو
سگِ در کو نہیں جُز تیرے در کے اور در دیکھو
عطا حق نے کیا اس آستاں کو رتبۂ عالی
بنایا سب کا سجدہ گاہ تمہارا سنگِ در دیکھو
حقیقت آشنا تم نے بنادی چشمِ ظاہر کو
رہے گا کس طرح باقی نظر میں خیر و شر دیکھو
نہ دل میں دے جگہ ہرگز کسی کو جز خدا کے تو
کہیں بن جائے نہ اغیار کا اللہ کا گھر دیکھو
کسی کروٹ کسی پہلو نہیں آرام ہے مجھ کو
کچھ اتنا بڑھ گیا اب دردِ دل سوزِ جگر دیکھو
کسی کے ہجر میں ایسی بھی گزری زندگی اپنی
کہ رونے ہی سے رہتا کام تھا آٹھوں پہر دیکھو
عجب اعجاز تھا لوٹا دیا خورشید خاور کو
مُحیر عقل ہے کہ ہوگیا ٹکڑے قمر دیکھو
دو عالم میں ذرا اپنی حقیقت بیں نگاہوں سے
محمدؐ مصطفیٰ صَلِّ علیٰ ہیں جلوہ گر دیکھو
فدا تم پر دل و جاں رحمتِ عالَم شہِ خوباں
تصدق دین و ایماں بادشاہِ بحر و بر دیکھو

ہوئے ہیں نُورِ انور سے زمیں و آسماں روشن
اُسی اک نُور سے پُر نُور ہیں شمس و قمر دیکھو

سمٹ کر نوح کا طوفاں چلا آیا ہے آنکھوں میں
میرے بھی ضبط کو دیکھو فقط ہیں چشمِ تر دیکھو

شفاعت جب کریں گے ہم گنہگاروں کی محشر میں
بخش دیگا خدا اُن کا اشارہ ہو جدھر دیکھو

یقیناً نعمتِ الفخر و فخری ہوگئی حاصل
کہ جب سے ہوگیا ہے اُن کے قدموں تک گزر دیکھو

ہے یہ ارشادِ خواجہ دید بازی اور خدا راضی
حفاظت دید کی کر کے اُسے دیکھو جدھر دیکھو

وہ مضطر ہو کے اپنی بارگاہ سے خود نکل آئے
میری دیوانگی کا ہوگیا کتنا اثر دیکھو

ذرا سی بات ہے کیوں جھڑکیاں دیتے ہو سن لیجئے
میں تم پر جان دیتا ہوں ہے قصہ مختصر دیکھو

تمہاری چشمِ میگوں نے پلادی ساغر مستی
جو خالدؔ بن گیا متوالا اس کا ہے اثر دیکھو

35

"پردہ"

میری صورت بنی تیرا پردہ | میں نہ ہوتا تو پھر نہ تھا پردہ
دیکھتا ہوں عیاں بیاں اُس کو | ہر تقید سے اُٹھ گیا پردہ
جلوہ گر ہوگئی حقیقت تو | کوئی باقی نہیں رہا پردہ
ذرہ ذرہ سے بھی عیاں ہوکر | پھر بھی جلوہ بنا تیرا پردہ
غرقِ ہستی ہوا ہوں میں ایسا | اُس کا پردہ ہے اب میرا پردہ
بے حجاب اُس کا دیکھ کر جلوہ | چشمِ حیرت کا پڑھ گیا پردہ
اے فریبِ نظر نہ دے دھوکا | حسن ہے خود ہی عشق کا پردہ
رازدارِ معارفِ حق سے | ہستی کر سکتی ہے بھلا پردہ
کوئی کیا جانے راز وحدت کا | میمِ احمدؐ کا پڑ گیا پردہ
یوں وہ پردہ نشیں ہے بے پردہ | بنے جیسے کہ آئینہ پردہ
ہوا شدت سے اس کا ایسا ظہور | خود ظہور اُس کا ہوگیا پردہ
سر بہ سجدہ ہوا تو وہ ہی رہا | ناز پر ہے نیاز کا پردہ
غیریت[1] ہی ہے عینیت[2] کا ثبوت | اپنی غفلت کا تو ہٹا پردہ
جانے کیا بندۂ ظلوم و جہول | خالقِ بے نیاز کا پردہ

تیرا دیوانہ جب کے تھا خالد
فرش سے عرش تک نہ تھا پردہ

[1] نسبت الی النفس (صفات) [2] نسبت الی اللہ (ذات)

36

عروجِ عوالم ہیں ہم اللہ اللہ
کہ ہیں نقشِ خاکِ قدم اللہ اللہ
زمانہ ہوا مٹ گئی دل سے اپنے
تمنائے دیر و حرم اللہ اللہ
نہ معلوم کس کا مقام آ گیا ہے
جو جھکتا ہے سر دم بدم اللہ اللہ
تیرے دردِ اُلفت کے قربان جاؤں
ہے سوزِ جگر چشمِ نم اللہ اللہ
بنایا ہے ذرہ کو خورشیدِ خاور[1]
یہ تیرا ہے فضل و کرم اللہ اللہ
تیری نظرِ رحمت نے عصیاں مٹا دی
نہ فکرِ جزا بیش و کم اللہ اللہ
عجب شان سے حشر میں آ رہے ہیں
محمدؐ بہ جاہ و حشم اللہ اللہ
تصدق ہے تیرا یہ تیرا کرم ہے
بنا ہوں سراپا صنم[2] اللہ اللہ
کہ ہونے پہ بھی عاصی و پُر خطا یہ
ہے خالدؔ پہ کیا کیا کرم اللہ اللہ

۱ مشرق (East) ۲ محبوب

37

ہمارے عشق کی دنیا میں ہے آشفتگی[۱] اُلٹی
خود ہی معشوق بن بیٹھے ہوئی اُلفت گری اُلٹی

صحیح نسبت کہاں تیری جو ہیں اغیار نظروں میں
غلط تیرا توسل ہے تیری وابستگی اُلٹی

نظر جب سے لڑی اُن سے سکوں و آرام کھو بیٹھے
لگا کر دل پریشاں ہوگئے دل کی لگی اُلٹی

محبت کر کے ان سے یہ سمجھتے تھے کہ ہم جیتے
مگر جب ہار ہی ٹھیری لگی بازی پڑی اُلٹی

نہیں جب حق کا استحضار[۲] تو پھر تیری عبادت کیا
نمازی بن گیا لیکن تیری ہے بندگی اُلٹی

یہاں کا کیف ہے پُر کیف ہو کر بھی رہیں بے کیف
خِرد[۳] کھو کر رہیں با ہوش ہے وارفتگی[۴] اُلٹی

خودی میں رہ کے بھی جو بیخودی کا کرتے ہیں دعویٰ
کوئی کیا خاک سمجھے گا کہ جب ہے بیخودی اُلٹی

[۱] تڑپ واضطراب [۲] اللہ کو حاضر وناظر جاننا [۳] عقل [۴] دیوانگی

جو بن جائے ہماری جان پر اُلفت میں کیا شکوہ
مقدر بن گیا سیدھا بنی بیچارگی اُلٹی

پیا ہوں جامِ وحدت باخبر ہراک سے رہتا ہوں
عجب ہشیارگی ہے یہ میری مستی میری اُلٹی

کہاں کا عشق اپنی زندگانی بن گئی آفت
جہاں کا عیش آفت ہے جہاں کی زندگی اُلٹی

گزر کیسے ہو دنیائے محبت میں تیری خالؔد
یہاں کا ملّت و مذہب ہے اُلٹا بندگی اُلٹی

38

غفلت رہے خدا سے تو آفت ہے زندگی
حق کی رہے حضوری تو راحت ہے زندگی

اپنے کو رکھ نہ باقی خیانت ہے اس میں دیکھ
ہشیار رہ کہ حق کی امانت ہے زندگی

تخلیق تیری حق کی عبادت کے واسطے
اس کو ذرا سمجھ لے عبادت ہے زندگی

دُوری رہے خدا سے تو دوزخ یہی ہے بس
حق سے رہے جو قرب تو جنّت ہے زندگی

ہجر و فراقِ یار ہو تکالیفِ دو جہاں
وصل و وصالِ یار ہو نعمت ہے زندگی

دونوں جہاں تیری ہی باعث ہوئے عیاں
یہ زندگی تو تیری بدولت ہے زندگی

ہر اک میں ہر مقام پر رویت خدا کی ہے
ورنہ نہیں تو باعثِ زحمت ہے زندگی

مقصودِ زندگی تو فقط آپ ہی ہیں آپ
خالؔد کے حق میں آپ کی چاہت ہے زندگی

39

تمہارے ہی کرم کی اک نظر سے بنگئی اپنی
نہ ہوتے تم تو پھر مشکل ہی تھی یہ زندگی اپنی

حجابِ غیر ہی سے ہوگئی پیدا دوئی اپنی
حقیقت میں حقیقت کا سراپا تھی خودی اپنی

بحمد اللہ ہمارا سر ہے اُنکے پائے اقدس پر
مکمل ہوگئی ہے آرزوئے بندگی اپنی

بتاؤ کہ مٹا ڈالو تم کو اختیار حاصل
ہے وابستہ تمہاری ہی خوشی سے ہر خوشی اپنی

بوقتِ نزع وہ آتے مجھے دیدار ہوجاتا
نذر جانِ حزیں کرتا بوقتِ واپسی اپنی

چھڑاکر اپنا دامن وہ ہوئے رخصت دمِ آخر
ہماری بے بسی پر رو رہی تھی بیکسی اپنی

کہاں کی آرزو ہے نا مرادی میں خوشی کیسی
یہی حصے میں آئی ہے اسی میں ہے خوشی اپنی

پلا کر خُم پہ خُم ہم کو بنائے با خبر ایسے
سمجھ میں آ نہیں سکتی کسی کے بیخودی اپنی

دیا ساقی نے جامِ مئے ہمیں دو آتشہ کر کے
ملیں نظروں سے نظریں اور مستی بڑھ گئی اپنی

تمہارے رُوئے زیبا پر تو ہم سب کچھ لُٹا بیٹھے
تمہارے حسن پر جانِ حزیں صورت ہوئی اپنی

کہاں ہیں کون ہیں ہم کچھ نہیں معلوم کیا ہیں ہم
کہ بڑھتے بڑھتے اتنی بڑھ گئی وارفتگی اپنی

نہ چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا ہمارے ہاتھ سے دامن
تمہاری ذات ہی سے رہی وابستگی اپنی

گرا ہوں لڑکھڑا کر بھی تو سر ہے پائے ساقی پر
حرکت بیخودی میں بھی رہی ہے ہوش کی اپنی

نہ کر تو ترکِ صورت، ترکِ رویت کر ہر اک شئے کی
وہی بے صورتی تجھ کو نظر آجائے گی اپنی

زبانِ حال سے اپنی اگر وہ سن لئے ہوتے
ابھی ہوجاتی پوری مدعائے واجبی اپنی

جمالِ یار ہے پیشِ نظر غفلت بھلا کیسے
حضوری ہی میں رہتی ہے ہمیشہ حاضری اپنی

جمالِ یار نے کچھ ایسا محوِ دید کر ڈالا
نظر آتی ہے ہر شئے میں یہی بے صورتی اپنی

جو ہوجائے مقدر سے رسائی خاک پا تک بھی
تو ہم یہ جان لیں گے سب پہ ہوگی برتری اپنی

حقیقی ان سے نسبت ہوتی کثرت ساری مٹ جاتی
سراپائے دو عالم بن کے رہ جاتی خودی اپنی

سراپا دید بن کر محوِ رُوئے یار رہتے ہیں
ہیں سب حسرت زدہ حالت عجب ہے دیدنی اپنی

خداکے واسطے آؤ ہماری دستگیری کو
یہی ہے مدعا اپنا تمنا آخری اپنی

رہی دل میں نہ کوئی آرزو جب اُس کے ہو بیٹھے
اسی اک نامرادی سے تو قسمت بن گئی اپنی

گِلہ کیسا شکایت کیا جو وہ مختارِ کُل ٹھہرے
تجھے خالدؔ نہیں معلوم کیا بے چارگی اپنی

(40)

وِرد تیرا ہی نام ہے پیارے ذات سے تیری کام ہے پیارے
گر نہ دیکھو قصور ہے اپنا جلوہ تیرا تو عام ہے پیارے
تیری اُمت میں ہوں میں نازاں ہوں فخر اس پر مدام ہے پیارے
تیرا کوچہ ہی بس خدا کی قسم میرا دارالسلام ہے پیارے
مقتدی تیرا ہی ہوں میں واللہ تُو ہی میرا امام ہے پیارے
تیرا چہرہ یہ تیری زلفِ دوتا میری یہ صبح شام ہے پیارے
چشمِ حیرت جو ہے محو تجھ میں دیدِ حق اس کا نام ہے پیارے
موت کیا ہے وصال ہے تیرا اس کا معراج نام ہے پیارے
جس جگہ میں نہیں رہوں باقی بس وہ تیرا مقام ہے پیارے

دیدے خالدؔ کو اُس کے حصہ کا
ہاتھ میں تیرے جام ہے پیارے

41

خدا کو دیکھ اُو اللہ والے عوالم سے نظر اپنی ہٹالے
سراپا بیخودی میں غرق رہ تُو خودی کو کر خدا کے تُو حوالے
میرے عیبوں کو ہردم ڈھانکا جس نے یہی مُولا ہیں میرے کملی والے
کہیں لغزش نہ ہوجائے قدم کو بچالے اب خدارا تُو بچالے
بھروسہ آپکا ہی مجھکو ہے بس یہی اک وجہ ہے مجھکو سنبھالے
اُسی دم فضلِ حق ہوجائیگا دیکھ تو جس دم اپنے کو عاجز بنالے
اُبھر کر بھی نہ پائے اپنے کو آپ حبابِ دریا کو دریا میں ڈالے
عقل کو کیا دخل جو سمجھے تجھکو انوکھا تُو تیرے کامیں نرالے
ادھر بھی اک نظر چشمِ کرم کی کہاں تک کوئی اپنے کو سنبھالے
تمنا پھر کہاں دل ہی نہیں جب ازل ہی سے ہوا تیرے حوالے
کہیں خارِ بیاباں لگ نہ جائیں ذرا پہلے ہی سے دامن اُٹھالے
دلِ درد آشنا کہتے ہیں اُس کو کہ ہر دم درد کو اپنے میں پائے
نہوگا غیر ہر گز تجھکو محسوس تصورمیں جو تو حق کو جمالے
بنا اغیار کا ہر گز نہ مسکن بٹھالے یار کو دل میں بٹھالے

بھلادوں کس طرح نسبت کسی سے　بدر ہیں وہ تو سب اُن کے ہیں ہالے
خدارا اب تو دے تسکین دل کو　نہ تڑپا مجھکو تو تڑپانے والے
تو مرجا مرنے سے پہلے ہی مرجا　فنا ہو کر بقا کو اپنی پالے
ذرا تو امتیازِ دو جہاں سے　ہٹالے اپنے کو اب تو ہٹالے
نفی کرکے ظہورِ دو جہاں کی　حقیقت کو حقیقت سے تو پالے
نہ ہو بے ہوش تو با ہوش بن جا　مئے مستی تو پی کر ہوش والے
تو سراپا خودی کو اپنی کھوکر　جمالِ یار کا مسکن بنالے
نہ کر پردہ ذرا بے پردہ ہو کر　نظر آجا مجھے وہ دِکھنے والے
ہوئے انجان سب کچھ جان کر وہ　میرے خواجہ ہیں کتنے بھولے بھالے
تیرے وابستہ ہیں نسبت ہے تجھ سے　چھپالے اپنے دامن میں چھپالے
ملے تھے جب نہ وہ تو حال یہ تھا　جگر میں ٹیس تھی اور لب پہ نالے
ملے ہیں جب سے وہ تو حال یہ ہے　نہ دل پہلو میں اور نہ دل میں چھالے
دوامی درد کا عادی تو بن جا　نہ گھبرا درد سے گھبرانے والے
نہ کھل جائے کہیں یہ بند مُٹھی　تو رکھ لے لاج میری تاج والے
حبابِ دریا کو دریا سمجھ کر　نظر اپنی تقید سے ہٹا لے
ہے نسبت تجھ سے تجھ سے رابطہ ہے　توسل تیرا ہی ہے نُور والے

بجز تیرے نہیں ہے کوئی میرا دو عالم میں مجھے جو دیکھے بھالے
میرے بھی چشم و دل کو کر منور خدا کے نُور دوجگ کے اُجالے
ہم اپنی بگڑی بنوا کر رہینگے کہیں ٹل سکتے ہیں، تو لاکھ ٹالے
سوا تیرے نہ دیکھوں اور کو میں مجھے اپنا ہی تو گھائل بنالے
ابھی بن جاتی ہے بگڑی ادھر بھی اشارہ ہو خدا کی شان والے
تیرا در سجدہ گاہِ انس و جاں ہے یہ نا ممکن کوئی سر کو ہٹالے
تیرے دیوانے کی حالت کو کوئی بھلا کیا خاک سمجھے دیکھے بھالے
یہ ہے دیوانگی ہو ہوش تیرا سمجھ سکتے ہیں اِس کو ہوش والے
تخیل اور تصور کو تو اپنے بنالے یار کا مرکز بنالے
ہمیشہ رہ تو استغراقِ حق میں انا الحق کہہ کے تو سر کو کٹالے

گماں خالؔد پہ خالؔد کا نہیں ہے
ہوا جب سے وجودیؒ کے حوالے

42

اُن کی رحمت اثر نہ ہوجائے معصیت بے خطر نہ ہوجائے
ڈر رہا ہوں میں شانِ رحمت سے بے گناہی ضرر نہ ہوجائے
دونوں عالم میں کار فرمائی کہیں شانِ بشر نہ ہوجائے
ضبط کرنے سے بیخودی اتنا صبر وحشت اثر نہ ہوجائے
روک نظروں کی اپنے گلکاری کہیں صحرا بھی گھر نہ ہوجائے
رحمتِ حق مدد کرے گی ضرور نا اُمیدی مگر نہ ہوجائے
نظریں پھیرا ہوں اس لئے سب سے دل یہ غیروں کا گھر نہ ہوجائے
شانِ تخلیق کوئی کیا جانے جب کہ جلوہ اثر نہ ہوجائے
واعظا روک تو نہ پینے سے کہیں اُلٹا اثر نہ ہوجائے
مرأۃِ[1] دل نہیں ہے آئینہ منعکس تُو اگر نہ ہوجائے
یہ تقید[2] میرا تیرا اطلاق[3] ہاں اِدھر سے اُدھر نہ ہوجائے
اپنا دامن بچا تو غفلت سے کہیں یہ بارور نہ ہوجائے
جامِ وحدت تو پیتا ہوں ساقی لغزشِ پا مگر نہ ہوجائے
امتیازِ جہان سے ہٹ کر بے خودی بے اثر نہ ہوجائے

رَبّ کو رَبّ ہی سمجھ تُو اے خاؔلد
دیکھ غفلت اثر نہ ہوجائے

[1] آئینہ [2] بندہ پن (ظہور) [3] اللہ پن (خفی)

43

جو شانِ تنزیہہ[1] تھی ہم آشکار دیکھ لئے تمہارے حُسن میں تشبیہہ[2] یار دیکھ لئے

حضور کے سوا کرتے نہیں طواف کبھی خدا کے گھر میں بھی تیرا وقار دیکھ لئے

کسی حسین پہ ہماری نظر نہیں پڑتی کہ جب سے یار کا حسنِ بہار دیکھ لئے

اُٹھا کے رُخ سے حجاباتِ یار کو اپنے ہم ایک بار نہیں لاکھ بار دیکھ لئے

نظر کے پڑتے ہی زلفِ دوتا ورُوئے نگار ہم اپنے آنکھوں سے لیل ونہار دیکھ لئے

پلا کے آنکھوں ہی آنکھوں میں کردیا مدہوش بے جام ومئے کے ہوا جو خمار دیکھ لئے

کبھی بھی ہمکو ہماری خبر نہیں ہوتی اثر جو تیرا ہوا نظرِ یار دیکھ لئے

ہزاروں غم ہیں زباں سے کبھی نہ اُف نکلا ہم اپنے قلب کا صبر وقرار دیکھ لئے

عجب نظارہ تمہارا ہے ہوش کھو کر بھی ہم اپنے آپ میں بس تم کو یار دیکھ لئے

اثر کسی کا بھی خالدؔ پہ کچھ نہیں پڑتا
وجودیؒ پیر کا صدقہ ہزار دیکھ لئے

[1] مرتبۂ ذاتِ الٰہی [2] مرتبۂ صفاتِ الٰہی

(44)

تیرا جو فضل و کرم بے نیاز ہوجائے یہ تیرا بندہ بھی بندہ نواز ہوجائے
ادھر اشارہ جو بیکس نواز ہوجائے حجاب دل سے اُٹھے فاش راز ہوجائے
تیرا ہی نقشِ کفِ پا ہوجائے مسجود جو سر ہو ایسا نگوں سرفراز ہوجائے
توجہ آپ کی جب دو جہاں بنا ڈالی اِدھر بھی ایک نظر مستِ ناز ہوجائے
فکر بھلا مجھے کیوں ہوگی دین و دنیا کی جو کار فرما میرا کارساز ہوجائے
جہاں میں تیرے سخاوت کی دُھوم ہے ہرسُو یہ بندہ تیرا بھی اب سرفراز ہوجائے
ہو دل میں جسکے تیری یاد زندہ دل ہے وہی ہو سودا جسکو تیرا سرفراز ہوجائے
جدھر میں دیکھوں نظارہ ہی تیرا ہو مجھکو یہ خود نظر میری آئینہ ساز ہوجائے
جھکا دے اپنے کو قدموں پہ تا کہ پائے عروج جو سر نگوں ہے وہ سرفراز ہوجائے
یہ دل نہیں میرے پہلو میں یاد ہے اُس کی وہ دل ہے جس میں مکیں حق کا راز ہوجائے
چھپائے یار کو آنکھوں میں دل میں بیٹھا ہوں نہ دیکھے کوئی نہ افشائے راز ہوجائے

جمال یار کا بس روبرو رہے خالدؔ
بس اتنی نظرِ کرم محوِ ناز ہوجائے

45

توحید و معارف

وہم مٹ جائے خودی کا تو خدا ملتا ہے
بندہ بندہ نہ رہے گر تو مزا ملتا ہے
یار ہے صورتِ اغیار میں جلوہ آراء
غیریت ہی سے حقیقت کا پتہ ملتا ہے
مست و ہشیار ہوں دیدارِ خدا میں ایسا
غیریت میں بھی حقیقت کا مزا ملتا ہے
بحرِ وحدت میں جو قطرہ کہ فنا ہوتا ہے
نہ نشاں ملتا ہے اُسکا نہ پتہ ملتا ہے
ہے ملاقات کا رستہ ہی نرالا ایسا
آنکھ بند کرتے ہی اللہ سے جا ملتا ہے
جب حجابات نظر سے میری اُٹھ جاتے ہیں
ہر تعین میں مجھے یار میرا ملتا ہے
اپنی ہستی کو جو کردیتا ہے مُولا کے نذر
دنیا ملتی ہے الگ دین جُدا ملتا ہے

ہر گھڑی جبکہ مجھے رہتا ہے جاناں کا خیال
ہر جگہ مجھکو سدا یار میرا ملتا ہے
جس کے دل میں ہے حسد بغض عداوت کینہ
نہ اُسے ملتی ہے دنیا نہ خدا ملتا ہے
رنج و غم درد و الم آہ و بُکا ان کے سوا
غیریت میں تجھے کیا تو ہی بتا ملتا ہے
فکرِ وحدت میں ہمیشہ رہو شاغل خالؔد
یاد رکھو کہ اسی رہ سے خدا ملتا ہے

46

خیالِ غیر میں غیرِ خدا ہے — خدا اپنا بشکلِ مصطفیٰ ہے
ذرا چشمِ بصیرت کو تو وا کر — عیاں ہر اک تعین سے خدا ہے
جِلائے قُم بِاذنی کہکے مُردے — کرشمہ کیا لب، اعجاز کا ہے
محمدؐ باعثِ تخلیقِ عالم — محمدؐ سے خدا ظاہر ہوا ہے
حقیقت میں یہی تخلیقِ حق ہے — ظہورِ ذاتِ حق خیر الورا ہے
خدا جانے شفیعِ دوسرا کا — سمجھ سکتے نہیں ہم رتبہ کیا ہے
بقائے دائمی حاصل ہے اُس کو — جو بندہ اپنی ہستی میں فنا ہے
جدھر میں دیکھتا ہوں تو ہی تو ہے — نظر اپنی حقیقت آشنا ہے
ھوالاول ھوالآخر سے ظاہر — کمالِ ذاتِ ختم الانبیا ہے
تیری نعلین پر چوکھٹ پہ تیری — تصدق جان میری ایماں فدا ہے
اُسی کو ملتی ہے کچھ لذتِ عشق — خودی دیکر خدا سے جو ملا ہے
سنے گوشِ حقیقت سے تو جانے — کلامِ حق کلامِ مصطفیٰ ہے
دلِ مضطر کی ہوتی ہے تسلی — پڑا رہنے دے در پر گر پڑا ہے
یہ تعلیمِ وجودیؒ کا اثر ہے — کہ دل میں عشقِ خیرالانبیا ہے

تمنا دل کی اے خالؔد یہی ہے
مجھے کہدے کہ یہ میرا گدا ہے

47

غفلت حق سے ہوئی تو دنیا ہے — حاضرِ حق ہے تو دین ملتا ہے
نورِ ارض و سما ہے حق کا ظہور — نورِ احمد ہی سب کا جلوہ ہے
دیکھتے کیا ہو حق ہی ہے موجود — وہ نہیں ہے تو پھر کہو کیا ہے
دل میں ہر وقت وہی رہتا ہے — چشمِ حق بیں کو وہ ہی دکھتا ہے
میری آنکھوں میں ہے وہ جلوہ گر — خود ہی وہ میرا رُوئے زیبا ہے
اول آخر ہے باطن و ظاہر — حاضر ناظر تو میرا مولا ہے
مظہرِ جملہ کائینات ہے وہ — مظہرِ کُل ہے سب سے پیدا ہے
جلوہ دکھلا رہا ہے ہر اک میں — دِکھتا بھی اور دیکھتا ہے
اس کو دیکھا کیا ہزاروں میں — چشمِ ظاہر تو میری بینا ہے

یہ وجودیؒ کا ہے کرم خالدؔ
تو جو اپنے کو پیر پاتا ہے

48

جب تو ہی عیاں ذات میں میری ہُوا ہے پھر پوچھتا کیا ہے
جو ہے رُخِ زیبا تیرا چہرہ میرا ہے پھر پوچھتا کیا ہے

عالم میں عیاں تُو ہی ہے اور مجھ میں بھی ہے تُو میں ہوں نہیں ہے تو
جب تیرا ہی خود جلوہ عیاں[1] مجھ میں ہوا ہے پھر پوچھتا کیا ہے

معشوق تو خود میرا ہے میں ہوں تیرا مطلوب' یہ کیسے دو محبوب
میں تجھ پہ فدا ہوں تو تُو خود مجھ پہ فدا ہے پھر پوچھتا کیا ہے

جب دیکھنا چاہا میں خود ہی ذات کو اپنی' احمدی شکل لی
تو دیکھ محمدؐ کو سراپا وہ میرا ہے' پھر پوچھتا کیا ہے

پیدا کیا شکلِ محمدؐ پہ ہر ایک کو تو دیکھ لے سب کو
خود شکلِ محمدؐ میں خدا جلوہ نما ہے پھر پوچھتا کیا ہے

کچھ وصل[2] نہیں ہجر میں عشق میں اسکے' سچ بات ہی سن لے
کب دُور رہے تجھ سے وہ تو خود تجھ میں چھپا ہے پھر پوچھتا کیا ہے

[1] ظاہر [2] دید

جب میں ہی عیاں ذات میں خود تیری ہوا ہوں' اور تجھ میں چھپا ہوں
کیوں ہے تلاش کہ تو خود جلوہ میرا ہے' پھر پوچھتا کیا ہے

میں تجھ میں چھپا ہوں تو ذرا دیکھلے خود کو' معلوم ہو تجھکو
پہچان تو خودنفس کو اپنے کہ تُو کیا ہے' پھر پوچھتا کیا ہے

میں ایک نہیں سارا جہاں شیدا ہے تیرا' پیارے میرے خواجہ
میں کہہ تو دیا دل میرا خود تجھ پہ فدا ہے' پھر پوچھتا کیا ہے

کیا عرض کرے تجھ سے کہ وہ کون ہے کیا ہے' عاصی ہے گدا ہے
کر رحم کہ خالدؔ جو ہے اک بندہ تیرا ہے پھر پوچھتا کیا ہے

49

انسان کی شکل و صورت رَبِّ غفور ہے
آئینۂ خودی میں خدا کا ظہور ہے

غفلت ہے جس سے سب کو' وہ میرا شعور ہے
غافل جہاں ہے جس سے' وہ میرا حضور ہے

میں خود کلیم ہوں میرا دل کوہِ طور ہے
دن رات یار کا مجھے حاصل حُضور ہے

جبرائیل کے بغیر تکلم ہے یار سے
مجھ سے زیادہ مجھ سے وہ، نزدیک و دُور ہے

پوچھو نشان مجھ سے نہ اس بے نشان کا
یعنے پری ہے قاف میں جنت میں حور ہے

ہے اَیْنَمَا میں رویتِ دلدار کا پتہ
پھر بھی نہ دیکھے اس کو تو اپنا قصور ہے

وحدت کی جو شراب پلائی ہے شمسؒ نے
غافل ہوں اپنے آپ سے ایسا سرور ہے

وہ پاک ذات پاک ہے نزدیک و دور سے
اپنی سمجھ کے پھیر میں نزدیک و دُور ہے

گو اسم و رسم و جسم میں خالؔد ہے مبتلا
تحقیقِ حال کیجئے تو وہ نورِ نور ہے

50

خدا کی دید ہی سے زندگانی مجھکو حاصل ہے
سوا اسکے کسی میں بھی نہیں کچھ راحتِ دل ہے

قدم اپنا بڑھا کر عشق میں پیچھے ہٹانا کیوں
ذرا لے کام ہمت سے تو پھر دو گام منزل ہے

دو عالم میں سما سکتا نہیں جو اُسکا کیا کہنا
فقط یہ قلب میرا ہی تیرے رہنے کے قابل ہے

نہیں ملتی کبھی راحت کسی عاشق کو دنیا میں
مصیبت میں گزر کرنا محبت میں تو داخل ہے

دلِ دیوانہ اپنا اسکا مسکن بنگیا جب سے
رہا مجنوں نہ نظروں میں نہ لیلیٰ ہے نہ محمل ہے

کرم اس کا جو ہو خالدؔ مصیبت سر سے ٹل جائے
وگرنہ راہِ اُلفت میں، گزر مشکل سے مشکل ہے

51

حضوری یار کی حاصل ہر آن ہر دم ہے
نہ وصل کی مجھے خواہش نہ ہجر کا غم ہے

یہ ایک ذات میری کائینات میں ضم ہے
ہے عاجز عقل میرا کچھ عجیب عالَم ہے

جمالِ یار ہے پیشِ نظر بتاؤں کیا
ہوں محوِ دید کچھ ایسا کہ سر میرا خَم ہے

نظر میں دل میں میرے ہیں تماشے ہی کچھ اور
کہ جس کے آگے نہ ہستیِ ساغرِ جم ہے

کمالِ عشق ہے معشوق میں فنا ہونا
وگرنہ عاشقِ صادق کی چشم پُر نم ہے

مجھے بھی عشق پہ جو ناز ہو وہ زیبا ہے
غرورِ حُسن کریں جتنا آپ وہ کم ہے

جو فرش پر ہے جمالِ محمدیؐ کا ظہور
تو عرش پر وہی خود ذوالجلالِ آعظم ہے

نہ ہوگی کیوں بھلا ہر ایک کی طلب پوری
کریم تیری صفت تیری ذاتِ اکرم ہے

کہاں ہے کون ہے خالدؔ پتہ نہیں چلتا
سراپا یار ہے اُس کا کچھ اور عالَم ہے

52

میرے دل میں تو، مری آنکھوں میں تُو ہے
جدھر دیکھتا ہوں مرے رُوبرو تُو ہے

سراپا ہوں تیرا سراپا ہوں تیرا
نہیں ہوں نہیں ہوں میں بس تُو ہی تُو ہے

تیری شانِ تخلیقِ خلاقِ عالم
یہ صورت مری تو تیری ہوبہو ہے

یہ جادو نظر کا اثر ہے جو گم ہوں
پتہ میرا ملتا نہیں تُو ہی تُو ہے

نہ سمجھا کسی نے معمہ کو تیرے
تیرا راز ہی فاش اب کوبکو[1] ہے

نہ جانا نہ پایا حقیقت کو تیری
مظاہر جو ہیں وہ حقیقت میں تُو ہے

نہیں ہے میرے دل میں ارماں کس کا
ہے حسرت تیری دل میں اور تُو ہی تُو ہے

[1] ہرجگہ

پرے ہٹ پرے حُور تو دُور ہوجا
جمالِ محمدؐ میرے رُوبرو ہے
تیری یافت[1] ہے دید تیری ہے حاصل
تخیل میں تُو ہے تصور میں تُو ہے
ہوں حیرت زدہ دیکھ کر تیرا جلوہ
تماشہ بھی تو ہے تماشائی تُو ہے
فدا ہو رہا ہوں میں الآن تجھ پر
میں فانی ہوں باقی بس اللہ تُو ہے
وہ شہ رگ سے بھی ہے قریں ساتھ تیرے
بتا پھر تجھے کس کی اب جستجو ہے
کسی سے غرض ہے نہ پروا کسی کی
جو خالدؔ کا حامی مددگار تُو ہے

[1] دُھن وارفتگی

53

اُس کا سارا ہے یہ نظارہ، نہ تم میں کچھ ہے نہ ہم میں کچھ ہے
ہے خود تماشائی خود تماشہ، نہ تم میں کچھ ہے نہ ہم میں کچھ ہے

جو کچھ کہ مقصود ہے سو وہ ہے، جو کچھ کہ موجود ہے سو وہ ہے
وہی ہے مشہود سبکو واللہ، نہ تم میں کچھ ہے نہ ہم میں کچھ ہے

جو شخص وہ ہے تو عکس ہیں سب، جو معنی وہ ہے تو لفظ ہیں سب
نہیں ہے کوئی بھی غیر اُسکا، نہ تم میں کچھ ہے نہ ہم میں کچھ ہے

مٹایا جب غیریت کا نقشہ، وجود باقی رہا اُسی کا
یہ بیخودی میں زباں سے نکلا، نہ تم میں کچھ ہے نہ ہم میں کچھ ہے

کرو خدا سے جو التجا ہے، قبول کرتا وہی دعا ہے
وہی ہے خاؔلد تمہارا خواجہ، نہ تم میں کچھ ہے نہ ہم میں کچھ ہے

54

ہے چہرہ سے ظاہر مرے تیرا نقشہ' جوتو ہے وہ میں ہوں' جومیں ہوں وہ تُو ہے
سراپا میرا خود ہے تیرا سراپا' جوتُو ہے وہ میں ہوں' جومیں ہوں وہ تُو ہے

جو تو شخص ہے میں ہوں خود عکس تیرا' جو میں لفظ ہوں تُو' ہے خود میرا معنے
نہیں فرق کچھ تجھ میں مجھ میں اصلاً جو تُو ہے وہ میں ہوں جومیں ہوں وہ تُو ہے

تو مطلق سے نکلا ہے بنکے مقید' ہے کثرت سے ساری عیاں تیری وحدت
نہیں ہے صفت سے جُدا ذات واللہ' جوتُو ہے وہ میں ہوں جومیں ہوں وہ تُو ہے

شریعت کا ہوتا نہ کچھ حکم جاری' چڑھاتے نہ منصور کو دار پر بھی
بجائے انـــا الـــحـــق اگروہ یہ کہتا' جوتُو ہے وہ میں ہوں جومیں ہوں وہ تُو ہے

اُٹھا میم کا پردہ معراج میں جب' نہ تھا فرق کچھ احد و احمد میں باقی
کہا یہ گلے ملکے حضرت سے اللہ' جوتُو ہے وہ میں ہوں جومیں ہوں وہ تُو ہے

یہ خالؔد گنہگار و مجرم ہے تیرا' گراں بوجھ ہے اسکے سر پرخطا کا
اسے بخش صدقہ تیرے مصطفیٰ کا' جوتُو ہے وہ میں ہوں جومیں ہوں وہ تُو ہے

55

نورِحق جلوۂ خواجہ نظر آیا مجھے
شکلِ احمد میں فقط اللہ نظر آیا مجھے

اپنی صورت مرائتِ عالَم میں دیکھا غور سے
اپنے دلبر کا رُخِ زیبا نظر آیا مجھے

ہستیٔ موہوم میں میری ہے اُسکا ہی وجود
جب مٹی غفلت تو بس اتنا نظر آیا مجھے

جامِ وحدت پی کے میں مدہوش ایسا ہوگیا
جس طرف دیکھا میرا جلوہ نظر آیا مجھے

جب میں سمجھا اَیْــــنَــــمَــــا کے معنی ومفہوم کو
احمد بے میم میں اللہ نظر آیا مجھے

اہلِ ظاہر کے کُتب میں کی جو خالؔد نے تلاش
ہر ورق میں لفظ بے معنی نظر آیا مجھے

56

من[۱] کا منکا[۲] پھیر دے[۳] باہُو   من کا منکا پھیر دے باہُو
لاکھ عبادت کی ہے عبادت   من کا منکا پھیر دے باہُو
چھوڑ دے تسبیح اور مصلےٰ   من کا منکا پھیر دے باہُو
وصل خدا سے ہوتا ہے ہر دم   من کا منکا پھیر دے باہُو
ذکر و شغل و زاہد سے بڑھ کر   من کا منکا پھیر دے باہُو
راز کی بات ہے اس پر عمل کر   من کا منکا پھیر دے باہُو
حق یہ بات ہے سن لے اِس کو   من کا منکا پھیر دے باہُو

وصل خدا کا ہوگا خالؔد
من کا منکا پھیر دے باہُو

۱ دل ۲ موتی (دانہ) ۳ دل سے تسبیح کر

خمسہ

57

میں ہوں کیا جانِ جاں[1] نہیں معلوم　　میں ہوں کیا ایں و آں[2] نہیں معلوم
میں ہوں کیا لامکاں[3] نہیں معلوم　　میں ہوں کیا یہ جہاں نہیں معلوم
میں ہوں کیا اور کہاں نہیں معلوم

واقف و رازدار ہوں اُس کا　　جانتا جو ہوں کہہ نہیں سکتا
کس کی صورت ہوں کس سے ہوں پیدا　　کون ہوں کیا ہوں کس کا ہوں جلوہ
میں ہوں کیا اور کہاں نہیں معلوم

کیا زمیں پر ہوں آسماں پر ہوں　　قبضہ کیا رکھتا لامکاں پر ہوں
متصرف[4] جو کُن فکاں پر ہوں　　چھا گیا کیا میں دو جہاں پر ہوں
میں ہوں کیا اور کہاں نہیں معلوم

مجھ سے پُر نُور کیا ہیں دو عالَم　　جلوۂ ظہور کیا ہیں دو عالَم
ساغرِ نور کیا ہیں دو عالَم　　مجھ سے مخمور کیا ہیں دو عالَم
میں ہوں کیا اور کہاں نہیں معلوم

ساکنِ فرش ہوں کہ ہر دو جہاں　　خود ہی کیا عرش پر ہوں جلوہ کناں
خود ہوں کیا لوح و قلم و حُور و جِناں　　کیا ہوں ظاہر ہر اک سے یا ہوں پنہاں
میں ہوں کیا اور کہاں نہیں معلوم

[1] محبوب حق　[2] مخلوق خدا　[3] ذات حق　[4] با اختیار

احدیت کا تھا میں کیا رازِ تمیم[1] کیا میں وحدت میں ہوگیا تھا مقیم
واحدیت کی کیا تھا میں تفہیم[2] کیا تھا روح و مثال اور جسیم
میں ہوں کیا اور کہاں نہیں معلوم

مجھ سے قائم ہے کیا جہاں کا نظام مجھ سے کیا فیض پاتی دنیا تمام
کیا کرم سے میرے سب کا قیام کیا مرا فضل ہے ہر اک پہ مدام[3]
میں ہوں کیا اور کہاں نہیں معلوم

جام پیتے ہی ہوگیا مدہوش باقی اپنا رہا نہ غیر کا ہوش
بن کے دیوانہ بیخود و خاموش مست ہوں پھر رہا ہوں خانہ بدوش[4]
میں ہوں کیا اور کہاں نہیں معلوم

شکر کرتا ہوں اس ہدایت پر حمد واجب ہے اس عنایت پر
ناز صد ناز اس کی رحمت پر فخر خالدؔ کو ہے شفاعت پر
میں ہوں کیا اور کہاں نہیں معلوم

[1] اصل (حقیقت) [2] تفصیل [3] ہمیشہ (سدا) [4] دربدر

58

"نہیں معلوم"

جامِ وحدت پیا نہیں معلوم
مست و یکتا بنا نہیں معلوم

تیری خاطر خموش ہوں ورنہ
کہتا میں کیا سے کیا نہیں معلوم

خود ہی جبکہ ساجد و مسجود
سجدہ کس نے کیا نہیں معلوم

پوچھتے کیا ہو رازِ حق مجھ سے
کچھ نہیں جانتا نہیں معلوم

دیکھتا کون دِکھ رہا ہے کون
ہوں میں آئینہ سا نہیں معلوم

شبِ معراج اک معمہ ہے
کون کس سے مِلا نہیں معلوم

جب فنا ہوگئی خودی اپنی
کون باقی رہا نہیں معلوم

بندہ بندہ ہے اور رب ہے رب
کیا ظہور و خِفا نہیں معلوم

کون خلوت سے آیا جلوت میں
کون کس میں چُھپا نہیں معلوم

کر نہ غفلت تو اُس سے دُور نہیں
نَحْنُ اَقْرَبُ کہا نہیں معلوم

آگ ہے جب دھواں سے جان گئے
حق ہے جلوہ نما نہیں معلوم

جو کہ دونوں جہاں کے خواجہ ہیں
میں ہوں اُن کا گدا نہیں معلوم

ہے اثر اُن کے چشمِ میگوں کا
میں خودی کھودیا نہیں معلوم

لاج رکھنا میری خدا کے لئے
بندہ ہوں آپ کا نہیں معلوم

وہ جو چاہے کرے وہ قادر ہے اُس کا یہ مرتبہ نہیں معلوم

کر نفی اپنی حق کو رکھ باقی یہ فنا یہ بقا نہیں معلوم

شخص ہی منعکس ہے غور سے دیکھ دل ہے اک آئینہ نہیں معلوم

جو تھا پردے میں پردہ ور ہو کر سامنے آ گیا نہیں معلوم

ہو گیا جب ظہور شدت سے پردہ خود بن گیا نہیں معلوم

دیکھ وحدت ہے برزخِ کبریٰ قلب مرکز بنا نہیں معلوم

خیر و شر مرتبہ ظہور کا ہے ہے حقیقت جُدا نہیں معلوم

امتیازِ جہان سے ہٹ کر حق کو میں پالیا نہیں معلوم

سب کو مشہود جب خدا ہی ہے حق ہی ہے برملا نہیں معلوم

میں تو ہر وقت غرقِ ہستی ہوں کفر کیا دین کیا نہیں معلوم

میں قلندر ہوں سب سے ہوں آزاد یہ اَدا اور قضا نہیں معلوم

جب حقیقت کا انکشاف ہوا بندہ بندہ رہا نہیں معلوم

یا وجودیؒ جو میرا نعرہ ہے اُس سے حق مل گیا نہیں معلوم

میرے بیکس نواز خواجہ نے مجھ کو سب کچھ دیا نہیں معلوم

جب سے صدقہ ملا وجودیؒ کا فَقر کو پا لیا نہیں معلوم

فضلِ حق ہوگیا جو خالؔد پر

کون تھا کیا ہوا نہیں معلوم

(59)

عینیت[1] حق سے ثابت کر کے غیریت[2] اپنی مٹاؤ نارے[3]
دوئی کو اپنے دل سے مٹا کر ایک ہی ایک ہوجاؤ نارے
حجابِ غفلت اُٹھا کے ہر دم حق کو دیکھتے جاؤ نارے
انـــی انـــا اللہ کا نعرہ لگا کر اُس میں خود کھو جاؤ نارے
اپنی خودی میں حق کو پا کر مست خود ہی ہوجاؤ نارے

ہے یہ شریعت عبد کو عبدؔ میں رب کو تم بس رب میں دیکھو
حق کو تم گر دیکھنا چاہو عبد کے عینِ[4] رب میں دیکھو
وصلِ خدا ہوجائیگا تمکو الا اللہ کے ضرب میں دیکھو
چشمِ حقیقت کھول کے اپنی رب کا تماشہ[5] رب میں دیکھو
دیکھتے دیکھتے حق کا جلوہ اس میں فنا ہوجاؤ نارے

[1] نسبت الی حق (روح) [2] نسبت ماسویٰ حق (نفس) [3] نفی کر [4] حقیقت عبد [5] جلوہ

گنجِ خفی[1] میں حق تھا پنہاں احدیت[2] کا راز یہی ہے
صورتِ احمدؐ میں جب آیا وحدت[3] کا بس راز یہی ہے
اجمال سے جب تفصیل میں آیا واحدیت[4] کا راز یہی ہے
ارواح و مثال و اجسام بنے سب کثرت[5] کا بس راز یہی ہے
ہے یہ تنزولاتِ ستہ، اسکو سمجھ جاؤ نارے

جز ذاتِ خدا کے کوئی نہیں تھا کون ہوا ظاہر ذرا سمجھو
علم ہوا جب اِسکا اُسکو کُن کہا کس کو کون تھا سمجھو
بن کے محمدؐ نورِ مجسم عرش و لوح و قلم بنا سمجھو
خالدؔ مجھکو سمجھنا جو ہے پیرِ وجودیؒ سے جا سمجھو
دیکھ سکے ہر جا اپنا جلوہ، مست خود ہی ہوجاؤ نارے

1 چھپاہواخزانہ 2 شانِ تنزیہ (تعین ذات) 3 مرتبہ تشبیہ (تعین صفات بالقوہ)
4 مرتبہ تشبیہ (تعین صفات بالفعل) 5 مرتبہ خارجیہ (عالم شہادت)

60

یہ جذبۂ کیفِ محبت ہے مدہوش جو ہم ہوجائیں
پھر جلووں میں اس کے گم ہو کر بیہوش جو ہم ہوجاتے ہیں

اُس یار کو پا کر اپنے میں ہم ہوش و حواس ہی کھو بیٹھے
اس یار سے بیخود ہو کر ہم آغوش جو ہم ہوجاتے ہیں

جب دید کی حسرت بڑھتی ہے حیرانی سی طاری رہتی ہے
اُس وقت سراپا دید ہو کر خاموش جو ہم ہوجاتے ہیں

سالک کی طرح سے کر کے کسب ہم رازِ حقیقت پا ہی لئے
پھر ذات میں ضم ہوجاتے ہیں روپوش جو ہم ہوجاتے ہیں

دل اُس کا فدائی ہے خالؔد جان اُس پہ ہماری ہے قرباں
آنکھوں میں ہماری رہتے ہیں باہوش جو ہم ہوجاتے ہیں

61

ہم دل کی زباں سے جب اپنی انکو جو پکارا کرتے ہیں
وہ سامنے خود آجاتے ہیں اُنکا ہی نظارہ کرتے ہیں

یہ دل ہی کیا ہے جان ہی کیا یہ دین ہی کیا ایمان ہی کیا
ہر اک تصدق کرتے ہیں وہ جبکہ اشارا کرتے ہیں

عالم ہے جلوہ گاہ اُن کا وہ جلوہ گرِ عالم خود ہیں
ہر ایک تجلی پر اُنکی کونین کو وارا کرتے ہیں

گو لاکھ برائی کیوں نہ کریں اور حد سے فزوں تر عصیاں ہوں
وہ رحمتِ عالم کیا کہنا ہر اک کو سنوارا کرتے ہیں

جو وجہ نجاتِ عالم ہیں جو باعثِ خلقِ عوالم ہیں
نعلینِ مبارک پر اُنکی ہم خود کو اُتارا کرتے ہیں

اُف بھی تو زباں سے کرتے نہیں خالدؔ پہ مصائب لاکھ پڑیں
ہم آپ کی خاطر دنیا کا ہر درد گوارا کرتے ہیں

متفرق اشعار

جُھکی جس وقت گردن بہرِ تسلیم و رضا میری
نمازیں ہوگئیں سب ایک سجدے میں ادا میری

وہ یار جب سے بن گیا دمساز دیکھنا — وہ خود ہی مرا ہوگیا ہمراز دیکھنا
عشقِ بتاں میں جان کی بازی لگا کے بھی — مٹ مٹ کے باقی رہ گیا جانباز دیکھنا
ہوش و حواس میرے اُڑا کر چلاگیا — کیا ناز تھا کیا اسکے تھے انداز دیکھنا

جو تھا راز فاش وہ ہوگیا جو چھپا ہوا تھا حجاب میں
کہا کُن تو ہوگئی کائنات تیرے شان جل وجلال ہے

مزا جب تھا کہ در ہوتا تیرا میری جبیں ہوتی
تصدق تیرے پر سے یہ میری جانِ حزیں ہوتی
نہ یہ کون و مکاں ہوتے نہ سارا جہاں ہوتا
میری صورت میں پیدا گر تیری صورت نہیں ہوتی
بہر صورت کسی حالت میں مجھکو چین نہ ملتا
سکونِ قلب گر ہوتا تو یہ بے چینی نہیں ہوتی

عارف کی ہتیلی میں دنیا اک تِل کے برابر ہوتی
قلب ہوتا ہے اُسکا عرشِ بریں کعبہ سے بھی بڑھکر ہوتا ہے

تعلیماتِ خالد وجودیؒ

کلامِ عرفانی (مثنوی خالدؒ)

(معرفت و حقیقت ۔ فنائے صفات و ذات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1

مثنوی خالدؔ وجودیؒ

(اناء مطلقہ)

نُور ہوں نُور ہوں سراپا نُور — ساری یہ کائنات میرا ظہور
دیکھ ہر سُو کہ ہے تجلی میری — ذرہ ذرہ سے عیاں ہوں خود ہی
ہے حقیقت میں سب میں میری ذات — یہ نمودِ جہاں بشکلِ صفات
احدیت[1] ہوں میں اُسکی وحدت[2] ہوں — واحدیت[3] ہوں جملہ کثرت[4] ہوں
میں ہی اول ہوں اور آخر ہوں — میں ہی باطن ہوں اور ظاہر ہوں
نُورِ ارض و سما کا ہوں مظہر — ہوں سراپا محیط ہر شئے پر
صاحبِ عرشؔ ساکنِ دو جہاں — میں ہی ہوں انس و جاں و کون و مکاں
ہوں بِلا فصل و وصل ہر اک میں — شانِ تقئید[5] ذاتِ مطلق[6] میں
جُز میرے دو جہاں میں کوئی نہیں — لا مکاں و مکاں میں میں ہوں مکین
غیریت عینیت نہیں مجھ میں — میں ہی ثابت ہوں ایک اک شئے میں
ہر طرف جلوہ گر ہے نُور میرا — دیکھ مجھ کو میں بن گیا کیا کیا
مظہرِ جملہ کائنات ہوں میں — ذاتِ حق مرکزِ صفات ہوں میں
نفی و اثبات میں خدا ہوں میں — **لَا** و **اِلَّا** کی بس بِنا ہوں میں
ہوں نہاں سب میں جا بجا ہوں میں — ظاہرہ سب میں برملا ہوں میں

۱ ذات ۲ صفات بالقوہ ۳ صفات بالفعل ۴ آثار (مخلوق) ۵ تعین ۶ لاتعین

میں ہوں ہر اک میں ظاہرہ دیکھو — جلوہ ہر اک میں ہے میرا دیکھو
جملہ اسماء ہیں خود میرے اسماء — ہے میرا نام اسم ہر شئے کا
ہوں بصارت میں اور بصیرت میں — چشمِ ظاہر میں چشمِ حیرت میں
چشمِ باطن سے دیکھ میں ہوں کیا — سب میں موجود اور سب میں جُدا
گنجِ مخفی[1] میں تھا میں پوشیدہ — میں ہی موجود تھا پسِ پردہ
احدیت پہلا مرتبہ میرا — اور وحدت ہے برزخِ[2] کُبریٰ
واحدیت ہوئی میری تفصیل — کثرتِ شئے ظہور کی ہے دلیل
جملہ ارواح کی روحِ اقدس ہوں — سب مثالوں میں ہوں مقدس ہوں
جملہ اجسام کیا ہیں میرا ظہور — سب سراپا ہیں میرے میرا نُور
جب کروگے نفیٔ غیریت — ثابت ہوگی میری ہی عینیت
غور سے تم میری یہ بات سنو — کفر دو یہ ہیں ان کو تم سمجھو
منکرِ لا الہ الا اللہ — اور محمدؐ الرسول اللہ
سمجھو دیکھو تو مجھ کو تم پاؤ — چار جو شرک ہیں یہی ہیں وہ
جز میرے ہو نہ کوئی بھی معبود — کوئی میرے سوا نہ ہو مقصود
دیکھو ہر گز نہ غیر کو مشہود — پاؤ ہر گز نہ اور کو موجود
کفر دوٗ چار شرک کو چھوڑو — مجھ کو پاؤگے سب سے منہ موڑو
میری ہستی ہی کا ہے سب یہ ظہور — میرا ہی جلوہ ہے قریب اور دُور
نُور ہے عرش و فرش پر میرا — وہی دیکھے گا جو کہ ہے بینا

[1] چھپا ہوا خزانہ [2] حقیقتِ محمدیؐ

بندہ صورت ہوں حق نما ہوں میں
کیوں کہ اک عہدِ مصطفیٰ ہوں میں
سات پردوں میں گو چُھپا ہوں میں
ہر تعین[۱] سے رُونما ہوں میں
جب کہا **لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـــہ**
ہوگئے سب کے سب فنا فی اللہ
ہر تقید سے میں منزہ[۲] ہوں
ہر تعین سے میں مبرہ[۳] ہوں
لا مکاں و مکاں زمیں و زماں
سب ہیں جلوہ میرا بے شبہ و گماں
ذات خود میری بے مثالی ہے
شان سب سے میری نرالی ہے
کرتا میں ہوں مگر ہیں سب کے نام
میرے ہی ہاتھ میں ہیں سب کے کام
کُنہہِ[۴] ذات پا نہیں سکتا
کوئی مجھ کو بتا نہیں سکتا
میری بے پردگی، ہوئی پردہ
پردہ ہے، شدتِ ظہور میرا
میں زمین پر ہوں، آسمان پر ہوں
دیکھ مجھ کو، کہاں کہاں پر ہوں
سن لے کلمہ کی ہے یہ تِرکوٹی[۵]
پہلے تُو غیریت کی کردے نفی
دوسرے عینیت کو رکھ باقی
معرفت ہوگی ذات کی پوری
ذات کو ذات میں رکھو شامل
معرفت ہوگی ذات کی حاصل
شان ہے واحدِ حقیقی کی
آ کے کثرت میں بھی رہے باقی
خاک ایک، اُسکی صورتیں ہیں ہزار
آب واحد ہے، موجیں ہیں بے شمار
لا تعین تو بس وہی کہلائے
ہر تعین میں جو کہ پایا جائے
ذات میری ہے **لَا شَـــرِیکَ لَـــہٗ**
پھر کہاں کا کوئی شریک اور تُو
ہوا مجھ میں تو انقلاب نہیں
میں ہی ہر انقلاب میں ہوں مکین
شانِ ہستی کو تم فقط میری
پاؤ حُسنِ ظہور میں ساری

[۱] شئے [۲] آزاد [۳] بری [۴] حقیقتِ [۵] تین شرائط

پھر تو پاؤ گے تم مجھے سب میں ہر تعین میں عبد میں رب میں
میٹ کر سب تمیزیں تم اپنی محو ہوجاؤ یافت میں میری
خود ہوں میں ہی جمیل عینِ جمال نہیں عالَم میں میری کوئی مثال
بے نیازی میں ہے نیاز میرا خاکساری غرور کا جلوہ
سب کی معبود ذات ہے میری سب کا مقصود ذات ہے میری
سب کو مشہود ذات ہے میری سب میں موجود ذات ہے میری
میری ہی ذات کے ہیں سارے صفات سب میں ساری ہے اک میری ہی ذات
میں منزہ ہوں سب سے، سب کچھ ہوں میں مبرا ہوں سب سے سب کچھ ہوں
نُورِ انوارِ رُوح آعظم ہوں سر اِسرارِ جانِ عالَم ہوں
میں ہی ہوں آب و باد و آتش و خاک میں ہی ہوں نُورِ ارض و ہفت افلاک
میں ہی ہوں علم و عالِم و معلوم میں ہی ہوں لفظ و معنی و مفہوم
نُور میرا ہی شَش جہات میں ہے جلوہ میرا ہی کائنات میں ہے
نُورِ انوارِ سرِ خلوت ہوں میں ہی بے صورتی کی صورت ہوں
کفر و اسلام کا ہوں، میں بانی حرم و دَیر کا ہوں، میں جانی
پردۂ غیریت، خودی ہے تیری میٹ اس کو خدا رہے باقی
ہوگیا ہے ظہور، میرا حجاب میری ہستی نہاں ہے زیرِ نقاب
تُو اُٹھا کہ حجابِ غفلت کو میری ہستی کی یافت میں ہو محو
ہیں قِدم سے حدوث کے جلوے سب مظاہر ہیں دم قدم سے میرے
میں جو ظاہر نہ ہوتا، کچھ بھی نہ تھا سب جو ظاہر ہُوا تو، مجھ سے ہُوا
ذات کی میری معرفت ہوگی پھر تو مجھ سے یگانگت ہوگی

میں ہی ہوں مست، رِندِ مشرب ہوں
زاہد عابد ہوں، عارف اقرب ہوں

اَیۡـــنَـــمَـــا ہے اشارۂ رُویت
دیکھو ہر شئے ہے، خود میری صورت

بے شعوری میری، شعور میرا
جامِ وحدت میں سُرور میرا

نقطۂ کون و مکاں کا ہوں میں ہی
جس کی تفصیل کائنات ہوئی

میری ہی ہے انانیت سب کی
پھر رہا میں بتا کہاں باقی

بندہ پن میں ہے، میں پنا میرا
اللہ پن جامہ، میری ہستی کا

بندہ پن میں، عبودیت ہے میری
اللہ پن میں، ربوبیت ہے میری

بندگی میری کر، عبادت ہے
مجھ پہ مِٹ جا، یہی ریاضت ہے

جب منازل فقر کے ہوں گے طے
اپنے میں پائے گا تُو ہر اک شئے

ہو فنا مجھ میں، تا رہے باقی
ہو خدا تُو، جو میٹے اپنی خودی

سب میں ہوں اور جوں کا توں ہوں میں
کیا بتاؤں نہیں ہوں اور ہوں میں

سب یہ نقش و نگارِ کون و مکاں
کُن کے کہتے ہی ہوگئے ہیں عیاں

میں جو اپنے کو دیکھنا چاہا
شکلِ احمد میں ہوگیا پیدا

لے لیا میم کا جو مُنھ پہ نقاب
سب کی نظروں پہ پڑ گیا ہے نقاب

راز پنہاں ہے میمِ احمد میں
ایک سرِ ہے نہاں محمدؐ میں

ذات خود میری ذاتِ احمد ہے
شان ہے میری جو محمدؐ ہے

ذاتِ مطلق کا میں ہی مظہر ہوں
نُورِ احمد ہوں سب سے اطہر ہوں

گنجِ مخفی ہوں ذاتِ احمد ہوں
نُورِ انوار ہوں محمدؐ ہوں

بندہ صورت ہوں حق نما ہوں میں
عبد و معبودِ مصطفےٰ ہوں میں

شانِ لولاک شان ہے میری
ذاتِ مطلق الآن ہے میری

نُورِ احمد سے ہے دو کون[1] بنے
اب تو سمجھو ظہور کو میرے

گنجِ مخفی سے جب کیا میں ظہور
نُورِ احمد کا بن گیا میں نُور

وہی سمجھے گا اِس معمہ کو
جس کے سینہ میں نُورِ ایماں ہو

ہوا ظاہر میں خاطرِ محبوب
دونوں عالَم میں سب ہوئے مرغوب

شکلِ آدم میں جب ہوا پیدا
سب مَلک نے مجھے کیا سجدہ

دیکھے آدم میں جب کہ میرا وجود
ہوگئے سب فرشتے سر بہ سجود

حکم سے میرے کرکے سرتابی
بنا ابلیس لعنتی خود ہی

میں ہی رہرو و راہ و رہبر ہوں
خضرِ منزل ہوں اور سکندر ہوں

میں ہی ہوں رزق و رازق و مرزوق
میں ہی خالق ہوں میں ہی ہوں مخلوق

دیکھو ناسُوت[2] میں چھپا ہوں میں
سمجھو ملکوتی[3] مرتبہ ہوں میں

پاؤ جبروت[4] میں مجھے بس تم
اور لاہوت[5] میں رہو بس گُم

میں ہی منظور، میں ہی ناظر ہوں
میں ہی مجبور میں ہی قاصر ہوں

میں ہی مامور،[6] میں ہی آمر[7] ہوں
میں ہی معذور، میں ہی قادر ہوں

میں ہی مملوک، میں ہی مالک ہوں
میں ہی **حَی،القیوم ھالک** ہوں

میں ہی یوسف ہوں، میں زلیخا ہوں
میں ہی خود، کوہِ طُور و موسیٰ ہوں

میں ہی لیلیٰ ہوں، میں ہی ہوں مجنوں
میں ہی معشوق، میں ہی ہوں مفتوں

میں ہی وامق ہوں، میں ہی عذرا ہوں
آپ اپنے پہ خود ہی شیدا ہوں

عشقِ شیریں میں جان کھویا میں
بن کے فرہاد، سر کو پھوڑا میں

[1] جہاں [2] عالمِ شہادت (دنیا) [3] عالمِ مثال [4] مرتبہ واحدیت [5] مرتبہ وحدت
[6] مکلّف [7] حاکم

آپ اپنے پہ، خود فدا ہوں میں
اپنا معشوق خود، بنا ہوں میں

سب کی معبود ذات ہے میری
سب کی مقصود ذات ہے میری

سب کی مشہود ذات ہے میری
سب میں موجود ذات ہے میری

میری ہی ذات کے ہیں سارے صفات
سب میں موجود ہے میری ہی ذات

ہے میرا ہی ظہور[1] تشبیہہ[2] میں
میں منزہ[3] ہوں سب سے تنزیہہ[4] میں

جب ظہور و بطون میں ہوں میں ہی
پھر کہاں کی دوئی رہی باقی

ظاہرہ ہوں شریعۃً بندہ
باطناً ہوں حقیقتاً مُولا

پوچھتے کیا ہو میرا نام و نشان
کون ہوں کیا ہوں اور ہوں میں کہاں

یہ تو صدقہ ہے سب وجودی کا
خالدِ عاصی پہ ہے جو فضلِ خدا

[1] ظاہر (Manifestation) [2] صورت [3] آزاد [4] بے صورتی

(2)

سچ اگر پوچھو عیاں سب میں ہے جلوہ میرا
ہر تعین[1] سے نمایاں ہے تماشہ میرا

روشنی دَیر میں کعبہ میں اُجالا میرا
کفر پر حکم[2] تو اسلام پہ قبضہ[3] میرا

دُور خود رہتا ہے تو غیر سمجھ کر خود کو
اشکارا تیری ہستی میں ہے جلوہ میرا

جان کر غیر تو مجبور بنا ہے ورنہ
تو ہے مختار جو ہے تیرا ارادہ میرا

مــــن رآنـــــی[4] میں نظر دیدۂ باطن سے کر
میمِ احمد کے معمہ میں ہے معنیٰ میرا

ہے وہی ذات ہر اک شان پہ کچھ ایسی محیط
وہ ہی وہ باقی ہے کچھ بھی نہیں تیرا میرا

غور سے دیکھ نہیں کوئی ہے جز میرے عیاں
جلوہ ظاہر ہے ہر اک میں پسِ پردہ میرا

دونوں عالم میں میں جو چاہوں کروں قادر ہوں
یدِ[5] قدرت میں ہیں سب، سب پہ قبضہ میرا

مثلِ منصور سرِ دار[6] چڑھے گا وہ بھی
ہے سزا اسکی کرے راز جو افشا[7] میرا

اپنی قسمت سے گلہ کرتا ہے کیوں اے ناداں
تیری تقدیر جو ہے وہ تو ہے منشا میرا

ہجرِ خواجہ میں سب آرام گیا چین گیا
حال کیا پوچھتے ہو خالدِ خستہ میرا

[1] شئے (بندہ) [2] حکم منع (حرام) [3] اختیار (Authority) [4] (حدیث) جس نے مجھے دیکھا (حق کو دیکھا) [5] دستِ قدرت [6] سولی پر [7] عام (ظاہر)

3

ذرہ ذرہ میں نور ہے میرا — ہر تعین ظہور ہے میرا
وہی ہر ایک میں نمایاں ہے — گر نہ دیکھوں قصور ہے میرا
مئے بے کیف[1] سے ہوں متوالا — میرا نشہ شعور[2] ہے میرا
لا مکاں[3] و مکاں[4] میں رہتا ہوں — جلوہ نزدیک و دُور ہے میرا
آپ اپنے سے غافل و ہشیار — غیب میرا حضور ہے میرا
بے نیازی[5] نیاز مندی[6] میری — خاکساری غرور[7] ہے میرا
راز دارِ معارفِ حق[8] ہوں — بے خودی خود شعور ہے میرا

ڈر نہ خالدؔ وفورِ[9] عصیاں سے
میرا اللہ غفور ہے میرا

[1] توحید [2] ہوش (Concious) [3] فنا(اطلاق) [4] بقا (تقیید) [5] اثباتِ حق
[6] نفی تقیید [7] بلندی(عروج) [8] علوم(علم لدنی) [9] کثرتِ

(4)

جہاں کے ذرہ ذرہ میں ہوا پیدا[1] جمال اپنا
نہیں باقی رہے ہم دیکھئے تو یہ کمال اپنا

حقیقت میں ہیں ہم غرقِ حقیقت جب ہی تو چُپ ہیں
بیاں میں آ نہیں سکتا کہیں کیا جو ہے حال اپنا

ظہورِ کائناتِ لَمْ یَزَلْ ہی ہے ظہور اپنا
اسی باعث سمجھ میں کچھ نہیں آتا مآل[2] اپنا

اسی کے ناز[3] میں ہر وقت رہتا ہے نیاز[4] اپنا
جمالِ یار میں پوشیدہ رہتا ہے جلال[5] اپنا

تخیل اُسکا آتے ہی اُسے پاتا ہوں اپنے میں
حقیقت میں وہی رہتا ہے جو کچھ ہے خیال اپنا

تم اپنی ہستی میں خالؔد کو اپنے غرق رہنے دو
تم ہی پر مر مٹا ہے آپ ہی بن کر سوال اپنا

۱ ظاہر (نمایاں) ۲ ٹھکانہ (مکان) ۳ عشق ۴ بندگی ۵ خشیہ (ادب)

5

جلوہ گاہِ عالم تھا حسنِ لا مکاں اپنا
خود[1] ہی بے نشاں نکلا جو کہ تھا نشاں اپنا
آ کے اُن کی محفل میں اُن کو کیا سے کیا پایا
دیکھ کر ہوئی حیرت تھا یقیں گماں اپنا
جا کے میکدہ[2] میں ہم نقشہ ہی عجب دیکھے
بن گیا تھا ساقی[3] ہر رندِ مئے کشاں اپنا
عشق میں تیرے اے بُت[4] بن گئے ہیں ہم کافر[5]
کیا غرض ہے ایماں سے دین ہے کہاں اپنا
ہو گئے ہیں ہم خوگر[6] ستمِ یار سہہ سہہ کر
ہو کے کیا بگاڑے گا دشمن آسماں اپنا
حُسن کی یہ زیبائش عشق کی یہ نیرنگی[7]
ہم کو کب رکھی باقی وہ رہا کہاں اپنا
اُن کے دَر کے سجدوں سے خالدؔ یہ ہوا حاصل
بن گیا وہیں کعبہ سر جھکا جہاں اپنا

۱؎ حقیقت میں ۲؎ حلقۂ عارفاں (شرابِ وحدت) ۳؎ محبوب ۴؎ محبّ (حبیب)
۵؎ بے خود (دیوانے)

(6)

نفی کے ساتھ اپنی مٹ گیا وہم وگماں اپنا
مٹا بھی تو مٹا کس شان سے نام و نشاں اپنا

پرے تھا آسماں سے ہٹ کے پھر اک آسماں اپنا
بھلا کیوں برق گرتی اور جلتا آشیاں اپنا

عجب ہے عبدیت اپنی کہ پہنچی عرشِ اعظم پر
مکاں کی قید اُٹھتے ہی بنا ہے لامکاں اپنا

تصدق میں کسی کے ہو گئے ہیں کیا سے کیا اب ہم
سمجھ میں آئے گا کیوں کر یہ حال[1] اپنا بیاں[2] اپنا

پلک جھپکی نہ تھی دیکھا صدائے جرس[3] آ پہنچی
چمک کر جا گرا منزل پہ خود ہی کارواں اپنا

مٹے ہم عشق میں اُس کے کچھ ایسی بے نیازی[4] سے
رہا حُسنِ ازل[5] بن کر خود ہی نازِ بتاں[6] اپنا

[1] کیفیتِ باطن [2] طریق ظاہر [3] مژدۂ فضل [4] بےلوث [5] عشقِ حقیقت [6] عشق مجازی

کسی کا دردِ اُلفت راز بن کر رہ گیا دل میں
کوئی جانے گا کیوں کر سوزِ غم دردِ نہاں اپنا

زمانہ وہ بھی تھا ہر دم کیا کرتے تھے ذکر اُن کا
مگر رہتا ہے اُن کے نام اب وردِ زباں اپنا

فقط اک طور پر اپنی تجلی کچھ نہیں موقوف
دو عالَم میں رہا ہے نُور خود جلوہ کُناں اپنا

سمجھ میں آگئی اپنے حقیقت اس کی جب خالدؔ
نہیں کچھ بھی رہا حاصل میں اب سود و زیاں[1] اپنا

[1] نفع ونقصان

7

مکینِ ہر مکاں ہو کر مقیمِ لامکاں ہیں ہم
پتہ ملتا بھی ہے اپنا مگر پھر بھی بے نشاں ہیں ہم

بہارِ حُسن کی رنگینیوں کا گلستاں [1] ہیں ہم
تیری شانِ وجودی [2] کا تو اظہار و بیاں [3] ہیں ہم

عجب انداز ہے اپنا نہیں ہیں یا کہ سب کچھ ہیں
مبرہ سب سے ہیں یا سارے عالم سے عیاں ہیں ہم

ہر اک کے ہم ہیں مظہر یا کہ پنہاں [4] ہیں دو عالَم میں
نمایاں سب سے ہیں یا سب کا اک رازِ نہاں ہیں ہم

سمجھ میں آ نہیں سکتی کچھ ایسی اپنی ہستی ہے
تجلی ریز ہو کر بھی حجابِ [5] دو جہاں ہیں ہم

[1] تماشہ گاہ [2] وجودِ حقیقی [3] علامت و نشان [4] پسِ پردہ [5] پردہ

کمالِ عشق ہے اپنا کہ ہے معشوق خلوت[1] میں
عوالم کی نگاہوں میں تو عاشق کا نشاں ہیں ہم

نہ ہم کچھ تھے نہ ہم کچھ ہیں نہ آگے چل کے کچھ ہوں گے
نہ ہونے سے ہمارے جو رہا وہ ہی تو ہاں ہیں ہم

کبھی خلوت میں پوشیدہ کبھی جلوت[2] میں ہیں پیدا
خود ہی ہیں رازِ سر بستہ[3] خود ہی جلوہ گُناں[4] ہیں ہم

کسی کی زُلفِ پیچیدہ[5] میں پھنس کر رہ گئے حیراں
وگرنہ رُوئے انور[6] کی تو شرح و داستاں[7] ہیں ہم

سراپا آپ کا بن کر رہیں گے ایک دن دیکھو
کہ ہیں مصروف اس میں آپ جب ہیں پھر کہاں ہیں ہم

بھلا ہم سے کسی کا راز افشا[8] ہو تو کیوں کر ہو
نہ پوچھو راز خالدؔ سے کہ اُن کے رازداں ہیں ہم

۱ کثرت ۲ پنہاں (چھپا ہوا) ۳ عیاں (ظاہر) ۴ گیسو دوتا (عشق) ۵ رویت حق
۶ تشریح و بیاں ۷ بیاں (Disclose)

8

نہ پوچھو مجھے کون ہوں اور کیا ہوں   میں عینِ خدا[1] ہوں کہ بندہ نما[2] ہوں
سراپا[3] بنا ہوں کسی کا سراپا   میں اپنے ہی کو آپ بھولا ہوا ہوں
جدھر دیکھتا ہوں اُسے پا رہا ہوں   اُسی کا ہوں جلوہ اُسی پر فدا ہوں
تعین[4] میں رہ کر بھی آزاد ہوں میں   تقید کہاں کا مُنزّہ[5] بنا ہوں
میں شانِ جلالی میں ہوں خود منزہ   میں حُسنِ جمالی میں ظاہر ہوا ہوں
کثافت[6] میں ہیں سب لطافت[7] کے جلوے   جسے دیکھتا ہوں اُسے پا رہا ہوں
میرا غیر کوئی نہیں دو جہاں میں   میں عینِ دو عالَم ہوں سبکی بِنا ہوں
ہے میرا ہی جلوہ ازل سے ابد تک   میں ہر ایک کی ابتداء و انتہا ہوں
ہوں مسجودِ عالَم وجودِ عوالم   ملائک سے سجدے میں لیتا رہا ہوں
میں رازِ قِدم ہوں میں ہوں گنجِ مخفی   میں بزمِ حوادث[8] میں جلوہ نما ہوں
مجھے چشمِ ظاہر نہیں دیکھ سکتی   ذرا چشمِ باطن سے دیکھو کہ کیا ہوں
ہوں میں راز اور رازدارِ عوالم   ذرا غور سے دیکھ سرِ خدا ہوں
انا الحق کا معنی سراسر یہی ہے   انا العبدِ کہتے ہوئے حق نما ہوں

میں خالدؔ نہیں ہوں میں خالدؔ نہیں ہوں
وجودیؒ پیا ہوں وجودیؒ پیا ہوں

۱ مظہرِ حق ۲ عبدِ محض ۳ ہو بہ ہو ۴ قیدِ بشریت ۵ آزاد ۶ معدیت ۷ یا نورانی
۸ عالمِ شہادت (دنیا)

⑨

اک رازِ نہفتہ[1] میں ہو کر پھر بھی ہوں نمایاں عالَم میں
دیکھیں یا نہ دیکھیں مجھ کو کوئی پر میں ہوں درخشاں[2] عالَم میں

تصویر سراپا درد کی ہوں مجھ سے ہے قیامِ دردِ دُروں[3]
وہ درد ہے پیدا دل میں میرے جو درد ہے پنہاں عالَم میں

وہ زلفِ سیاہ بر دوش[4] لئے اور سحر بہ داماں[5] کیا کہنا
وہ حُسنِ ازل وہ نُورِ مُبیں[6] رہتا ہے خراماں[7] عالَم میں

حیران رہی یہ عقل و خرد لیکن نہ کبھی پہچان سکی
گو بن کے رہا اک عبدِ محض عالَم کا نگہباں عالَم میں

اس شانِ تغافل سے ہٹ کر خالدؔ کی ذرا لو اپنے خبر
دیوانہ وہ بن کر پھرتا ہے با زلفِ پریشاں عالَم میں

۱۔ چھپا ہوا راز ۲۔ روشن ۳۔ دردِ دل ۴۔ شانوں پر (کندھوں پر)
۵۔ پُرکشش حسن و جمال ۶۔ رسولِ مقبولؐ ۷۔ بہ شان و وجاہت

(10)

ادائے بے نیازی کی تو شرح و داستاں ہوں میں
نیازِ عاشقی میں بھی تو نازِ مہہ و شاں[1] ہوں میں

نزولِ ارض ہو کر بھی عروجِ آسماں ہوں میں
مکینِ ہر مکاں ہوکر مقیمِ لامکان ہوں میں

نہ پوچھو حالِ دل میرا بیاں میں آ نہیں سکتا
کسی کے درد و سوزِ عشق کا رازِ نہاں ہوں میں

خودی میں رہ کے بھی بے خود رہا کرتا ہوں ہر لحظہ
تعین کر نہیں سکتا مقید ایسی شان ہوں میں

کسی کا آئینہ بن کر ہوا ہوں اس قدر حیراں
سمجھ سکتا نہیں کہ عکس[2] ہوں یا شخص[3] ہاں ہوں میں

میرا یہ جسمِ ناسوتی مؤثر کس طرح کرتا
جو ذراتِ عوالم کی خود ہی روحِ رواں ہوں میں

ثباتِ[4] ہر دو عالم کا ثبوت مجھ سے ہی ملتا ہے
نمائش گاہِ عالم بن کے خود ہی بے نشاں ہوں میں

نہ پوچھو تم کہ کس کی صورتِ بے صورتی ہوں میں
نہاں ہوکر دو عالم میں عیاں راچہ بیاں[5] ہوں میں

گزرتی ہے کوئی کیا جانے خالد زندگی کیوں کر
کہ دنیا میں ہوں لیکن غرقِ تنزیہہ[5] بے گماں ہوں میں

[1] اعلیٰ وارفع [2] بندہ [3] مولا [4] قیام [4] صاف Clear [5] فنائے ذات (مکین احدیت)

(11)

لاتعین[1] ہوں اصلِ ذات ہوں میں
ہر تقید ہوں سب صفات[4] ہوں میں

ذاتِ یکتا[2] وجودِ واحد[3] ہے
دو جہاں جملہ موجودات[5] ہوں میں

کار فرما حقیقتِ کُل ہوں
مظہرِ جملہ ظہورات ہوں میں

حکم چلتا ہے ہر اک پر میرا
سب پہ قبضہ[6] ہے محکمات[7] ہوں میں

کون ہوں کیا ہوں کہاں ہوں کیا ہوں
ضم ہوں جس میں اسی کی ذات ہوں میں

لا سے ہر اک کی ہوگئی ہے نفی
اِ لّا سے اللہ کا اثبات ہوں میں

میں تو خالدؔ ہوں قلندر تیرا
پھر منزّہ[8] ہو کے تیری ذات ہوں میں

[1] مرتبہ وحدت مطلقہ [2] مرتبہ احدیت (تعینِ ذاتی) [3] مرتبہ وحدت (تعینِ صفاتی بالقوہ)
[4] مرتبہ واحدیت [5] مرتبہ خارجی (عالم شہادت) [6] تصرف (اختیار) [7] قادر
[8] آزاد ہر قید سے

12

میں خود ہوں پردہ در اپنا' میں خود پردہ میں حاضر ہوں
میں خود پنہاں ہوں ہر شئے میں' میں خود ہر شئے سے ظاہر ہوں
میری ہی ذات کے ہیں سارے' جلوے دونوں عالَم میں
میں خود مُظہر ہوں سب کا' میں ہی خود جملہ مظاہر ہوں
خود ہی میں گنجِ مخفی ہوں' خود ہی میں نورِ مطلق ہوں
خود ہی ہوں ابتدا سبکی' خود ہی میں سبکا آخر ہوں
بہ ظاہر گو بشر ہوں میں' مگر باطن میں مُولا ہوں
خدائی مجھ میں پنہاں ہے' میں باطن ہوں میں ظاہر ہوں
خود ہی قید و مقید ہوں' خود ہی اطلاق و مطلق ہوں
میں خود مجبور و قاصر ہوں' میں خود منصور و ناصر ہوں
میرے ہی حکم سے چلتا ہے' جملہ کام عالَم کا
میں کاروبارِ عالَم کا' کار فرما اور ناظر ہوں
شریعت ہوں طریقت ہوں' حقیقتِ معرفت میں ہوں
شریعت میں ہوں بندہ' معرفت میں حیی و قادر ہوں
میں وہ شمسِ حقیقت ہوں' جو روشن ہے دو عالَم میں
میری ہی روشنی ہر شئے میں ہے وہ نورِ ظاہر ہوں
گو خالدؔ نام ہے میرا' مگر بندہ کا بندہ ہوں
محمدؐ مُصطفیٰ کے فضل سے' میں سب میں دائر[1] ہوں

[1] نافذ (جاری)

13

نورِ انوارِ قِدم[1] خاک کا پُتلہ میں ہوں
شانِ شایاں میری مسجودِ[2] فرشتہ میں ہوں
سب سے افضل بھی ہوں اوراشرف و اعلیٰ میں ہوں
ساری مخلوق میں نائب جو خدا کا میں ہوں
رازِ سربستہ[3] ہوں اور فاش[4] ہوں دو عالم میں
سب میں مخفی بھی ہوں ہر ایک سے پیدا میں ہوں
میں ہوں الآن ظہورات کے اول آخر
سب کا باطن بھی ہوں اور سب کا ظہورا میں ہوں
جب میں ساکت رہوں، ہوں گنجِ خفیٰ کااک راز
جب میں گویا ہوا حق بات کا ڈنکا میں ہوں
میں نہ ہوتا تو نہ ہوتا یہ شہودِ دوجہاں
شان ہستی میری اور حُسن کا جلوہ میں ہوں
وہ معمہ ہوں کہ آزاد معموں سے ہوں سب
کر کے اظہار دو عالَم پسِ پردہ میں ہوں
کفر پر حکم تو اسلام پر قبضہ میرا
روشنی دَیر کی کعبہ کا اُجالا میں ہوں

[1] نورِالٰہی [2] فرشتوں سے سجدہ لیتا [3] چھپاہوا [4] صاف کھلا

دیکھتا کیوں ہے مجھے دیکھ میری ہستی[1] کو
جو کہ بے نقشہ تھا اُس یار کا نقشہ میں ہوں
دید میں غرق ہوں حیرانِ تجلی ہوکر
ہر تماشائی کا دیکھا کہ تماشہ میں ہوں
کس طرح ہو سکے اظہارِ حقیقت میری
کون ہوں کیا ہوں کہاں ہوں کہو کیا کیا میں ہوں
ذاتِ حق نورِ خدا کے ہیں سراپا حضرت
اس سراپائے محمدؐ کا سراپا میں ہوں
ناز جتنا بھی کروں اُس پہ تو زیبا ہے مجھے
ناز بردار ہے وہ ناز کنندہ میں ہوں
فضل کر رحم کر اور نظرِ کرم کر مجھ پر
بدترین سب سے تیرا بندۂ ادنیٰ میں ہوں
لا و اِلّا کی بنا ہے یہ وجودِ مطلق
ذاتِ خالد ہے وجودیؒ میرا خواجہ میں ہوں

[1] حقیقت

(14)

کون ہوں کس پر فدا' کس کی ادا ہوں کیا کہوں
کیا تھا میں اور کیا سے کیا' اب ہوگیا ہوں کیا کہوں
نُور ہوں پُر نُور ہوں' بندہ نما ہوں کیا کہوں
جلوۂ حق یا خدا کا آئینہ ہوں کیا کہوں
جلوۂ ذاتِ خدا ہوں یا ظہورِ کبریا
یا سراپا ذاتِ مطلق کبریا ہوں کیا کہوں
ربِّ اِرنی[1] کی تھی جو آواز کوہِ طور پر
اور پھر خود لَنْ تَرانی[2] کی صدا ہوں کیا کہوں
اُن کی صورت دیکھ کر بھولا ہوں اپنے آپ کو
جب کہ خود اُن کا سراپا بن گیا ہوں کیا کہوں
دیکھ کر میں آپ کو اپنے سے باہر ہوگیا
چشمِ میگوں کے اثر سے جھومتا ہوں کیا کہوں
چشمِ ظاہر کی تو بس حدِّ نظر مخلوق ہے
چشمِ حق بیں سے خدا کو دیکھتا ہوں کیا کہوں
جامِ وحدت پیتے ہی کثرت نظر سے ہٹ گئی
حق کو حق سے حق ہی میں' دیکھتا ہوں کیا کہوں

[1] اے رب مجھے نظر آ جا (موسیٰؑ) [2] تم مجھے دیکھ نہیں سکتے (اللہ تعالیٰ)

آپ کی خاطر مجھے منظور ہے سب درد و غم
آپ کے صدقے ہی میں جب جی رہا ہوں کیا کہوں

آپ ہیں مختار میرے آپ سے وابستہ ہوں
آپ جو چاہیں کریں میں آپ کا ہوں کیا کہوں

بندۂ ادنیٰ ہوں تیرا کیا بتاؤں کیا کہوں
لاج رکھنا تیرے در کا اک گدا ہوں کیا کہوں

غیر جب کوئی نہیں اُسکا تو اِسکا ذکر کیا
حق ہی حق تھا عینِ حق خالدؔ بنا ہوں کیا کہوں

15

روئے پاک شمس الدیں پیا ہوں   بشر کی شکل میں ذاتِ خدا ہوں
نہیں ہوں غیر بلکہ عینِ شئے ہوں   میں خود ہی جملہ اشیاء بن گیا ہوں
میں خود ہی ظاہر و باطن ہوں سب کا   میں سب کی ابتداء و انتہا ہوں
میری صورت ہے خود صورت خدا کی   حقیقت میں خدا ہوں میں خدا ہوں
جو چاہا دیکھنا میں خود ہی خود کو   محمد مصطفیٰ صلِ علیٰ ہوں
صفت منفک[1] نہیں ہے ذات سے جب   بتا پھر میں خدا سے کب جُدا ہوں
میری تھی ذات مسجودِ ملائک   سمجھ اب تو کہ میں کس شان کا ہوں
وہ ہے جو شخص[2] میں ہوں عکس[3] اُس کا   نہیں ہوں غیر میں عینِ خدا ہوں
ہے ہستی ایک میری اور حق کی   پھر اب کیا پوچھتے ہو میں کے کیا ہوں
کیا حق اپنی خود صورت پہ پیدا   گو ہوں میں عبد لیکن کبریا ہوں
نہیں عنیت اور غیریت کچھ   میں خود ہر شئے سے ثابت ہوگیا ہوں
میں خود ہوں ذاتِ حق ذاتِ محمدؐ   میں خود عرشِ اعلیٰ ارض و سماں ہوں
میری ہی ذات کے ہیں سارے جلوے   دو عالم میں نہاں ظاہر ہوا ہوں
شریعت میں جو دیکھو ہوں میں بندہ   حقیقت میں جو دیکھو میں خدا ہوں

۱ جُدا (الگ) ۲ حق تعالیٰ ۳ سایہ **(Reflection)**

نہیں ہوں کچھ بھی میں کیا پوچھتے ہو
کہاں ہوں کون ہوں میں اور کیا ہوں

منزّہ[1] ہوں مُبرا[2] ہوں ہر اک سے
میں ذاتِ پاک احمد مصطفیٰ ہوں

فنا میں ہوگیا ہوں اس میں اتنا
وہی ہے میں نہیں باقی رہا ہوں

میری ہی ذات ہے عالم میں پنہاں
ہر اک شئے میں بھی خود جلوہ نما ہوں

جدھر دیکھا اُدھر آیا نظر خود
میں خود کون و مکاں کا آئینہ ہوں

پتہ ملتا نہیں خود میرا مجھ کو
کہوں کیا میں کچھ ایسا کھو گیا ہوں

میں ہی منصور تھا کہہ کر **انا الحق**
خودی سے خود ہی سولی چڑھ گیا ہوں

میں ہی عاشق ہوں خود اور میں ہی معشوق
ہے مجھ میں عشق، مجھ پر میں ہی فدا ہوں

ہوں میں بلبل و گُل و گلشن
خزاں بھی ہوں بہارِ جانفزا ہوں

ملائک نے کیا تھا مجھ کو سجدہ
میری شان وہ ہے میں خود جانتا ہوں

ہے کیا وصل[3] اور کس کی ہے فرقت[4]
میں خود ہی آپ اپنے پر فدا ہوں

کہیں ہوں بادشاہِ ہفت اقلیم[5]
کہیں کاسہ لئے در در گدا[6] ہوں

فنا ہو کر ہمیشہ ذاتِ حق میں
بقا کے ساتھ احمد مصطفیٰ ہوں

ہوں خواجہ غوث احمد اور واللہ
وجودیؒ بن کے خالدؔ میں چُھپا ہوں

[1] آزاد [2] بری [3] ملاقات [4] جُدائی (دُوری) [5] ساتھ ریاستوں کا [6] بھیکاری (فقیر)

(16)

پیدا ہے مجھ میں جب تُو' موجود میں نہیں ہوں
اے یار تُو ہی تُو ہے' مشہود میں نہیں ہوں

عاشق ہیں دونوں عالَم' ہر ہر ادا پہ میرے
مقصود اور کچھ ہے' مقصود میں نہیں ہوں

میں خود ہوں گنجِ مخفی' میں خود ہوں نُورِ احمد
ہے سب وجودِ مطلق' موجود میں نہیں ہوں

مشہود ذات اُس کی' معبود ذات اُس کی
موجود ذات اُس کی' موجود میں نہیں ہوں

خالدؔ میں عینِ حق ہوں' بیزار غیرِ حق سے
مردُود غیر ہوگا' مردُود میں نہیں ہوں

17

میں وہم ہوں گمان ہوں میں علم ہوں یقین ہوں
اثبات ونفی ہوں میں، میں ہے ہوں میں نہیں ہوں

گر دُور مجھ کو سمجھو ہوں دُور تم سے ہر دم
سمجھو قریب گر تم، شہہ رگ سے بھی قریں ہوں

آئینہ ہاتھ میں ہے، آئینہ میں ہے خود تُو
دل میرے ہاتھ میں ہے، خود میں ہی دلنشیں ہوں

مُظہر ہوں خود میں سب کا، سب میرے ہیں مظاہر
ہوں کائینات خود میں، ہر اک میں خود مکیں ہوں

قادر ہوں اور خالق، ہالک[1] ہوں اور مالک
جاں بُرد[2] ہوں میں سب کا، خود جاں آفریں[3] ہوں

جلوہ ہے میرا سب میں، ہر سُو ہوں جلوہ گر میں
میں عرش و لوح و کرسی، میں آسماں زمیں ہوں

جس کی تلاش خالدؔ مدت سے کر رہا ہوں
معلوم ہوگیا اب میں خود وہ نازنیں[4] ہوں

[1] موت دینے والا [2] مارنے والا (ہالک) [3] زندگی دینے والا (خالق) [4] محبوب

(18)

جو سمجھ لے گا مجھے اس کے لئے موجود ہوں
جو نہ جانے مجھ کو اسکے واسطے مفقود[1] ہوں

میں وہ عابد ہوں کہ ہر جہتِ عبادت سے میں ہوں دُور
عرش پر ہوں کعبہ میں ہوں سب کا میں معبود ہوں

شانِ تشبیہات[2] میں آ کر مبرہ سب سے ہوں
ہر تعین[3] سے منزہ[4] ہو کے بھی موجود ہوں

کور[5] چشموں کو نظر آئے گی کیوں ہستی[6] میری
چشمِ بینا کو تو ہر دم ہر جگہ مشہود ہوں

ہر تخیل میں ہوں میں، ہر مقصدِ دل ایک ہے
ہر تصور میں ہوں میں، ہر ایک کا مقصود ہوں

اک زمانہ وہ تھا سجدے کرتے رہتے تھے اُسے
اب زمانہ ایسا آیا ہے کہ خود مسجود ہوں

میری یہ موجودگی خالدؔ ظہور اُس کا ہی ہے
وصل کے ساتھ مجھ میں وہ ہیں، اُن میں میں موجود ہوں

[1] غائب [2] صورت وشکل [3] قید [4] آزاد [5] اندھی (نابینا)

(19)

سراپا نورِ احمد مصطفیٰ صلِّ علیٰ ہوں میں
ظہورِ نُورِ مطلق ہوں تو محبوبِ خدا ہوں میں

جو دیکھو مجھ کو تو اربع[1] عناصر سے بنا ہوں میں
مگر ہوں جلوۂ وحدت ظہورِ مصطفیٰ ہوں میں

شریعت میں جو دیکھو مجھ کو تو بندہ بنا ہوں میں
حقیقت کی نظر سے دیکھو تو عینِ خدا ہوں میں

ہوں خود ہی اول و آخرؔ ہوں خود ہی غائب و حاضر
ہوں پنہاں ہر تعین میں' ہر اک میں ظاہرہ ہوں میں

خودی جب کھودیا ظاہر ہوئی مجھ میں خدائی سب
بنا جب آئینہ حق کا' تو ذاتِ مصطفیٰ ہوں میں

خود ہی ہوں عشق خود معشوق ہوں اور خود ہی ہوں عاشق
کہاں کا وصل کیسا ہجر خود ہی پر خود فدا ہوں میں

جو اللہ شخص ہے میں عکس ہوں میں لفظ وہ معنےٰ
بتادے مجھ کو اے زاہد خدا سے کب جُدا ہوں میں

میری ہی ذات کے ہیں سارے جلوے دونوں عالَم میں
میں خود ہوں عینیت سب کی خود ہی سب سے جُدا ہوں میں

میری ہستی پہ کر تو غور مجھ کو دیکھتا کیا ہے
بصورت لفظ ہوں باطن میں معنوں سے بھرا ہوں میں

[1] چار (4)

میں ہی فاعل ہوں میں ہی خیر و شر ہوں جملہ عالم کا
میں ہی قادر ہوں ہر اک کا عیانِ[1] ثابتہ ہوں میں

میری ہی ہے تجلی ہر جگہ تم غور سے دیکھو
خود ہی ہر شئے میں ظاہر ہوں خود ہی ذاتِ خدا ہوں میں

جو دیکھے چشمِ باطن کی نظر سے ہو عیاں زاہد
بظاہر ہوں میں بندہ' باطناً عینِ خدا ہوں میں

میری ہی ذات ہے پنہاں و ظاہر ذرے ذرے میں
نہیں ہے غیریت ہر شئے میں خود ثابت ہوا ہوں میں

میں ہی منصور تھا سرِ دار تھا راز افشا کنندہ تھا
خود ہی کہہ کر انا الحق' آپ سولی چڑھ گیا ہوں میں

زلیخا میں میں ہی تھا اور حُسنِ یوسف میں عیاں میں تھا
خود ہی دامن پکڑ کر آپ شرمندہ بنا ہوں میں

خود ہی بُلبُل ہوں خود گُل ہوں خود ہی باغ وخزاں ہوں میں
خود ہی صیاد و گلچیں[2] ہوں بہارِ جانفزا ہوں میں

خود ہی لیلیٰ ہوں خود شیریں ہوں' خود مجنوں ہوں خود فرہاد
ہوں خود معشوق اپنا آپ دیوانہ بنا ہوں میں

مُنزّہ ہوں مبرہ ہوں تعین سے تقید سے
تحدد سے الگ ہوں میں تحصر سے جُدا ہوں میں

میں خود اللہ محمدؐ غوث ہوں شمسِ حقیقت ہوں
وجودی خود ہی ہوں اور خود ہی خالد بن گیا ہوں میں

[1] حقائق اشیاء (معلومات الٰہی) [2] مالی (باغ باں)

(20)

بر زمیں ہوں نہ آسماں ہوں میں
کون ہوں کیا ہوں اور کہاں ہوں میں

ظاہرہ تو بشر ہوں عالم میں
باطناً جانِ دو جہاں ہوں میں

ھو الاول ہوں اور ھو الآخر
دونوں عالم کے درمیاں ہوں میں

زاہدا قرب و وصل کیا جانے
وہ ہے مجھ میں نہاں عیاں ہوں میں

گُل و بُلبُل ہوں باغ میں میں ہی
بادِ[1] سر سر ہوں گلستاں ہوں میں

کیا مرا رتبہ پوچھتے ہو تم
مالک الملک لامکاں ہوں میں

کیوں میرا پوچھتے ہو نام و نشاں
رندِ[2] بے نام و بے نشاں ہوں میں

ناصحا تو نہ کر نصیحت اب
دم لبوں پہ ہے نیمِ جاں ہوں میں

اے نکیریں مجھ سے مت بحثو
بندۂ خواجۂ خواجگاں ہوں میں

رحم کر رحم کر خدا کے لئے
خالدِ خستہ تیری جاں ہوں میں

[1] ہوا چلنا [2] شرابی (شراب توحید و معرفت)

21

اپنی ہستی کے سوا، بندہ خدا کچھ بھی نہیں
قیدواطلاق عبث اَنْــــتَ اَنـــا کچھ بھی نہیں

نُور ہی نُور ہے جب صورت اعیان[1] سے عیاں
دیکھ سب حق ہی ہے اور اُسکے سوا کچھ بھی نہیں

نُورِ مولا کے تجلّی سے حقیقت یہ کھلی
دونوں عالم میں محمدؐ کے سوا کچھ بھی نہیں

قُــم بِــاذْنــی[2] میں ہے آقا[3] کے حیاتِ جاوید
لبِ اعجازِ مسیحا میں رہا کچھ بھی نہیں

چشمِ مخمور[4] تیرے دیکھ کے جھوما ایسا
شیخ جی کے رہے اب ہوش بجا کچھ بھی نہیں

جام کچھ ایسا پلایا میرے ساقی نے مجھے
باقی اب مجھ میں رہے حرص و ہوا کچھ بھی نہیں

میں رہوں تجھ میں فنا تو رہے باقی مجھ میں
تیرے خالدؔ کی دعا اس کے سوا کچھ بھی نہیں

[1] حقیقتِ اشیاء [2] میرے حکم سے زندہ ہوجاؤ [3] محمدؐ [4] نشیلی آنکھیں

22

بہ صورتِ سایہ ہوں میں جُدا ' تُو اور نہیں میں اور نہیں
ہے ایک ہی جلوہ تیرا میرا' تُو اور نہیں میں اور نہیں

ظاہر میں ہوا ہوں گو بندہ' باطن میں ہوں میں مولا بخدا
میں تیرا سراپا تُو میرا' تُو اور نہیں میں اور نہیں

معراج کی شب جب پردہ اُٹھا' احمد میں احد میں فرق نہ تھا
خود حق نے محمدؐ سے یہ کہا' تُو اور نہیں میں اور نہیں

پانی ہی سے قطرہ و بحر بنا کچھ فرق نہیں لیکن اصلاً
پھر فرق ہے مجھ میں تجھ میں کیا' تُو اور نہیں میں اور نہیں

میں نُور سے سب کو پیدا کیا' بندوں کی بھی صورت میں ہی بنا
ہر شئے میں بھی ظاہر میں ہی ہوا' تُو اور نہیں میں اور نہیں

میں ذرہ ہوں تو ہے شمس پیا' میں لفظ ہوں تو ہے معنیٰ میرا
ہے ایک ہی دونوں کا نقشہ' تُو اور نہیں میں اور نہیں

گو خالدؔ ہے ادنیٰ بندہ' تیرا اسم وجودیؔ امراللہ
کر رحم تو اس پر خواجہ پیا' تُو اور نہیں میں اور نہیں

(23)

میں اپنی ہی خودی میں پا رہا ہوں اپنی ہستی کو
کوئی کیا خاک سمجھے گا مرے اندازِ مستی کو

مشبہ بن کے عالم میں ہر اک سے ہوگیا ظاہر
منزّہ سب سے ہوں کیا کوئی جانے میری ہستی کو

ہو تم ہی تم مقیم اس میں نہیں اغیار اب کوئی
بنایا جب سے تم نے اپنا مسکن دل کی بستی کو

یہ میری عاجزی مجھ کو بنادی ارفع و اعلیٰ
بلندی پر رسائی ہوگئی ہے میری پستی کو

میں خالدؔ چشمِ ساقی ہی سے چپکے جام پیتا ہوں
سمجھ سکتا نہیں کوئی بھی میری مئے پرستی کو

24

کمالِ عشق حاصل ہے تمہارے حسنِ یکتا کو
ہوئی زینت تجلی سے تمہاری عرشِ اعلیٰ کو
تمہارا ہی سراپا اک ظہورِ حق تعالیٰ ہے
بنایا سجدہ گاہ سب کا تمہارے رُوئے زیبا کو
میرے مولا عطا فرما تصدق اپنی رحمت کا
رہے حاصل تمہاری دید ہر دم چشمِ بینا کو
تمہاری ذاتِ اقدس منبعِ فیضِ دو عالم ہے
نہ ہو پھر سرفرازی کیوں تمہارے نام لیوا کو
تخیل میں کسی کے وہمِ عالم سے پرے رہ کر
ہر اک شئے میں ہمیشہ دیکھتا ہوں شانِ والا کو
تمہاری چشمِ مستِ ناز سے جو پینے والے ہیں
وہ لے کر کیا کریں گے اِس جہاں کے جام و مینا کو
جب اُن کی جستجو میں خود سراپا بن گیا اُن کا
تو خالؔد پا رہا ہوں میں خود اپنے ہی میں خواجہ کو

25

سب سے مبرہ سب سے منزہ ذات ہے میری ذات ہے میری
سب سے ارفع سب سے اعلیٰ ذات ہے میری ذات ہے میری

سب کے اول سب کے آخر' سب کی باطن سب کی ظاہر
سب میں موجود وجودِ یکتا' ذات ہے میری ذات ہے میری

سب کی معدن سب کی منبع' سب کی مرجع برزخِ کبریٰ
سب کی مظہر مرکز سب کا' ذات ہے میری ذات ہے میری

سب میں قائم سب میں دائم' سب سے خارج سب میں داخل
سب میں پنہاں سب سے پیدا' ذات ہے میری ذات ہے میری

سب میں سما کر سب میں آ کر' سب سے ہٹ کر سب میں رہ کر
کوئی نہیں ہے ما سوا میرا' ذات ہے میری ذات ہے میری

میں ہی میں ہوں جو کچھ بھی ہوں' تو بھی میں ہوں وہ بھی میں ہوں
میرے سوا کوئی نہیں میرا' ذات ہے میری ذات ہے میری

خالدؔ میں عاشق ہوں جس کا' وہ ہی خود معشوق ہے میرا
اپنے آپ پہ ہو کے شیدا' ذات ہے میری ذات ہے میری

26

جانِ انوار تھے ہم چوں و چرا[1] سے پہلے
گنجِ اسرار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے
کفر سے شرک سے اسلام سے اور ایمان سے
دست بردار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے
نہ ھُوَ ہم نہ اَنَا ہم تھے نہ اَنْتَ ھم تھے
اصلِ تکرار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے
تھا کبھی لطفِ بہار اور نہ اندوہِ[2] خزاں
بے گل و خار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے
شادیٔ وصل تھی ہم کو نہ غمِ ہجراں تھا
یارِ بے یار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے
مئے نہ مئے خانہ صراحی نہ پیالہ ساقی
ایسے میخوار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے
ناز و انداز و ادا ہم میں، نہ حُسن اور قبح
کیا طرحدار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے
تھا نہ اطلاق و تقید نہ وجوب و امکاں
ہاں نہیں یار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے

[1] تخلیقِ عوالم [2] اندیشہ

طلب و طالب و مطلوب کی تفریق نہ تھی
یار ہی یار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے

ہم ہی شاہد ہم ہی مشہود و شہادت ہم تھے
نفسِ دیدار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے

نہ ظہور اور بطون تھا نہ مشہود اور غیاب
یوں نمودار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے

فتنۂ حُسن نہ تھا عشق کی تاثیر نہ تھی
بے سروکار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے

لَا و اِلّا نہ وجود اور عدم تھا خالد
بارِ[1] بے بار تھے ہم چوں و چرا سے پہلے

[1] ذمہ

متفرق اشعار

کرشمہ دیکھ کر ہر اک کثافت و لطافت کا
ہوا ہوں محوِ حیرت دیکھ کر یہ نقشہ وحدت کا

مسیحا بھی یہ کہتے ہیں علاج اِس کا نہیں ممکن
نتیجہ خوب نکلا ہے مریضِ دردِ اُلفت کا

گناہوں کی سیاہی اور یہ ظلمت کیا بگاڑے گی
ہے کافی دین و دنیا میں سہارا چشمِ رحمت کا

تعلیماتِ خالدؔ وجودیؒ

غزلیاتِ عرفانی

(فناوبقا۔انسانِ کامل وکمالِ عبدیت)

1

کردیا بس اک اشارہ ہی میں دل اور جان فدا
زہد و تقویٰ نذرِ جاناں ہوگیا ایمان فدا
لذتِ دردِ دلِ ناشاد کا کیا پوچھنا
ہورہے ہیں سینکڑوں اس پر سے اب درمان[1] فدا
نا امیدی کا نہیں ہے دل کو میرے کچھ بھی غم
اک نظر پر کردیا ہوں اپنے سب ارمان فدا
جلوہ گاہِ مرکزِ ہستی[2] میں جلوے گم ہوئے
ہوگئے قربان عوالم اس پہ ایں و آں[3] فدا
دیکھ کر اُسکی تجلی ریزیاں ہر ایک میں
کیوں نہ ہوجائیں گے میرے دیدۂ حیران فدا
کیف اُسکا بیخودی اُسکی ہے مستی اُسکی ہے
کردیا حق پر جو اپنا عالمِ امکان فدا
اک زلیخا ہی تھی عاشق یوسفِ کنعان پر
آپ پر سے ہیں ہزاروں یوسفِ کنعان فدا
اپنے اس ادنیٰ سگِ در[4] کی خدارا لاج رکھ
آپ پر خالد ہے ہر دم خواجۂ دوراں فدا

[1] علاج [2] محمد رسول اللہؐ [3] مخلوق، ممکنات [4] کُتا یا خادم

(2)

سرِ کون و مکان جلال تیرا — جلوہ گاہِ جہاں جمال تیرا
بے خیالی میری خیال تیرا — میری معراج ہے وصال تیرا
شانِ تنزیہ[1] تیری تشبیہ[2] — وہ عروج اور یہ زوال تیرا
کردیا سب سے مجھکو مستغنی — مجھ پہ طاری ہوا جو حال تیرا
پارہا ہوں ہر اک میں اپنے کو — ہوگیا جب سے پائمال[3] تیرا
میری صورت پہ کچھ نہیں موقوف — دو جہاں پَرتوئے جمال تیرا
میں جو ہوں تو ہے ایں و آں سب کچھ — میں نہیں ہوں جو ہے کمال تیرا
تجھ سے واقف جو ہوگیا تو پھر — پیدا ہوتا نہیں سوال تیرا
یہ ظہورِ و خِفا بطون اور غیب — دیکھو سارا ہے یہ مآل[4] تیرا
بچنا مشکل ہے حسن کی زد سے — بچھ گیا ہر طرف ہے جال تیرا
نور اور نار ہیں عمل سے پیدا — وہ خوشی تیری یہ ملال تیرا
میری بیگانگی فراق تیرا — میری وابستگی وصال تیرا
مجھ میں کچھ بھی نہیں سوا تیرے — جان میری ہے یہ تو مال تیرا
یافت[5] ہے تیری دید ہے تیری — ہے تصور تیرا خیال تیرا

1 احدیت (مرتبہ ذات) 2 واحدیت (مرتبہ صفات) 3 فنا 4 انجام 5 دھن

بن گیا ہوں ازل ہی سے بندہ　　دیکھ کر حُسنِ خوشخصال تیرا
سرخرو بن گیا دو عالم میں　　ہوگیا جو کہ پائمال تیرا
ہر زمانہ میں جلوہ گر ہے تو　　کردیا ظاہر اس کو قال تیرا
ہٹ گیا جب میں فہم سے اپنے　　حال میرا بنا ہے حال تیرا
حُسن کے واسطے ضروری تھا　　کیا ظلمت عیاں یہ خال[1] تیرا
شبِ دیجور[2] کو کیا پُر نور　　بدرِ کامل ہے یہ کمال تیرا
عاصی بندہ پہ اتنا فضل و کرم　　یہ تو احسان ہے ذوالجلال تیرا

تجھکو خالؔد کوئی سمجھ نہ سکا
ہے کچھ ایسا عجیب حال تیرا

[1] تِل (Mole)　[2] اندھیری

3

تجھے دیکھ لیا ہر پردے میں اے پردہ نشیں پردہ کیسا
جب دیکھتا دکھتا ایک ہی ہے پھر دیکھنا کیا دکھنا کیسا

نقاشِ[1] ازل ہر نقش بن ہر نقش میں نقشہ اُسکا بنا
تو دیکھے گا بن دیکھے کے بے نقشہ کا نقشہ کیسا

اُس یار کو اپنے میں رکھ کر بیکار تجسس کرتا ہے
جب تک نہ فہم مٹے اپنا' اُس یار کو پائیگا کیسا

موسیٰ نے کہا **رَبِّ اِذْنِیْ** ، میں رب سے رب کو دیکھ لیا
ہر جا پہ ہے جلوہ گر جب وہ' پھر طُور ہی پہ جلوہ کیسا

معراج میں حضرت کو لے چلا ہمراہ جب اپنے وہ مُولا
جب عرشِ بریں پہ جا ٹھیرا' وہ کون ہوا کیا تھا کیسا

کونین نگاہِ وحدت ہو' نورِ محمدؐ ہر اک میں
خالؔد تو سمجھ لے راز اِسکا' ہے نور تیرا کس کا کیسا

[1] حق تعالیٰ

4

گو عاصی پُر خطا بندہ ہوں مُولا
عفو کر مجھ کو میں تیرا ہوں مُولا

بُرا ہوں سب سے بدتر ہوں کہوں کیا
فضل کر تیرا کہلاتا ہوں مُولا

سراپا معصیت میں مبتلا ہوں
میں محتاجِ کرم تیرا ہوں مُولا

بھروسے پر تیرے عصیاں کیا ہوں
مجھے تو بخش دے تیرا ہوں مُولا

مٹادے تو گناہوں کو مٹادے
یہ عرضِ مُدعا کرتا ہوں مُولا

یہ حالِ زارِ خستہ خوار پر تو
کرم کردے یہی کہتا ہوں مُولا

تیری رحمت سے مایوسی نہیں ہے
اِسی امید پہ زندہ ہوں مُولا

بھروسہ تیرا میری زندگی ہے
تیرے بندہ کا اک بندہ ہوں مُولا

فدائی میں ازل ہی سے ہوں تیرا
میری رکھ لاج میں تیرا ہوں مُولا

نظر میں کوئی جچتا ہی نہیں ہے
تیرے محبوب پر شیدا ہوں مُولا

تیری چشمِ کرم کا ہے اشارہ
بگڑ کر بھی جو بنجاتا ہوں مُولا

میری عزت وجودیؒ پیر رکھنا
سگِ در خالدِ ادنیٰ ہوں مُولا

حبیبِ کبریا کا ہوں میں عاشق
جمالِ حُسن میں یکتا ہوں مُولا

بھروسہ تیرا میری زندگی ہے
تیرا خادم جو کہلاتا ہوں مُولا

تیرے در کی گدائی پر ہوں نازاں
شہنشاہی سے لا پروا ہوں مُولا

وجودیؒ پیر کا فضل و کرم ہے
میں خاؔل اپنے کو پاتا ہوں مُولا

5

طالبِ دیدار ہوں میں آپ کی سرکار کا
صدقہ کچھ دلوادو مجھکو آپ کے دربار کا

ایک مدت سے درِاقدس پہ حاضر ہے غلام
اب مداوا[1] کیجئے کچھ اس کے حالِ زار کا

کچھ عجب سحر آفریں تقویٰ شکن[2] ارشاد تھے
حال کیوں کر ہو بیاں مجھ سے وہ بزمِ یار کا

دیکھ کر اُن کو خود ہی سجدے میں یہ سر جھک گیا
کیا بتاؤں کیا اثر تھا مستِ چشمِ یار کا

راز جو کچھ دل میں میرے تھا وہ ظاہر ہوگیا
اُس کا منشا ہی سمجھ میں آگیا اظہار کا

مرتبہ اللہ کے محبوب کا جانے گا کون
خود خدا جانے تو جانے مرتبہ دلدار[3] کا

تم مسیحا ہو اُسے دیکھو تو ہوجائے شفا
حال نازک ہے بہت اب خالدِ بیمار کا

[1] [2] توڑنے والا [3] محبوب

6

تماشہ دیدنی[1] ہے حال اب بیتابئ دل کا
پتہ چلتا نہیں کوئی سُکونِ دل کی منزل کا

عجب حالت ہے اُسکی جو کہ غرقِ بحرِ وحدت ہیں
سمجھ میں حال کیا آئے گا اُس انسانِ[2] کامل کا

میں جس منزل سے بھی گزرا اُسی کی دید حاصل تھی
منازل طئے کیا لیکن نہ دیکھا حال منزل کا

سگِ در کو پڑا رہنے دے اپنے در پہ ہی خواجہ
نہیں ہے جز تیرے در کے ٹھکانہ اس کی منزل کا

تڑپ کر جان دیدینا بہت آساں ہے فرقت میں
تڑپتے رہتے زندہ رہنا ہے یہ کام مشکل کا

تمہارے عشق میں دیوانہ ہوجانا کمال ہی کیا
رہے جو با خبر تم سے تو یہ رتبہ ہے کامل کا

سخاوت شان ہے اُنکی کرم کرنا تو عادت ہے
سوالِ مدعا جو رَد نہیں کرتے ہیں سائل کا

تیرے خالدؔ کی تیرے عشق میں اس طرح گزری
کبھی تھا مطمئن وہ اور کبھی تھا حال بسمل[3] کا

[1] دیکھنے کے لائق [2] قطب الاقطاب [3] مقتول

(7)

وہ اک جامِ وحدت پلانا کسی کا
مجھے مست و بیخود بنانا کسی کا

کیا سارے عالم کو محوِ تماشہ
نقاب اپنے رُخ سے اُٹھانا کسی کا

یقیں ہے میری جان لینگے اک دن
تصور میں آ آ کے جانا کسی کا

مٹا کر مٹایا خیالِ دوئی کو
میرے دل میں تشریف لانا کسی کا

مجھے محوِ حیرت کیا آئینہ دار
ہر اک شئے سے جلوہ دکھانا کسی کا

کیا مطمئن قلبِ مضطر کو میرے
تصور میں جلوہ دکھانا کسی کا

جگہ غیر کی اس میں باقی نہیں ہے
مرے دل میں اب ہے ٹھکانہ کسی کا

عیاں[1] کردیا ہستیِ دو جہاں[2] کو
وہ شکلِ محمدؐ میں آنا کسی کا

مجھے محوِ دیدار اپنا بنایا
حجاباتِ غفلت اُٹھانا کسی کا

ظہورِ محمدؐ سے مقصود یہ تھا
کہ ظاہر ہو عالم میں آنا کسی کا

مٹایا میرے دل سے نقشہ دوئی کا
میری چشمِ دل میں سمانا کسی کا

نصائح[3] سے تیرے اثر خاک ہوگا
ہوا دل ہے میرا نشانہ کسی کا

وہ ہاتھوں سے جامِ مئے حق پلاکر
وہ خالدؔ کو خالد[4] بنانا کسی کا

[1] نمایاں (ظاہر) [2] کائنات [3] نصیحت [4] جنتی (داخل جنت)

8

عشق کا راز[1] جو تھا حُسن[2] کا جلوہ نکلا
فاش جو تھا وہی آخر پسِ پردہ نکلا
دل میں رہ کر میری آنکھوں میں سمانے والے
کچھ عجب شان سے چھپ کر یہ تماشہ نکلا
جب ہوا حق میں فنا باقی خدا خود ہی رہا
بندۂ عشق جو تھا مُولا ہی مُولا نکلا
رحمتِ عالم والے سرورِ دیں شاہِ اُمم
یارِ[3] بے نقشہ کا تو ایک ہی نقشہ[4] نکلا
نشۂ جامِ حقیقت میں ہوا غرق جس دم
یہ سراپا مرا اُس کا ہی سراپا نکلا
قیدئی عشق بنا یوسفِ کنعان دیکھو
مصر کا شاہ تومعشوقِ زلیخا نکلا
یوں تو بندے ہیں ہزاروں مگر اۓ عبدِ[5] محض
عبدیت میں بھی تیرا ناز انوکھا نکلا
حشر میں فضل و کرم سے تیرے رب العزت
خالدِ زار تیرے بندے کا بندہ نکلا

[1] باعث [2] حق [3] حق تعالیٰ [4] بندہ [5] محمدِ عربیؐ

(9)

کیا تلاش ہر اک جا کہیں پتہ نہ ملا
بجز مدینے کے خالدؔ مجھے خدا نہ ملا

بہت کی جستجو دیر و حرم میں دلبر کی
سوائے دل کے کہیں بھی وہ آشنا نہ ملا

میں دیکھا جملہ حسینوں کو بے وفا سب ہیں
جہاں میں کوئی محمدؐ سا با وفا نہ ملا

بروزِ حشر پئے[1] عفو و رحمتِ حق
سوائے خالدؔ عاصی کے دوسرا نہ ملا

پئے جفا ستم ایجاد کو بجز میرے
مِلا تو میں ہی مِلا کوئی دوسرا نہ مِلا

یہ کیا غضب ہے کہ وہ آنکھیں ملا کے کہتے ہیں
کہ کرنے مشقِ ستم مجھکو دوسرا نہ ملا

مصیبتیں میری جتنی ہیں دُور کرنے کو
علیؓ سا شیرِ خدا کوئی دوسرا نہ ملا

لگا کے دل مَیں، کیا انتخاب لاکھوں میں
کوئی حسین جہاں میں تو آپ سا نہ ملا

عفو کے واسطے حضرتِ کو رحمت حق کو
گنہگار کوئی تجھ سا خالدؔا نہ ملا

[1] واسطے، لئے

(10)

فلک چکر میں آجائے فغاں[1] میں ہو اثر اتنا
اُٹھے پھر نوح کا طوفاں روائے چشمِ تر اتنا

کھڑے ہیں ابن مریم دم بخود حیراں
مریض لا دوا کا حالِ خستہ دیکھ کر اتنا

نہ شب کو نیند آتی ہے نہ دن کو چین آتا ہے
میں رہتا مضطر و بیتاب ہوں آٹھوں پہر اتنا

کسی کروٹ کسی پہلو نہیں آرام پائیگا
یقیں ہے بڑھتا جائے گا میرا دردِ جگر اتنا

جو ہوجائے نظر اک مجھ پر تو ہوجائے حَل مشکل
برائے پنجتن[2] کر رحم شاہِ بحر و بر اتنا

جو تنگ آیا میری آغوش میں تو وہ صنم بولا
مستانہ دیکھنا مجھکو نہ تم بارِ دگر اتنا

[1] آہ وبُکا [2] اہلِ بیت

زمیں و آسماں گھبرا کے دونوں خاک ہوجائیں
کروں اک آہ تو ہوجائیں یہ زیر و زبر اتنا

صنم بے ساختہ گھر سے نکل آئیں گے میرے گھر
یقیں ہے رفتہ رفتہ ہوگا نالوں[1] کا اثر اتنا

زری سی بات ہے کیوں جھڑکیاں دیتے ہو سُن لیجئے
میں تم پر جان دیتا ہوں ہے قصہ مختصر اتنا

بجز تیرے ہے دل میں نہ خواہش حور و جنت کی
بنادے دین و دنیا سے مجھے اب بے خبر اتنا

ہر اک شئے میں نظر آنے لگا جلوہ محمدؐ کا
خیالِ مصطفٰے رہنے لگا شام و سحر اتنا

بشر مامور ہے، ہوتا وہی جو حق کہ کرتا ہے
کھلا جب راز یہ آیا نظر، ہے خیر و شر اتنا

ہر اک شئے میں نہاں ہوکر ہر اک شئے سے ہوا ظاہر
نکل کر گنجِ مخفی[2] سے ہوا ہے جلوہ گر اتنا

[1] آنسو [2] وحدتِ مطلقہ

کیا جب غور میں نے ہستیِ موہوم[1] پر اپنی
سمایا یار ہے مجھ میں مجھے آیا نظر اتنا

اُٹھا کر آنکھ جب دیکھا جس طرف احمدؐ نظر آئے
جمالِ مصطفےٰ رہنے لگا پیشِ نظر اتنا

سوالوں سے نکیروں کے جھجکتا کیوں ہے ائے خالدؔ
بھلا بندے کو احمدؐ کے کہیں ہوتا ہے ڈر اتنا

[1] خیالی (وجودِ اضافی)

(11)

آنکھ لڑا کر ہوش اُڑایا کیا کہنا تیرا کیا کہنا
جام پلا کر ہوش اُڑایا کیا کہنا تیرا کیا کہنا

تجھ سے ہوئی ہے جب سے نسبت کوئی نہیں اب آنکھ میں جچتا
اپنا جو جلوہ مجھکو دکھایا کیا کہنا تیرا کیا کہنا

ساغرِ عرفاں پیتے ہی تیرا' سُدھ بُدھ سب کچھ اپنی کھویا
ہوش کو کھو کر عرش کو پایا کیا کہنا تیرا کیا کہنا

دل یہ میرا مسکن ہے تیرا آنکھیں جلوخانہ[1] ہیں تیری
سر میں بھی سودا[2] تیرا سمایا کیا کہنا تیرا کیا کہنا

رونقِ عرشِ اعظم ہو کر' زینتِ ہر دو عالم ہوکر
دل میں میرے گھر اپنا بنایا کیا کہنا تیرا کیا کہنا

نُور ہے تو سب ارض و سماں کا' مرکز ہے تو دونوں جہاں کا
چار سُو تیرا جلوہ پایا کیا کہنا تیرا کیا کہنا

ناز وجودیؒ پر ہے خالدؔ فخر وجودیؒ پر ہے خالدؔ
دامن ان کا ہاتھ جو آیا کیا کہنا تیرا کیا کہنا

[1] بالکنی (کھڑکی نظارے کا مقام) [2] دیوانگی

12

جلوۂ حسن یار کیا کہنا — نُورِ عالم نگار [١] کیا کہنا

نیم [٢] وا چشمِ مست کا ہے اثر — میں نہیں ہوں ہے یار کیا کہنا

کہا سر چڑھ کے میرے اِنّـــی اَنَـــا — جادوئے چشمِ یار کیا کہنا

جامِ وحدت کے پیتے ہی اُن پر — ہوگیا میں نثار کیا کہنا

مٹکے اُس میں جو رہ گیا باقی — نیست ہے ہستِ یار کیا کہنا

باقی رکھا بنا کے عبدِ محض — نشۂ حق کا اُتار کیا کہنا

میری دنیا ہی کو بدل ڈالا — اثرِ نظرِ یار کیا کہنا

نار برداری پر ہوں میں نازاں — تیرا پروردگار کیا کہنا

دونوں عالم سے کردیا باہر — جامِ حق کا خُمار کیا کہنا

کیف جس کا سرور بن کے رہا — نشۂ عشقِ یار کیا کہنا

کرکے خود میں فنا رکھا باقی — اس فنا کا قرار کیا کہنا

اپنے ادنیٰ غلام پر یہ کرم — صاحبِ ذوالفقار کیا کہنا

لاج رکھ لی جو اس سگِ در کی — شہ عالی وقار کیا کہنا

آنکھوں آنکھوں میں مست کر ڈالا — بے پیئے کا خُمار کیا کہنا

نیم وا چشمِ مست کا اک تیر — ہوگیا دل کے پار کیا کہنا

لا مکاں و مکاں میں رہا ہے — مسکنِ [٣] دل فگار [۴] کیا کہنا

---

[١] رنگین [٢] آدھی کھلی ہوئی آنکھ [٣] گھر [۴] (ٹوٹا ہوا دل)

غرقِ دریائے عشق ہوں ہر دم — میری لیل و نہار کیا کہنا
وقت پر کرکے دستگیری میری — سب میں رکھا وقار کیا کہنا
جلوہ گر ہوگیا دو عالم میں — حُسن کا یہ نکھار کیا کہنا
ہوگئے جب تیرے تو فکر ہی کیا — تجھ سے پھر بار بار کیا کہنا
ہوئے سرکار کے تصدق میں — دو جہاں آشکار کیا کہنا
فیض پاتا یہیں سے ہے ہر اک — کششِ بزمِ یار کیا کہنا
ہوش سب کے اُڑادیا پَل میں — جادئے سحرِ یار کیا کہنا
فضل و احساں ہے رب العزت کا — دل کو جو ہے قرار کیا کہنا
دین و دنیا بنادی اک پل میں — نرگسِ [1] چشمِ یار کیا کہنا
فرش سے اُڑ کے عرش پر پہنچی — مشتِ خاکِ غبار کیا کہنا
ہے لطافت عیاں کثافت سے — نُور ہی خود ہے نار کیا کہنا
دل نشیں ہوگیا ہر ایک حسیں — قلبِ آئینہ دار کیا کہنا
چشمِ حق بیں کے پڑتے ہی جلوے [2] — ہوگئے تار تار کیا کہنا
حق شناسی تو کہتے ہیں اِسکو — حق ہی حق ہو نگار [3] کیا کہنا
نا اُمیدی جو مٹ گئی دل سے — قلب پایا قرار کیا کہنا
چشمِ باطن کی بڑھ گئی حیرت — دیدِ دیدار یار کیا کہنا
غم جو پیدا ہوا خوشی آئی — ہے خزاں میں بہار کیا کہنا
چشمِ مخمور سے ہوں ہر دم مست — نشۂ پر خمار کیا کہنا

[1] مخمور (نرگسی) [2] مظاہر [3] محبوب (جدھر دیکھو)

مرنے سے پہلے مر کے باقی ہوں اس بقا کا قرار کیا کہنا
بزمِ کثرت میں چشمِ حق بین سے حق ہی کا کر شمار کیا کہنا
جلوہ گر ہے وہ ذرے ذرے میں ہے سراپا نگار کیا کہنا
آرزو دل کی دل کے دل میں رہی ایسے دل کا بخار کیا کہنا
کھینچ لاتی ہے سبکو مرکز پر کششِ بزمِ یار کیا کہنا
ناز جتنا کروں میں زیبا ہے ناز بردار یار کیا کہنا
خوب واقف ہے میری حالت سے تجھ سے پھر حالِ زار کیا کہنا
میں نہیں ہوں نہیں ہوں کچھ بھی نہیں یار ہی بس ہے یار کیا کہنا
کردیا دو جہاں تہہ و بالا گردشِ روزگار کیا کہنا
بنگئے کفر و دین و دیر و حرم فتنۂ[1] حُسنِ یار کیا کہنا
رحمتِ دو جہاں کے صدقے میں مٹے عصیاں ہزار کیا کہنا
دل کے تکڑے ہوئے جگر پرزے چشم ہیں اشکبار کیا کہنا
مضطرب کردیا اُنہیں آخر اے دلِ بیقرار کیا کہنا
بخش دیں گر تو ہے یہ اُن کا کرم عصیاں ہیں بے شمار کیا کہنا
جوش پر اُن کی آگئی رحمت بندۂ شرمسار[2] کیا کہنا
دل کے ارمان رہ گئے دل میں ہائے قسمت کا خار[3] کیا کہنا
لب پہ آنے دیا نہ حال کبھی او دلِ رازدار کیا کہنا
لاکھوں آلام میں رہا قائم دل کا صبر و قرار کیا کہنا
نازِ بردار ہے تیرا خالد تیرا پروردگار کیا کہنا
خالدؔ زار بن گیا خالد[4] فضلِ پروردگار کیا کہنا

[1] آزمائش [2] نادم گنہگار [3] کانٹے (خرابی) [4] جنتی

13

میرے دل میں بھی تو میری چشمِ میں صورت، تیری جلوہ گری کا کیا کہنا
پاکر تجھ کو ہوتی ہے حیرت تیری جلوہ گری کا کیا کہنا

ہر ایک میں جلوہ تیرا دیکھا ہر سمت نظارہ ترا ہی تھا
رہی دید میری غرق جلوت تیری جلوہ گری کا کیا کہنا

میں ہوں کہاں بس تو ہی تو ہے پاکر تجھ کو اپنے کو بُھولا
جب تو ہی نکل آیا بیرونِ خلوت، تیری جلوہ گری کا کیا کہنا

تیرے سوا ہے کون جہاں میں، تو ہی تو ہے کون و مکاں میں
ہے سب پر ہر دم تیری عنایت، تیری جلوہ گری کا کیا کہنا

احدیت[۱] تیری ہے گنج مخفی، کر کے نزول تو آیا وحدت[۲] میں
واحدیت[۳] ہے تفصیل کثرت، تیری جلوہ گری کا کیا کہنا

۱ تعین ذات، ۲، ۳ تعینات صفاتِ الٰہیہ

کس کس صورت میں آیا ہے تو' بدل بدل کر روپ کو اپنے
جان لئے ہم رازِ کثرت' تیری جلوہ گری کا کیا کہنا

دیکھ کے تجھ کو روز محشر رہ گئے سب حیرت زدہ ہوکر
تک رہے سب تیری صورت' تیری جلوہ گری کا کیا کہنا

نُورِ خدا کا ہے تو مظہرؔ نور سے تیرے سارے مظاہر
مُظہرِ کل ہے تیری صورت' تیری جلوہ گری کا کیا کہنا

خالدؔ ہے تیرا بندۂ عاصی' فضل کا تیرے ہے وہ طالب
سرکار میرے کر اُسکی شفاعت' تیری جلوہ گری کا کیا کہنا

(14)

بے وفاؤں[1] سے وفا[2] کیا کہنا جاں نثاروں[3] پہ جفا[4] کیا کہنا
مارے جاتے ہیں وفا پر عاشق بیگناہی ہے خطا کیا کہنا
وصلِ دلبر نہ ہوا مجھکو نصیب شانِ تاثیرِ دُعا کیا کہنا
خون ٹپکا جو رگِ گردن سے اُڑ گیا رنگِ حنا کیا کہنا
عیش و راحت کے لئے ترس گیا واہ ری تقدیر تیرا کیا کہنا
مرنے والا تو مرا جاتا ہے او میرے شمسؔ پیا کیا کہنا
کوئی ہندو نہ مسلمان رہا او بُتِ ہوشربا کیا کہنا
تیرے صدقے میں ظہورِ کونین شافعِ روزِ جزا کیا کہنا
نطق[5] عاجز ہے بیاں عاجز ہے یعنے بے چوں و چرا کیا کہنا
حوریں صدقے ہیں ملائیک قربان مرحبا نورِ خدا کیا کہنا

خالدِ زار ہوا خاک بسر
فلکِ پیر تیرا کیا کہنا

[1] منکرین یا حسینوں [2] ڈھیل یا مہربانی [3] مومنین یا عاشقوں [4] آزمائش یا سختگیری [5] زبان

15

ما سوا اللہ کا دل اپنا کبھی خواہاں[1] نہ ہوا
شاہ طیبہ کے سوا غیر پہ قرباں نہ ہوا

زندگی ہی میں مٹا جاتا ہے بندہ تیرا
شکر صد شکر قضا[2] کا کوئی احساں نہ ہوا

تھی یہ اُمید کہ آئیں گے میری مرقد[3] پر
حیف صد حیف[4] کہ پورا میرا ارماں نہ ہوا

آخری وقت میں خود میری قضا نے کی دوا
ہائے افسوس کہ تم سے کوئی درماں[5] نہ ہوا

شکر ہے ضبط کو جانے نہ دیا ہاتھوں سے
دل میرا لاکھ مصائب میں پریشاں نہ ہوا

وائے قسمت کے زیارت سے رہا میں محروم
کیں بہت کوششیں لیکن کوئی ساماں نہ ہوا

وصل کی رات سے تا سحر رہا ہجر کا غم
دل میرا وصل سے تیرے کبھی شاداں نہ ہوا

مرتے دم تک رہا الفت میں یہ خالدؔ قائم
ہجرِ جاناں میں کبھی دل بھی ہراساں نہ ہوا

[1] چاہنے والا [2] موت [3] قبر [4] افسوس [5] علاج

16

اک نظر پڑتے ہی اُنکی کون تھا میں کیا ہوا
کوئی کیا سمجھے گا مجھکو میں ہوں جب کھویا ہوا

یاد اس کی دل میں ہر دم ہو گئی جب جاگزیں
ہوں تصور میں کسی کی خود کو ہوں بھولا ہوا

امتیازِ غیر ہی دوری کا باعث بن گیا
یافت[1] جب اس کی ہوئی تو حق ہی حق پیدا ہوا

اسکی اک نظرِ کرم نے دل سے غفلت میٹ دی
اس کا استحضار[2] ہی آنکھوں کا بس جلوہ ہوا

وہ جو تھے خاموش تھا سارے عوالم پر سکوت
وہ ہوئے گویا تو گویا حشر اک برپا ہوا

اضطرابِ قلب کی بے چینیوں سے ربط ہے
گر سکوں پیدا ہوا تو میں یہ سمجھا کیا ہوا

انفرادی درد ہے ہر ایک کے دل میں مگر
اجتماعی دردِ عالم دل میں ہوں پایا ہوا

ناز تھا مجھکو کسی کی بے نیازی پر سدا
کی بتاؤں شانِ استغنائی سے کیا کیا ہوا

خالدِ عاصی ہے اک ادنیٰ سگِ در آپ کا
لاج رکھنا آپ ہی کے در پہ ہے بیٹھا ہوا

[1] دھن [2] حاضر و ناظر جاننا (حضوری)

(17)

رُوئے احمدؐ کو جا بجا دیکھا کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا
غور کون و مکاں میں میں کیا جلوہ گر ذاتِ مصطفیٰ دیکھا
جو تصور میں تھا جما نقشہ میں عیاں اس کو جا بجا دیکھا
جب خودی سے خودی کا پردہ اُٹھا مُجھ میں ہی یار کو چُھپا دیکھا
ہر تعین ۱؎ کو بس حقیقت میں مظہرِ نورِ مصطفیٰ دیکھا
شخص کا عکس کچھ نہیں ہے غیر خود ہی واصل خود ہی جدا دیکھا
شانِ تقئیدِ بے پتہ پایا شانِ مطلق کو جابجا دیکھا
جب حجابات ۲؎ اُٹھ گئے دل کے شانِ احمدؐ کو جابجا دیکھا
نورِ احمدؐ کو نورِ حق پایا ذاتِ حق ذاتِ مصطفیٰ دیکھا
وہی اول ہے اور آخر ہے اُس کو پیدا کہیں چُھپا دیکھا
جام ایسا پلادیا اُس نے ہوش اپنے نہیں بجا دیکھا

حق وجودیؒ ہے حق ہے خالدِ زار
حق محمدؐ خدا خدا دیکھا

۱؎ شئے، بندہ ۲؎ پردے

18

کون ہے مظہرِ حق مرشدِ والا سمجھا
ذاتِ مُولا کو محمدؐ کا سراپا سمجھا

غیرِ حق کوئی نہیں تھا میری غفلت کا قصور
ذرے ذرے کو تو اب عین خدا کا سمجھا

دید بازی میں ہوں میں اتنا محو کیا میں کہوں
غیر تو غیر میں اپنے کو نہ اپنا سمجھا

چشمِ حق بیں کی حقیقت پہ نظر رہتی ہے
راز کو فاش ظہورات میں پایا سمجھا

ہر تماشے میں میں دیکھا وہ تماشائی ہے
کیا بتاوں کہ کہاں کون تھا کیا کیا سمجھا

ہر تعین کو میں دیکھا کہ وہ ہے عینِ خدا
ہر علامت کو میں اُس یار کا نقشہ سمجھا

اُٹھ گئیں جبکہ تمیزیں مری نظروں سے تمام
یافت[1] میں جملہ بیگانوں[2] کو یگانہ[3] سمجھا

[1] دُھن [2] غیر،غیریت [3] عین،عینیت

قیس تھا عاشقِ لیلیٰ وہ اک دیوانہ
میں وہ ہوں اپنے ہی کو ہستیٔ لیلیٰ دیکھا

ساری مخلوق سے اشرف وہ ہوا کیا کہنا
جب سمجھنے کا جو حق تھا اُسے بندہ سمجھا

جب حجاباتِ دوئی اُٹھ گئے آنکھوں سے میری
اپنے میں یار ہی کو پایا دیکھا سمجھا

یہ تو ہے بندہ نوازی وجودیؒ خالدؔ
اپنی ہستی کو جو تو خالقِ یکتا سمجھا

(19)

لا تعین ہر تعین سے ہویدا[1] ہوگیا
ایک ایک شئے سے عیاں[2] جلوہ خدا کا ہوگیا

نورِ احمدؐ مصطفیٰ آنکھوں میں پیدا ہوگیا
اب حریمِ[3] دل ہمارا گھر خدا کا ہوگیا

دل میں پنہاں ہوگیا عشقِ محمدؐ مصطفیٰ
سر میں پیدا احمدِ مرسل کا سودا[4] ہوگیا

حیرتِ دیدارِ جاناں اس قدر ہے بڑھ گئی
میں ہوا اُس کا تو وہ میرا تماشا ہوگیا

تکڑے دل، پُرزے جگر، لب پر ہیں نالے[5] چشم تر
فرقتِ[6] جاناں میں ایسا حال میرا ہوگیا

دَیر سے مسجد سے عاشق کو نہیں ہے کچھ غرض
اُس کا قبلہ اُس کا کعبہ تیرا کوچہ ہوگیا

ہوگیا وہ مجھ میں پنہاں[7] میں ہوا اس میں نہاں[8]
اُس سے میں ظاہر ہوا وہ مجھ سے پیدا ہوگیا

دونوں جانب سے برابر کی لگی ہے عشق کی
وہ میرا عاشق بنا میں اس پہ شیدا ہوگیا

خواجۂ[9] کونین کا میں بندۂ ادنیٰ بنا
فضل یہ مجھ پر ہوا قطرہ سے دریا ہوگیا

تیری اک ادنیٰ توجہ سے وجودیؒ کیا کہوں
کچھ نہیں معلوم خالد کون تھا کیا ہوگیا

۱ نمایاں ۲ ظاہر ۳ کعبہ ۴ دیوانہ ۵ آنسو ۶ جدائی ۷ چھپا ۸ ظاہر
۹ رسول خداؐ

20

شانِ احدی[1] تیرا سراپا نظر آیا
نورِ صمدی جلوۂ خواجہ نظر آیا

اک جام پلایا مجھے ساقی نے کچھ ایسا
دیکھا میں جدھر اپنا ہی جلوہ نظرآیا

میں کعبہ میں بتخانہ میں ڈھونڈا نہیں پایا
مجھکو تو مدینہ میں ہی مولا نظرآیا

جز ذات[2] کے موجود نہیں کوئی جہاں میں
سب وہمِ خیالی ہی کا نقشہ نظر آیا

جب غور کیا ہستیٔ موہوم[3] پہ اپنی
آئینۂ دل میں تیرا چہرہ نظر آیا

اپنا ہی تخیل تھا ہوئے دُور جو اُس سے
جب مٹ گئی غفلت تو وہ ہر جا نظر آیا

یہ خیر یہ شر ہوتا ہے عالَم میں جو صادر
سب علمِ الٰہی کا منشا نظر آیا

آدم کو خدا اپنی ہی صورت پہ بنایا
اک مظہرِ کُل اُمی[4] تھا بندہ نظرآیا

جو چاہو کرو حق میں میرے پیارے وجودیؔ
خالدؔ کا مقدر تیرا حصہ نظر آیا

[1] ایکتائی [2] بے نظیر، ذاتِ حق [3] خیالی (ناپید) [4] رسولِ خداؐ

(21)

میری حیرت کی بھی کچھ انتہا ہے دیکھ کر اُس کو
میں بھولا اپنے کو اتنا بنا ہوں میں بشر[1] اُس کا

غم و درد و الم میں بھی اُسی کو پارہا ہوں میں
مسرت میں بھی رہتا ہے تخیل بارور اُس کا

تماشہ[2] ہے تماشائی بنے ہیں جو تماشہ[3] تھے
تماشہ دیکھتا ہوں ہر تماشہ[4] میں مگر اُس کا

میرا مالک ہے وہ میں ہوں سراپا مِلک خود اُسکی
میری جان اُسکی مرا دل ہے اُسکا میرا سر اُسکا

بھلا پھر ایں و آں[5] کی اس میں گنجایش کہاں باقی
ازل سے دل میں اپنے رکھ لیا تیرِ نظر اُسکا

[1] ناتواں [2] عجب [3] جلوہ کنہ، تجلی ریز [4] جلوہ، شئے [5] مخلوق، غیر

اُسی کی جلوہ فرمائی سے میں زندہ ہوں عالَم میں
پڑا ہوں در پہ ہر دم سجدہ گاہ ہے سگِ در اُسکا

میرے ساقی نے آنکھوں آنکھوں میں ایسی پلائی مئے
رہا کرتا ہوں جو مخمور[1] میں ہے یہ اثر اُسکا

میرے دل میں اُسکا راز میرے زیست[2] کا باعث
وگرنہ جان دے دیتا جو ہوتا پردہ[3] ور اُسکا

تمنائے دلی یہ ہے رہوں ہر دم فِدا اُس پر
ازل سے جبکہ کہلاتا ہوں میں خادمِ ور[4] اُسکا

بتاؤں کیا تمہیں خالدؔ مجھے شانِ وجودیؔ میں
نظر آتا ہے ہر دم جلوہ بس شام و سحر اُسکا

[1] مست [2] زندگی، حیات [3]، [4] رکھا ہوا

22

پالیا بھید جب سے وحدت[1] کا کُھل گیا راز ساری کثرت[2] کا
پارہا ہے جو حق کو اپنے میں یہ نتیجہ ہے غرقِ اُلفت کا
گُم ہوں اور حدِ گُم سے ہوں برتر کیا بتاوں کمال حیرت کا
جلوہ آنکھوں میں دل میں ہے اُسکا لطف اندوز ہوں میں جلوت کا
ہر جگہ ہر گھڑی ہر اک میں بس سرِ حق پا رہا ہوں خلوت کا
مجھ کو دیکھے تو پائے گا تجھ کو میں سراپا ہوں تیری صورت کا
تیرے صدقے میں وہم سے چُھوٹا پالیا عمل استقامت کا
جان دے دی جو تیری اُلفت میں مرحلہ طئے ہوا محبت کا
نازنین بنتے ہی نیاز گیا ناز زیبا ہے رشکِ غیرت کا
چشمِ رحمت کے اک اشارہ میں مٹ گیا امتیاز ظلمت کا

قابلیت نہیں ہے خالؔد میں
کر عطا صدقہ اپنی رحمت کا

[1] توحیدِ حکمی [2] دنیا(لوگوں)

23

بڑا احسان ہے مجھ پہ عصیاں کو پایا ہوں رحمت گنہگار ہو کر
شفاعت کا جب مستحق میں ہی ٹھیرا تو کیوں وہ نہ بخشے گا غفار ہوکر

عیوب اسقدر مجھ میں ہیں کیا بتاؤں تیری عیب پوشی کے قربان جاؤں
نہ کیوں چھپا لیگا دامن میں اپنے رہا ہے تو سب کا ہی ستار ہوکر

تُو ہے میرا مالک میں ہوں تیرا بندہ تیرے دستِ قدرت سے سب کچھ ملے گا
بنائیگا پھر کون یہ بگڑی قسمت نہ تو جو بنائیگا مختار ہوکر

میں ساقی تیری چشمِ مستی کے صدقے سراپا مجھے مست و بیخود بنادی
پلایا مجھے جامِ مستی کچھ ایسا پڑا ہوں میں مدہوش و سرشار ہوکر

نہیں ہے کوئی بھی جہاں میں سہارا کرم کرنا خالدؔ ہے غربت کا مارا
تیرے در پہ وہ زندگی ہے گزارا ازل سے ہی تیرا پرستار ہوکر

(24)

بندہ کو اپنے اپنا ہی غرقِ جمال[1] کر
کر فضل اتنا اُسکو تو جذبِ جلال[2] کر

بس تو ہی اک وسیلہ[3] ہے اُسکا کوئی نہیں
تیرا ہی یہ غلام ہے اُسکا خیال کر

وہ سامنے ہیں تیرے ادب سے سنبھل کے چل
دل اپنا رکھ لے قابو میں تو قیل و قال[4] کر

اپنے کرم سے میری بھی بگڑی بنا کے دیکھ
تیرا ہی نام ہوگا میری دیکھ بھال کر

لغزش[5] نہ ہو قدم کو میرے راہِ عشق میں
لے چل تو مجھکو دستِ کرم سے سنبھال کر

نعلین کا کچھ اپنے تصدق ہو سرفراز
خالؔد کو اپنے اتنا نہ تُو پائمال[6] کر

[1] حُسن، عشق [2] خوف، دبدبہ، رعب [3] ذریعہ [4] بول چال [5] خطا [6] آزمائش

25

میں نا ہوتا تو نہ ہوتا تیرا پردہ ہرگز
کثرتِ جلوہ یوں بنتا نہ تماشہ [1] ہرگز

تیرے ہونے نے تو ہونے سے بچایا مجھ کو
میں نہ ہوتا تو نہ ہوتا تیرا جلوہ ہرگز

سرِّ وحدت کا کھلا راز تو پایا تجھ کو
ورنہ حل ہو نہیں سکتا یہ معمہ ہرگز

لِلّٰہ الحمد ہوں محوِ جمالِ رُخِ یار
مجھ پہ غفلت کا اثر ہو نہیں سکتا ہرگز

تم میرے دل میں ہیں پوشیدہ نظر میں پنہاں
مجھ میں موجود نہیں غیر تمہارا ہرگز

[1] اظہار

تُو نے پردے کو دُوئی کے میرے ایسے اُلٹا
میں و تُو کا نہیں باقی رہا جھگڑا ہرگز

دامِ گیسو میں میرے دل کو مقید کرلے
تا میرے سر میں نہو پھر کوئی سودا[1] ہرگز

نقشِ پا دیکھتے ہی سر میرا جھک جاتا ہے
باعثِ شِرک نہیں ہے میرا سجدہ ہرگز

مجھ کو جلوت[2] میں بھی خلوت[3] کا مزا ملتا ہے
کوئی اِس کے سوا رہتا نہیں گویا ہرگز

حُسن کا اُس کے اثر دل پہ نہو تو خالؔد
عشق میں کوئی بھی ہوتا نہ دیوانہ ہرگز

[1] چاہتِ غیر [2] کثرت [3] وحدت

26

نظر میری ہے اُس میں گُم تو میں حدِ نظر میں گُم
رہا کرتا ہوں میں اَلآنْ اُس نورِ بصر میں گُم

جمالِ یار رہتا ہے ہمیشہ رُوبرو میرے
اسی باعث میں رہتا ہوں سراپا جلوہ گر میں گُم

پتہ چلتا نہیں خود میرا مجھکو دونوں عالَم میں
مجھے تو کردیا ہے یار نے بس اک نظر میں گُم

دو عالَم کو ڈوبونا یا بچانا فعل ہے اپنا
ہزروں نوح کے طوفان ہیں اس چشمِ تر میں گُم

جبیں مصروف رہتی ہے ہمیشہ سجدہ ریزی میں
میرا سر رہتا ہے ہر دم اُسی کے سنگِ در میں گُم

فلک میں ہوگئے ہیں کب سے اندازِ ستم پیدا
وہ جب سے ہوگیا دل سوز کی آہِ اثر میں گُم

یہ سارا کھیل ہے اُن کا یہ اک رازِ حقیقت ہے
ہماری بزم ہوجاتی ہے جو بزمِ دِگر میں گُم

جو کچھ نیت میں ہوتا ہے اُسی کا ثمرہ ملتا ہے
رہا کرتے ہیں سب اعمال اپنے خیر و شر میں گُم

ہر اک میں چشمِ حق بیں ہی حقیقت دیکھ لیتی ہے
اسی کے جلوے رہتے ہیں سدا شام و سحر میں گُم

میں بندہ اُن کا ہوں جو باعثِ تخلیقِ عالَم ہیں
یہ میری عبدیت رہتی ہے بس خیر البشر میں گُم

زباں سے جو نکلتا ہے وہی مقبول ہوتا ہے
دُعا رہتی ہے میری ہر گھڑی بابِ اثر میں گُم

جمالِ احمدیؐ کو ہوگیا حسنِ کمال[1] حاصل
محمدؐ ہوگئے ہیں خود ہی شاہِ بحر و بر[2] میں گُم

کمالِ عشق کی منزل پر رہتا ہے قیام اپنا
نہیں ہوں میں مؤثر حسن سے پُر ہوں اثر میں گُم

کسی کے حُسن کی رنگینیوں سے حشر برپا ہے
میں جذبِ عشق ہو کر ہوں سراپا فتنہ گر میں گُم

تیری یہ مست آنکھوں نے مجھے مدہوش کر ڈالا
میری یہ مستی رہتی ہے تیری نظرِ سحر میں گُم

مؤثر دل میرا کیوں ہوگا خالدؔ ایں و آں[3] سے اب
حقیقت[4] نے مجھے کرلی خود اپنے اثر میں گُم

[1] عروج [2] حق تعالیٰ [3] مخلوق، کثرت [4] حق تعالیٰ

27

ظُہورِ مصطفےٰ تُو ہے کہ میں ہوں　حضورِ مرتضیٰ تُو ہے کہ میں ہوں
نہیں ہے غیرت جب مجھ میں تجھ میں　ہر اک میں جابجا تُو ہے کہ میں ہوں
جو دیکھا خود کو تو آیا نظر تُو　نہیں میں جانتا تُو ہے کہ میں ہوں
کیا پیدا مجھے صورت پہ اپنی　بشکلِ مصطفیٰ تُو ہے کہ میں ہوں
عیاں ہے مجھ میں تو میں تجھ میں پیدا　ہر اک میں ظاہرا تُو ہے کہ میں ہوں
جو تُو عاشق ہے میرا میں ہوں تیرا　بتا اب دلرُبا تُو ہے کہ میں ہوں
ہے عالَم آئینۂ تو شخص میں عکس　خود ہی خود دیکھتا تُو ہے کہ میں ہوں
جو تُو ہے ساتھ میرے میں ہوں تیرے　ازل ہی سے بنا تُو ہے کہ میں ہوں
خودی سے خود ہوا پیدا تُو مجھ میں　سراپا کبریا تُو ہے کہ میں ہوں
ہوں جب سایہ صفت میں ساتھ تیرے　بتادے سب میں کیا تُو ہے کہ میں ہوں
ہے جب تُو مدعا میں خود دُعا ہوں　خود ہی سے مانگتا تُو ہے کہ میں ہوں
جو تُو ہے میں ہوں اور جو میں ہوں تُو ہے　ظہورِ شئے میں کیا تُو ہے کہ میں ہوں
تحیر[1] بڑھ گیا حد سے تُو بتادے　حقیقت میں خدا تُو ہے کہ میں ہوں

جہاں پر تُو ہے ہے خالدؔ وہیں پر
دو عالَم میں چھپا تُو ہے کہ میں ہوں

[1] حیرت

28

کرتا وہی تھا میں جو تھا اُم الکتاب [1] میں
کیوں پوچھتا ہے مجھ سے میں ہوں کس حساب میں

مٹ جائیگی خودی تیری زاہد تُو پی کے دیکھ
کچھ ایسا ہے سُرور ہماری شراب [2] میں

پابند حد و قید نہ ہو زاہدوں کا تُو
آزادگی [3] کا پیشہ ہے اچھا شباب [4] میں

شہ رگ سے بھی قریب ہے موجود سب میں ہے وہ
تُو خود خودی سے اپنی پڑا ہے حجاب [5] میں

عاشق ہوں بے قرار ہوں طالب ہوں دید کا
لِلّہ مت چُھپا رُخِ روشن نقاب میں

جب تک نہ دیکھے غور سے آئیگا کب نظر
ظاہر ہوا ہے وہ تو سراپا حجاب میں

یہ سرفرازی آپ کی یہ آپ کا کرم
جو پارہا ہوں اپنے کو چشمِ جناب میں

ہر تارِ جسم سازِ جہاں گا رہا ہے خود
جیسا کہ تار بول رہا ہے رباب میں

[1] تقدیر [2] جامِ وحدت [3] قلندری [4] عشق محبوبؐ ، جوانی [5] پردہ

ذرہ کہاں کا ذرہ بھلا اُس کی شان کیا
جو دیکھتا ہو خود کو اُسی آفتاب میں

چشمِ کرم نے آپکی ایسا بنادیا
میں پا رہا ہوں آپ کو ہر انقلاب میں

جلوہ دکھا کہ غیر کا دھوکا نہ دیجئے
میں دیکھتا ہوں آپ کو ہر ہر حجاب میں

دُرِّ[1] یتیم بن کے مقابل نہ آسکا
یہ موتی وہ ہیں جو ہیں چشمِ پُر آب میں

کیوں پوچھتے ہو خالدِ موہوم[2] کا پتہ
وہ ہے فنا ازل سے شہہِ بُو تُراب[3] میں

[1] بے نظیر موتی [2] گُم نام [3] حضرت علیؓ

29

اللہ اللہ کیا تجلی ہے رُخِ پُر نُور میں
کوہ سرمہ بن کے بھی ہے نور باقی طور میں

میرے اس ظلمت کدہ میں بھی اجالہ ہے تو دیکھ
ماہِ انور ہے پسِ پردہ شبِ دیجور[1] میں

کچھ سمجھ سکتا نہیں کہ کس کا جلوہ کس میں تھا
نُور ہی تھا طُور میں یا طُور ہی تھا نُور میں

جلوہ گاہِ حسنِ یکتا بن گیا ہے میرا دل
دل ہے رشکِ طُور میرا یا کہ دل ہے طُور میں

جب لطافت ہی کے جلوہ ہیں کثافت سے عیاں
نُور ہی ہے نار میں اور نار پنہاں نُور میں

نُورِ حق خود آ گیا آخر میں ذاتِ پاک[2] میں
اب دھرا کیا ہے بتاو جلوہ گاہِ طُور میں

نعمتِ عظمٰی ہے جنت میں فقط رویت[3] تیری
تُو نہ ہوتا تو نظر کیا خاک آتا حُور میں

کیا صداقت تھی انا الحق کہہ کے سولی چڑھ گیا
حق نہ تھا تو کون تھا گویا[4] لبِ منصور میں

غم کے پیدا ہوتے ہی سمجھو مسرت آ گئی
وہ سمائے بیٹھے ہیں خالدؔ دلِ رنجور میں

[1] تاریک، اندھیری [2] رسول پاکؐ [3] دیدار [4] بولنا

(30)

چٹکیوں [1] میں وہ فتنوں کو جگا دیتے ہیں
ایک ٹھوکر سے قیامت کو اُٹھا دیتے ہیں

سینکڑوں داغ کلیجہ میں لگا دیتے ہیں
اور کیا اسکے سوا شوخ [2] ادا دیتے ہیں

اِن حسینوں سے بھلا کیا کریں اُمیدِ وفا
خاک میں لطف جوانی کا ملا دیتے ہیں

شادیٔ مرگ [3] جو ہوجائے تو کچھ دُور نہیں
میرے زخموں کو وہ دامن کی ہوا دیتے ہیں

درِ جیلاں سے نہ اُٹھو کبھی مر کر خالدؔ
وہ ہی کشتی کو کنارہ پہ لگا دیتے ہیں

[1] اشاروں، (دیکھتے ہی دیکھتے) [2] دل فریب [3] مرضِ موت

(31)

بشر کی شکل میں وہ کبریائی کرتے ہیں
خدا کی شان ہے بندے خدائی کرتے ہیں
نکل کے گنجِ خفی[1] سے وہ بن کے ہرجائی
ہر ایک شان سے وہ وہ جلوہ نمائی کرے ہیں
خدارا رحم کر اپنے عاشقوں پہ ذرا
تمہارے در پہ سدا جبہ سائی کرتے ہیں
نہیں ہے خضر کی پروا ہمیں دو عالَم میں
ہمارے خواجہ تو خود رہنمائی کرتے ہیں
صبر کر ہجر میں آئیں گے تیرے گھر وہ ضرور
کہ رفتہ رفتہ یہ نالے رسائی کرتے ہیں
ہر ایک خویش و اقارب[2] کو چھوڑ کر یک لخت
حبیبِ حق سے ہم آشنائی کرتے ہیں
تمہارے فضل و عنایت سے خالدِ مضطر
کہوں کیا عرش تلک بھی رسائی کرتے ہیں

1. ہر شئے سے عیاں 2. احباب و رشتہ دار

(32)

اُس کے در پہ جبیں میرے اے خدا ہونا
کبھی تو اُس کی عبادت کا حق ادا ہونا

ہے عینِ زیست [1] کہ بندے کا تجھ پہ مٹ جانا
بقا ہے اُس کی تیری ذات میں فنا ہونا

نہیں ہے اس کے سوا کچھ بھی دل میں اے خواجہ
یہی ہے آرزو در پر تیرے فدا ہونا

پریشاں حال ہوں بے چین بے قرار ہوں میں
توجہ مجھ پر ذرا شمسِ دیں پیا ہونا

جو دل ہو [2] پہلو میں میرے رہے تیری اُلفت
جو سر ہو [3] تن پہ تو سودا تیرا بھرا ہونا

ستم پہ یار کے ہر وقت شادماں رہنا
گو پُر جفا ہے وہ اے دل تُو با وفا ہونا

گو خاؔلد عاصی ہے لیکن خدا تُو ہے غفار
گنہگار کی بخشش ہے پُر خطا ہونا

[1] اصل زندگی [2] سینہ [3] تاحیات

33

تیرا بندہ ہوں میں میرا مُولا ہے تُو
تیرا خادم ہوں میں میرا آقا ہے تُو

میں بُرا ہوں مگر ہوں تیرا لاج رکھ لے
سب سے بدتر ہوں میں سب سے اچھا ہے تُو

سب سے کم تر ہوں میں سب سے بدتر ہوں میں
سب میں رہ کر بھی سب میں اعلیٰ ہے تُو

کچھ نہیں فقط عبد ہوں میں تیرا
ہو کے معبود سب کا خود آراء[1] ہے تُو

میں تو تیرا ہوں تیرا ہوں تیرا ہوں میں
تُو تو مبرا[2] ہے مبرا ہے مبرا ہے تُو

سب کا اول ہے تُو سب کا آخر ہے تُو
سب میں پنہاں ہے تُو سب سے پیدا ہے تُو

اپنی صورت پہ تخلیق کر کے میری
بن گیا میری صورتِ زیبا ہے تُو

خالدِ زار ہے اک سگِ در تیرا
فضل کر رحم کر اس کا خواجہ ہے تُو

1. مشہود، (خودنمائی) 2. آزاد، پاک کرنا، بری

34

پلا کر اک جامِ مستانہ مجھکو
بنالے تُو اپنا ہی دیوانہ مجھکو

حرم سے ہے مطلب نہ ہے بتکدہ سے
عبادت کو بس ہے صنم خانہ[1] مجھکو

گدائی تیرے در کی شاہی سے بہتر
نہ درکار ہے تختِ شاہانہ مجھکو

یہی آرزو ہے یہی ہے تمنا
تم اپنا بنا لی جیو دیوانہ مجھکو

پلا کر ذرا جامِ وحدت خدارا
تم مجھ ہی سے کردیجیو بیگانہ مجھکو

میری التجا ہے محمدؐ پیا سے
ذرا اپنی صورت دکھا جانا مجھکو

خدارا محمدؐ خدارا محمدؐ
مدینہ کی بستی میں بلوانا مجھکو

اُٹھا کر میرے پردۂ غیریت کو
حجابات میں سے نظر آنا مجھکو

[1] دل (اللہ کا گھر)

یگانہ [1] ہوا ہوں میں اب اتنا تم سے
نظر آرہا ہے نہ بیگانہ [2] مجھکو

ہوں پیاسا کھڑا در پہ مدت سے ساقی
عطا ہووے ہاتھوں سے پیمانہ مجھکو

پئے دید [3] بے چین ہوں مضطرب ہوں
ذرا روئے انور دکھا جانا مجھکو

سما جاؤ چشمِ بصیرت میں اتنا
جدھر دیکھوں میں تم نظر آنا مجھکو

چھپاتے ہو کیوں اپنے بندے سے صورت
میرے پیارے خواجہ نظر آنا مجھکو

یہی آرزو خالدؔ زار کی ہے
عطا ہووے کملی فقیرانہ [4] مجھکو

[1] شناسا [2] دوسرا ' غیر [3] دید کی خاطر [4] صوفیانہ

35

حشر کیا ہوگا مرا کچھ تو کہو جان و دل تم پہ فدا کچھ تو کہو
یونہی مرجائیں تڑپ کر کیا ہم کیا ارادہ ہے پیا کچھ تو کہو
بے خبر اپنے مریدوں سے ہوے کیا قصور اور خطا کچھ تو کہو
میں سگِ در ہوں تمہارا خواجہ کام پھر بھی نہ بنا کچھ تو کہو
ہم سے بیچارے غلاموں پہ حضور اس قدر کیوں ہیں خفا کچھ تو کہو
کام بنتا ہوا بگڑا میرا اس میں نقصان جو تھا کچھ تو کہو
میری محرومئ قسمت کا علاج واصلِ ذاتِ خدا کچھ تو کہو
کیوں نہیں جام پلائے مجھکو ساقئ ہوش رُبا کچھ تو کہو
راہِ گُم کردہ کو بھولا ہے کیوں رہبر و راہ نما کچھ تو کہو

یوں تو انجان ہوئے خالدؔ سے
ہاں میرے شمسؒ پیا کچھ تو کہو

36

کسی کے روئے زیبا سے نقابِ رُخ اُٹھا دیکھو
مِٹی ظلمت تجلّی ہوگئی ہے رونما دیکھو
حقیقت میری دیکھو ہٹ کے ہر قیدِ تعین سے
سراپا[1] ہوں کسی کا چشمِ باطن سے ذرا دیکھو
مجھے تم ڈھونڈتے کیا ہو نشانِ بے نشاں ہوں میں
خودی کو کھو کے اپنی ہوگیا ہوں لا پتہ دیکھو
تخیل میں تصور میں ہر اک قیدِ تعین میں
وہی موجود ہے کوئی نہیں اُس کے سوا دیکھو
نہیں ہوں میں وہی وہ ہیں حقیقت میں اگر پوچھو
کسی کی بے نیازی کا میں پردہ بن گیا دیکھو
عبادت کے لئے کافی ہے سر قدموں پہ رکھدینا
کہ مسجودِ ملک جن و بشر ہے نقشِ پا دیکھو
وجودیؒ بن کے ہیں جلوہ نما جو اک زمانے میں
اُنہی کی خود نمائی کا بنا ہوں آئینہ دیکھو
عجب انداز ہے اُن کے نرالا ناز ہے اُن کا
خودی میں میری وہ خود ہوگئے جلوہ نما دیکھو
یہ سارا فضل ہے اُن کا یہ اُن کا ہی تصدق ہے
کہ خالدؔ کون تھا اور ہوگیا وہ کیا سے کیا دیکھو

[1] نقشہ

37

ہے کیا خوب تیری یہ کونین سازی
کیا سب سے اشرف ہے بندہ نوازی

بنا ڈالی ذرہ کو بدرِ حقیقت
یہ ہے میرے خواجہ کی ذرہ نوازی

بنا ڈالا ناچیز کو سب کا خادم[1]
کرم ہے جو کی تو نے بیکس نوازی

نہ کیوں تیرے در پر میں سجدے کروں گا
ہوئی ہے یہیں سے مجھے سرفرازی

غریبوں کے والی بھروسہ ہے تیرا
اِدھر بھی ہو اک نظرِ عاجز نوازی

تصور نے پالی حقیقت جو تیری
تخیل کی ہے ساری یہ کارسازی

رہے گر حضوری میں حق کی جو ہر دم
تو بے شک وہ ہوگا حقیقی نمازی

غریبوں کے والی دو عالَم کے داتا
کرم کر ہے مشہور بندہ نوازی

ہوا فضل سے تیرے محمود[2] خالدؔ
مفخر ہے پا کر یہ شانِ ایازی[3]

[1] ہادی [2] آقا [3] غلامی

38

میرے مُردہ دل کو جِلاتے بنے گی
ذرا قُــم بِــاِذْنِــیْ ستاتے بنے گی

ہوں مدت سے سائل تیرے در پہ خواجہ
مجھے اپنا صدقہ دلاتے بنے گی

تصدق تیرے دستِ قدرت کے خواجہ
میری بگڑی قسمت بناتے بنے گی

ابھی دُور ہوجائیں گے سارے عصیاں
ذرا چشمِ رحمت دکھاتے بنے گی

بجز تیرے میں کس سے امداد چاہوں
میرے سب مقاصد دلاتے بنے گی

غلاموں کی ہے لاج اب ہاتھ تیرے
یہاں بھی وہاں بھی نبھاتے بنے گی

فدائی ہوں تیرا پرستار تیرا
مجھے اپنی صورت دکھاتے بنے گی

بُرا ہوں بھلا ہوں مگر آپ کا ہوں
میرے دل میں تشریف لاتے بنے گی

ہے شرمندہ خالدؔ سیاہ کاریوں سے
میرے شمسِ دیں بخشواتے بنے گی

39

لکھی ہو جب مقدر میں مصیبت کیا کرے کوئی
نہیں ٹلتی ہے سر سے لاکھ سر مارا کرے کوئی

ہماری نا مرادی مطمئن کردی بس اب ہمکو
رہی باقی نہ کوئی آرزو پھر کیا کرے کوئی

تیرے مشقِ ستم کے واسطے حاضر ہے لو یہ دل
عدو پر مہر و اُلفت کی نظر ڈالا کرے کوئی

چڑھا کر اپنی لاکھوں حسرتوں اُس پہ قربانی
مرادِ نا مرادی میں اُسے پایا کرے کوئی

گلہ شکوہ نہیں کرتے کسی کا جو رضا جُو ہیں
سرِ تسلیم خم ہے اور نہ اونچا کرے کوئی

مُنزہ[1] شانِ تنزیہہ[2] میں ہے وہ ہر اک تقید[3] سے
نہیں کچھ اُس کو پروا لاکھ گر تڑپا کرے کوئی

خدا کی بے نیازی سے نہ کر اظہارِ مایوسی
ظہورِ نا امیدی کا گلہ کیسا کرے کوئی

تماشائے دو عالم اپنا جب سارا تماشہ ہے
ہر اک قابلیت کو اپنے میں پایا کرے کوئی

تماشائی[4] نہ بن خالد تماشہ[5] بن کے عالم کا
پھر اپنے میں ہر اک شئے غور سے دیکھا کرے کوئی

[1] آزاد [2] احدیت، ذات [3] قید، شخص، بندہ [4] نیستی [5] ہستی

(40)

مجھے تُو مخزنِ[1] رنج و الم کرب و بلا کردے
سراپا درد کردے درد میرا لادوا کردے
دو عالَم کے لئے درد آفریں تُو دل میرا کردے
دلِ درد آشنا کو مرکزِ درد آشنا کردے
بڑھادے دردِ دل کو اس قدر ہو درد میں تسکین
سکون مجھکو ہے بیتابی میں تُو اسکو سوا کردے
میرا دل معدنِ دردِ دُرونِ[2] ہر دو عالَم کر
میرے ہی درد سے ہر دو عالَم کی بِنا کردے
مجسم درد کر اور درد ہی سے دل کو اُلفت دے
دوامی درد دے کر درد کی تُو انتہا کردے
مزا دیکر تُو مجھکو درد ہی میں اپنی اُلفت کا
میرے اس درد کو گنجینۂ[3] عشقِ صفا کردے
تمنا دے میرے دل میں فزونِ[4] دردِ اُلفت کو
درازِ زُلفِ پیچیدہ سرِ سودا زدہ کردے
بجائے دل کے پہلو میں میرے تُو درد پیدا کر
اسی کو جذبِ عشقِ یار کا تُو ولولہ کردے
یہی ہے التجا تجھ سے یہی ارمان دل کا ہے
ترے خالد کو بس دردِ محبت کی ادا کردے

[1] خزانہ [2] درد کا چُھپا ہوا خزانہ [3] خزانہ [4] بہت، نہایت

41

ابھی دیکھئے ہم بھی کیا کیا کرینگے
مدینہ کو سجدہ پہ سجدہ کرینگے

جو وہ بے نقاب اپنا چہرہ کرینگے
تماشہ سرِ طُور موسیٰ کرینگے

جو دیکھیں گے جلوہ تو ہم کیا کرینگے
تصدق تیرے ہونگے سجدہ کرینگے

ہر اک بزم میں ذکر تیرا کرینگے
تو ہر ایک مجلس میں چرچا کرینگے

علاج اپنے جینے کا ہم کیا کرینگے
یونہی آپ ہمکو جو بُھولا کرینگے

اگر آنکھ سے تم اشارہ کرینگے
ابھی نذر ہم زہد و تقویٰ کرینگے

یونہی دردِ دل کا مداوا کرینگے
بس اب تیرے قدموں پہ تڑپا کرینگے

مٹینگی تمنا تو ہم بھی مٹینگے
کہ یوں اُنکے وعدہ کو پورا کرینگے

یونہی جو رہیگا تُو انجان ہم سے
تیرے راز کو سب میں افشا کرینگے

اگر دل کا ارمان پورا نہ کیجئے
تو ہم بھی نیا حشر برپا کرینگے

جو وعدہ خلافی کروگے ہمیشہ
اگر جان نہ دینگے تو ہم کیا کرینگے

جو ہے ہم غریبوں کا منظور جینا
تو اک روز وعدہ کو پورا کرینگے

مجھے یاسِ ناکامئی وصل سے یوں
نہ سمجھا تھا غیروں میں رسوا کرینگے

بہت دن سے بیکار ہے تیغِ جاناں
بس اب سر کٹا کر تماشہ کرینگے

وفورِ مسرت سے ہم جان دینگے
اگر آپ دل کو دُکھایا کرینگے

مجھے شومئی[1] بخت کا غم نہیں ہے
کہ خواجہ مقدر کو سیدھا کرینگے

مجھے در سے اپنے اُٹھاتے نہیں ہے
اُٹھائیں تو وعدہ کو پورا کرینگے

کسی دن قدمبوس خواجہ کے ہو کر
ہم اپنے مقدر پہ دعویٰ کرینگے

نہ گھبرا وفورِ[2] الم سے تُو خالدؔ
نگاہِ کرم تجھ پہ خواجہ کرینگے

[1] بد نصیبی [2] بہت زیادہ، افراط

(42)

میری دنیا میں اک ہل چل مچادی تیری رحمت نے
میری غفلت کو اک پل میں مٹادی تیری رحمت نے

تیری شانِ کریمی کے تصدق کیا تھا اب کیا ہوں
مجھے اب باغِ وحدت میں بٹھادی تیری رحمت نے

تیری بندہ نوازی نے محض[1] بندہ بنا ڈالا
عجب اعجاز اپنا کر دکھادی تیری رحمت نے

پریشان حال تھا بے چین تھا بے تاب تھا ہر دم
سکونِ قلب دے کر سب مٹادی تیری رحمت نے

جمالِ یار آنکھوں سے کبھی اوجھل نہیں ہوتا
بصارت کو بصیرت اب بنادی تیری رحمت نے

دلِ نا آشنا نا آشنا تھا ایک مدت سے
حجاباتِ[3] دوئی دل سے مٹادی تیری رحمت نے

تصدق تیری رحمت کے بچالی نارِ دوزخ سے
مجھے جو قصرِ[4] جنت میں بٹھادی تیری رحمت نے

عطا کرکے غلامی کردیا ہر اک سے مستغنی
مجھے حلقہ بگوشِ حق بنادی تیری رحمت نے

یہ خالدؔ ہے سگِ در ادنیٰ تیرا رحمتِ عالم
بنا کر اپنا اسکو سب دلادی تیری رحمت نے

[1] صرف، نام کے لئے (انسان کامل) [3] غیریت [4] محل

43

کیا عشق کی دنیا عقبیٰ[1] نہیں یہ دنیا والے کیا جانے
اُس عالم میں بھی کیا کیا نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

جو درد کو درد نہیں سمجھے جو سُکھ کو گورا ہی نہ کرے
احساس جسے کچھ ہوتا نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

جو کفر و دین و دیر و حرم اور ایں و آن سے دُور رہے
جو اپنی خودی کو پاتا نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

تشریک[2] مٹا کر ہر لمحہ توحید میں جو مشغول رہے
عارف[3] نہیں جو کہ ایسا نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

جو بتخانہ کو ڈھادیکر کعبہ ہی میں ہر دم غرق رہے
یہ عبدِ محض کیا مُولا نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

ان مست نگاہوں کا ہے اثر جو سارے جہاں کو لوٹ لیا
جب باقی کسی کو رکھا نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

کونین[4] نمایش جسکی ہے دارین[5] کا جو کہ مرکز ہے
اُس یار کو کوئی دیکھا نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

[1] عالمِ آخرت [2] شریک (دوئی) [3] صوفی (مقرب) [4] دُنیا [5] دین و دُنیا (دونوں جہاں)

عشاق کی نظروں سے بچ کر وہ لاکھ چھپے تو چھپ نہ سکے

کیوں پردہ کیا جب پردہ نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

جو سرِ گنجِ مخفی تھا وہی جلوہ گاہِ طور بنا

وہ راز ہوا کیا افشا نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

اس چشمِ حقیقت بیں کو میری بس دید اُسی کی رہتی ہے

مجھے اُس سوا کوئی دکھتا نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

وہ بُھول گیا ہے اپنے کو اور ذات میں ضم[1] رہتا ہے سدا

خالؔد کو قلندر ہے یا نہیں یہ دنیا والے کیا جانے

[1] فنا فی اللہ

(44)

جو کچھ تھیں حسرتیں دل میں ہم اُن کو خود مٹا بیٹھے
تمہارے عشق میں ہم ہاتھ دنیا سے اُٹھا بیٹھے

چلے جب چال مستانہ تو لاکھوں کو مٹا بیٹھے
کہے جب قُم باذنی وہ تو لاکھوں کو جِلا بیٹھے

ہم اپنی نامرادی ہی پہ نازاں اور خرم[1] ہیں
کہاں کی آرزو جب اپنے ہی کو ہم مٹا بیٹھے

ہوے پوشیدہ تنزیہہ[2] میں خود ہی تشبیہ[3] سے ہوئے ظاہر
خود ہی پردہ میں جا بیٹھے خود ہی پردہ اُٹھا بیٹھے

دوئی باقی رہی اب تو نہ فرقِ ایں و آں باقی
خود ہی دل میں سمائے وہ خود ہی آنکھوں میں آ بیٹھے

نکل کر گنجِ مخفی سے محمدؐ نام کرتے ہیں
تماشہ ہے پھر اپنا غیر عالَم کو بنا بیٹھے

احد سے بن کے احمد ہوگئے مخلوق میں شامل
کہ لے کر میم کا گھونگھٹ[4] دو عالَم میں سما بیٹھے

کیئے آدم کو پیدا شکلِ احمدؐ پر یہ حکمت تھی
کہ وحدت سے نکل کر قیدِ کثرت میں سما بیٹھے

کروں کیا ذکر خالؔد اُن کی میں بندہ نوازی کا
جہاں مستی میں آئے خم[5] کے خم مجھ کو پلا بیٹھے

[1] خوش　[2] ذاتِ حق　[3] صفاتِ الٰہی　[4] پردہ　[5] گھڑا (Pot)

45

سر گریباں میں ڈالے ہوئے بیٹھا کیا ہے
پردۂ غیب سے تو دیکھ کہ ہوتا کیا ہے

کیا خبر ہے تیری تقدیر میں لکھا کیا ہے
فضل و احسانِ خدا تو ابھی دیکھا کیا ہے

کیا امیروں کو فقیر اور فقیروں کو امیر
ہیں یہ قدرت کے کرشمے کوئی سمجھا کیا ہے

غم عبث [1] رنج عبث فکر عبث سوچ عبث
سوچ تو ہی کہ تیری فکر سے ہوتا کیا ہے

دوستوں ہی کو دیا کرتے ہیں آلام و الم
ورنہ پھر راز اطاعت ہی میں رکھا کیا ہے

جو مقدر میں لکھا ہے تیرے خالدؔ ہو گا
گر کرے لاکھ تو تدبیر تو ہوتا کیا ہے

[1] بیکار

46

تیرے دستِ کرم ہی کی یہ ساری کارسازی ہے
سگِ در کو نوازا یہ تیری بیکس نوازی ہے
کسی قابل نہ تھا خواجہ یہ تیرا خادمِ ادنیٰ
سراپا بن گیا تیرا تیری عاجز نوازی ہے
معافی کے نہ لائق تھا یہ تیرا بندۂ عاصی
چھپایا اپنی رحمت میں تیری بندہ نوازی ہے
رہا خستہ خراب و خوار یہ دنیا کی نظروں میں
رکھا جس طرح بھی تو نے یہ تیری سرفرازی ہے
غلامِ عاجز و مفلس پہ کیسا فضل ہے تیرا
کیا سب سے غنی اس کو تیری غربا نوازی ہے
جو حالِ زار پر تیرے ہمیشہ رحم کرتا ہے
پڑا رہ اُس کے در پر تیری یہ شانِ ایازی[1] ہے
عجب تھا حالِ خالدؔ جو بیاں میں آ نہ سکتا ہے
بنایا ذرہ کو خورشید یہ ذرہ نوازی ہے

[1] غلامی کی شان

(47)

میری اور کُلفت و افلاس کی یکجائی ہے
رحم کر چُھٹ گیا دامانِ شکیبائی[1] ہے

اس قدر رنج و الم گھیر لئے ہیں مجھ کو
المدد پیر کہ لب پر میری جان آئی ہے

بیکسی پر میری ہوجائے توجہ تیری
فضل کی تیرے یہ مدت سے تمنائی ہے

حالِ خستہ پہ میرے نظرِ ترحم فرما
اب تو گھنگور مصیبت کی گھٹا چھائی ہے

عمر سب غم میں کٹی اب تو کرم ہوجائے
تیرے صدقہ تیرے قربان بہار آئی ہے

مُردہ دل کو میرے لِلّٰہ جِلادے خواجہ
تیری ٹھوکر میں تو اعجازِ مسیحائی ہے

چھوڑ دی سب نے رفاقت[2] تیرے اس بندہ کی
المدد تو ہی میرا مونسِ[3] تنہائی ہے

گلِ ارمان سے میرا دامنِ مقصد بھردے
بعد مدت کے تو اس سال بہار آئی ہے

لاج رکھ خالدِ خستہ کی پیارے خواجہ
میری ہر وقت مدد تو نے ہی فرمائی ہے

[1] دامنِ صبر (برداشت) [2] ساتھ [3] ساتھی یا چاہنے والا

(48)

یہ کس رشکِ گلستاں نے رُخِ روشن دکھایا ہے
گلوں[1] نے رُوپ بدلا اور جوبن[2] کو لٹایا ہے

تمہی کو دے دیا دل بھی تمہی کو جان بھی دیدی
تصدق تم پہ کرنے کو بس اب ایمان باقی ہے

مجھے کیوں دیکھتے ہی پھیر لیتے ہیں وہ منھ اپنا
خدا معلوم غیروں نے اُنہیں کیا کیا سکھایا ہے

جوانی زندگانی جان و دل ایمان بھی اپنا
کہ ہم نے ایک ایک شئے آپکی خاطر مٹایا ہے

کچھ ایسا بدگماں اُنکو رقیبوں[3] نے کیا مجھ سے
اگر پتہ بھی کھڑکا کہتے ہیں وہ کون آیا ہے

جگر تھامے ہوئے پھرتے ہیں وہ صحنِ گلستاں میں
دنوں میں چلکے اب خونِ شہیداں رنگ لایا ہے

مِسّی[4] مالیدہ لب پر پان کی سُرخی نہیں جمتی
غمِ مرگِ عدو نے ایسا آشفتہ بنایا ہے

[1] پھولوں [2] شباب [3] غیر، دشمنوں (مخالفین) [4] مِسّی لگی ہوئے ہونٹ

(49)

در ہو تیرا سر میرا بس یہ تمنا دل میں ہے
سجدہ ہو ایسا ادا بس یہ تمنا دل میں ہے

میں رہوں تجھ میں فنا اور مجھ میں باقی تو رہے
بس یہی ہے التجا بس یہ تمنا دل میں ہے

دل میں ہو اُلفت تیری آنکھوں میں ہو صورت تیری
سر میں سودا ہو تیرا بس یہ تمنا دل میں ہے

اب تو لِلّٰہ تم طیبہ میں بلوا لیجئے
کچھ نہیں اسکے سوا بس یہ تمنا دل میں ہے

جان و ایماں محمدؐ تم پہ ہی قربان ہو
سر ہو قدموں پہ فدا بس یہ تمنا دل میں ہے

ہو میرے پلہ پہ جب تم فکر کیا دارین کی
تم کرو اب فیصلہ بس یہ تمنا دل میں ہے

دیکھ کر جلوہ تیرا ہوجاوں بیخود جب نبی
زلفِ عنبر کو سونگھا بس یہ تمنا دل میں ہے

دیکھنے سے تجھکو قلبِ مضطرب پاتا ہے چین
رحم کر جلوہ دکھا بس یہ تمنا دل میں ہے

محوِ حیرت بنگیا دیکھا جو روئے مصطفیٰ
اور بھی بیخود بنا بس یہ تمنا دل میں ہے

میرے خواجہ خالدِ خستہ کی ہے یہ التجا
اپنے قدموں تک بُلا بس یہ تمنا دل میں ہے

صدق (50)

خدا شاہد ہے جب ہم آپ کو مشہود پاتے ہیں
نمازِ بے خودی پڑھتے ہوئے سجدے میں جاتے ہیں

جدھر ہم دیکھتے ہیں وہ نظر آتے ہیں ہر اک میں
تخیل میں تصور میں تو وہ خود ہی سماتے ہیں

کبھی ہم دیکھتے ہیں اپنے کو پاتے ہیں بس اُنکو
کبھی ہم دیکھتے ہیں اُنکو تو اُنکو ہی پاتے ہیں

تخیل کو بنا کر پاک سب سے، اُن ہی میں گم ہیں
جمالِ یار کا نقشہ اب اپنے میں جماتے ہیں

ہماری بے خودی سب سے بنادی بے نیاز ہمکو
اب اُسکی شانِ تنزیہہ حسنِ تشبیہہ ہی میں پاتے ہیں

یہ پروازِ خیالِ یار کی اعلیٰ رسائی ہے
جو سارے فرش والے عرش والے ہی کو پاتے ہیں

یہ ساری زندگی اپنی تو امواجِ تلاطم ہیں
خدا کا شکر ہے ہر موج میں پانی کو پاتے ہیں

حضوری میں ہمیشہ یار کی مصروف ہوتے ہیں
کہ ہم غفلت ہمارے دل سے اِسطرح مٹاتے ہیں

تصدق ہے وجودیؒ پیر کے نعلینِ اقدس کا
کہ خالدؔ اپنے کو ہم غرقِ ہستی آپ پاتے ہیں

تضرع (51)

ادائے بے نیازی کا مرقع بن گیا ہوں میں
نیاز حاصل ہے مجھکو جس سے، اُس پہ ہی فدا ہوں میں
میری حالت نہ پوچھو، حجر میں کیسے گذرتی ہے
فراقِ یار میں مَر مَر کے، ہردم جی رہا ہوں میں
تڑپنے کی اجازت ہے نہ لب سے اُف نکلنے کی
ہوں راضی اس کی مرضی پر، جو ساکت ہوگیا ہوں میں
میری دنیائے الفت ہر تعین سے ہے مستغنی
تقید سے رِہا ہوکر، سراپا یار کا ہوں میں
کسی کے راز کو سینے میں اپنے ہی چھپا لیکر
کسی کی ذُلفِ پیچیدہ کا، خود سودا زدہ ہوں میں
مجھے وارفتگی میں بھی، رہی وابستگی اُن سے
کسی حالت میں بھی اُن سے ہی رکھتا رابطہ ہوں میں
میں اس دریائے وحدت ہی کا اک ادنیٰ شناور ہوں
شعاعِ نورِ انور پا کے روشن ہوگیا ہوں میں
کسی سے کچھ غرض خالدؔ نہیں رکھا ہے عالم میں
سمجھ سکتا کہاں کوئی تجھے تو جانتا ہوں میں

فَقر (52)

چشمِ میگوں کا گردش میں رہا پیمانہ آج
بے پیئے کے مَست ہے ہر ساکنِ میخانہ آج

زہد و تقویٰ چھوڑ کر اب بنگئے آزاد کیوں
کیا بھلی معلوم ہوتی ہے روشِ رندانہ آج

مل گیا مجھکو صلہ سمجھونگا ساری زیست کا
گر ادا ہوجائے مجھ سے سجدہ شکرانہ آج

برہمن کو یار کا کلمہ پڑھا کر چھوڑتا
مجھکو گر دیتا اجازت صاحب میخانہ آج

آنکھ سے پردہ اٹھا عالم کا پیمانہ بنی
دل سے غفلت مٹتے ہی دل ہوگیا میخانہ آج

کہہ اٹھیں سارے ھُوَ الحق سے اَنا الحق اس گھڑی
ہوش تُو سب کے اڑادے لغزشِ مستانہ آج

جسکو تُو الفقر و فخری سے مفخر کردیا
اسکے آگے ہیچ ہے یہ مسندِ شاہانہ آج

خم پہ خم پینے پہ بھی کرتے ہیں باتیں ہوش کی
بنگئے ہیں آپ خالؔد تو بڑے فرزانہ آج